U0397

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

الحمد للہ

کہ در آوان خجستہ تواماں پر از امن و اماں مربی علوم و شریعت مشید ارکان عدل و نصفت

اعلیٰ حضرت خداوند نعمت حضور پر نور بندگان عالی نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ

مجلد ثالث کتاب مستطاب

روائع الاحکام ترجمۂ شرائع الاسلام

کہ بموجب حکم مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی مورخہ ۲۰ آذر سنہ ۱۳۰۶ف مطابق ۱۸ جمادی الاولیٰ

سنہ ۱۳۱۴ ہجری شریک کتب امتحانات قانونی ممالک محروسہ سرکار عالی گردید

به سرپرستی

عالم مدقق و فاضل محقق جامع معقول و منقول عالیجناب خان بہادر مولانا مولوی خدابخش خانصاحب جج

بہادر چیف جسٹس بحسن سعی میر رستم علی صاحب تاجر کتب

بماہ اپریل سنہ ۱۸۹۸ء

در بلدہ مطبع حیدری باہتمام سید حسین مالک مطبع چاپ گردید

خورشید رقم

کتب مندرجہ فہرست ہذا مطبوعہ و قلمی ہمارے کتب خانہ سے بکفایت مل سکتی ہیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
اخبار و احادیث و فقہ و کلام مذہب امامیہ		**مصائب**		**اخلاق و نصائح**		**نجوم و رمل**	
معطار الجوامع	۸ہے	دفتر غم	عہ۸	تحفہ نفیس	۶ر	آفتاب رمل	عہ۸
منہج الیقین	۴ہے	روضۃ الشہدا	۱۰ر	توقیعات کسریٰ	۸ر	گلشن شہرت حصہ ۱	عہ۱۲
صراۃ النجاۃ وغیرہ	عا	بوستان شہادت	عہ۴	قوانین دستگیری در لغت	صہ	ایضاً حصہ ۲	عہ۱۲
صراۃ النجاۃ خورد	۱۲ر	سلک مرصع	ر	شبنم شاداب در لغت	۴ر	ایضاً حصہ ۳	عہ۱۲
انوار الابصار	عا	مجموعہ مرثیہ میر مونس	ر	مخازن الامثلہ در لغت	۱۲ر	دانش نامہ جہان	عہ
عقائد شیعہ	ر	،، میر انیس	للعہ	**قصص وغیرہ**		سرچشمۂ رحمت در تصوف	ع۴
ابواب الجنان	عا۸	زبدۃ المصائب	عا	ضرب المجالس	عا۸	مونس ذاکرین	ہے
تحفۃ العارفین	۱۰ر	ذائقہ ماتم	عا۱۲	گلزار آصفی	صہ	حدائق البلاغہ در عروض	۸ر
آداب التعلیم	۸ر	ریحان غم	عا۱۲	صریغۃ العالم مقالہ ا	للعہ	گنجینۂ تواریخ	عہ
ینبوع المعجزات	ر	خلاصۃ المصائب	ر	،، مقالہ دوم	للعہ	**طب**	
ریحان معراج	ر	رفیق الزائرین	ر	تزک آصفیہ	للعہ	انوار الحواشی	صہ
مثنوی نان حلوا	۴ر	داستان غم	عہ۸	تحفۃ العالم	للعہ	موضح الکانون	عہ۸
شرح ہفت بند کاشی	ر	کنز المصائب	۵عہ	**کتب دواوین و مثنویات وغیرہ**		اقصرائی اردو	للعہ
باغ ارم	عہ۸	ریاض الشہادت ۳ جلد	عہ۱۵	دیوان امانت	عہ۴	قرابادین ذکائی	ع
شمس المشرقین	۴ر	مجالس الشیعہ	ع	گلزار خلیل	عہ۴	مجربات شہریاری	۱۲ر
تحفہ جعفری	۶ر	**ادعیہ امامیہ**		یادگار صغیر	عہ	**مناظرہ**	
مظہر الغرائب	۱۲	رسائل نخبہ	عہ	ریاض لطافت	عا۸	نور الکریمتین	عہ۸
مظہر العجائب	ر	زاد المعاد	عا	دیوان ضامن	۴ر	تحفۃ الاثنا عشریہ	ہے
سیر الائمہ	عا	صحیفہ کاملہ	عا۶	دیوان مظہر جانجانان	۸ر	مفید العوام	۱۰ر
حلیۃ الصالحین	عہ۸	رسالہ استخارہ	۸ر	دیوان عابد	عہ	رسالہ آیۂ تطہیر	۸ر
مشارق الانوار	۱۲ر	تقطیع کوچک		دیوان فیض	عا	تنبیہ المنکرین	۶ر
روضۃ الاحکام	للعہ	صحیفہ ثانیہ	عہ	دیوان اشک جلد ثانی	عا	معیار الہدا	عہ۴
						عمدۃ الانتا	۱۰ر

[illegible]

تقریظ مجتہد العصر والزمان حاوی علوم معقول ومنقول کاشف معضلات فروع واُصول قبلہ وکعبہ جناب مولانا مولوی سید مصطفی صاحب المعروف بجناب میر آغا صاحب ادام اللہ ظلالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین ومتقنین وتقتفین آثار ائمہ طاہرین پر مخفی نہ رہے کہ کتاب مستطاب ودائع الاحکام جسمین اصل کتاب شرائع الاسلام کا (جو مذہب اثنا عشریہ کی درسی ومشہور ومستند کتاب اور نافع افاضل وطلاب ہے) زبان اُردو مین با محاورہ ترجمہ اور اُسکے عبارات مشکلہ اور مطالب معضلہ کا حل بعنوان شائستہ ومرغوب کیا گیا ہے اور اُسکے حواشی پر مسائل عدیدہ کی متانت کے تسہیل کیگئی ہے حضرات مومنین کے لیے عموماً اور طلبہ علوم دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید اور نافع ہے بنا براں علیہ جملہ مومنین اخیار کو لائق وسزاوار ہے کہ اس کتاب کو ہر نوع خرید فرمائین اور اُس سے نفع اُٹھائین

حررہ السید مصطفی مدعو بہ میر آغا عفی عنہ

العاصی سید محمد مہدی
سید مصطفی بن عمدة

تقریظ مجتہد العصر والزمان حاوی علوم معقول ومنقول کاشف معضلات فروع واصول قبلہ وکعبہ جناب مولوی محمد حسین صاحب المعروف بجناب سید علن صاحب ادام اللہ ظلالکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین ومتقنین ومقتفین آثار ائمہ طاہرین پر مخفی نہ رہے کہ کتاب مستطاب ودائع الاحکام جسمین اصل کتاب شرائع الاسلام کا (جو مذہب اثنا عشری کی درسی ومشہور ومستند کتاب اور نافع افاضل وطلاب ہے) زبان اُردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اُسکے غوامض مشکلہ اور عبارات دقیقہ کا حل بعنوان شائستہ ومرغوب کیا گیا ہے اور اُسکے حواشی پر معضلات مسائل کی بادلہ ساطعہ وبراہین قاطعہ نہایت متانت کے ساتھ تسہیل کی گئی ہے حضرات مومنین کے لیے عموماً اور طلاب علوم دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید اور نافع ہے بنا براں علیہ جملہ مومنین اخیار کو لائق وسزاوار ہے کہ اس کتاب کو خرید فرمائین اور اُس سے نفع اُٹھائین

۱۳۰۹ھ
لا الہ الا اللہ القوی
عبدہ محمد حسین النقوی

صورت تقریظ سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام بہجۃ الایام نائب ائمہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قبلہ وکعبہ مجتہد العصر والزمان جناب آقا سید محمد باقر صاحب دام ظلہ العالی مادامت الایام واللیالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین خالصین و مقلدین آثار ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین پر مخفی نرہے کہ کتاب مستطاب روائع الاحکام ترجمہ ایقاعات شرائع الاسلام جو مذہب شیعہ اثنا عشریہ کی درسی اور مشہور و مستند کتاب ہے اور مرجع فضلاء و علماء و طلاب ہے بعض مواضع متفرقہ اسکے نظر قاصر فاتر حقیر سے گذرے ماشاء اللہ ترجمہ نہایت شائستہ و خوب و حل عبارات مشکلہ و مواضع دقیقہ معضلہ کا بنہج مطلوب و عنوان مرغوب کیا گیا ہے حضرات مومنین کے لئے عموماً اور طلبہ علم دین کے لیے خصوصاً بہت نافع و مفید ہے البتہ جمیع حضرات مومنین کو سزاوار و مناسب ہے کہ

بشوق و رغبت تمام اسے خرید فرمائیں

اور اسکے فوائد سے

منتفع ہوں فقط۔

لا الہ الا اللہ القوی
عبدہ محمد باقر بن
محمد بن علی الرضوی ۱۳۱۳

صورت ما فصلته انامل الحبر العلّامه والنحرير الفهّامه كشّاف معضلات التحقيق بموجز بيانه ومورد غوامض التدقيق بمختصر تبيانه فخر المدرّسين منتجع الناقدين قدوة المصطفين مولانا ومقتدانا جناب المولوي السيد ظهور الحسين دامت بركاته وتمت افاداته

بسم الله الرحمن الرحيم

قلوب زاکیہ مؤمنین و قرائح صافیہ ارباب علم و یقین پر لائح ہو کہ مجلد ثالث کتاب مستطاب شرائع الاحکام جسمین فضائل مآب کمالات انتساب عمدۃ الاحباء الاطیاء و صفوۃ الالباء الانباء الاخ السدید والولی الرشید البدر الوضی والقمر المضی الخلیل الواثق والصدیق الموافق کریم المحاتد والمعارف المولوی السید محمد صادق ابقاہ الله ما ذر شارق واومض بارق نجل العالم العامل والافضل الکامل البحر الزاخر والنجم الزاہر غرۃ جبہۃ المفاخر المنتقل الی جوار رحمۃ ربہ الغافر مولانا السید محمد باقر قدس سرہ و نور ضریحہ نے اصل کتاب شرائع الاسلام (جو مذہب اثناعشری کی درسی اور مشہور و مستند کتاب اور معتمد علیہ بین جمہور اولی الالباب ہے) کے ایقاعات کا بامحاورہ ترجمہ اور اُسکے عبائر دقیقہ کا حل باسلوب شائستہ وعنوان بائستہ کیا ہے من اوّلہ الی آخرہ نظر تامہ سے گذری اور راقم العباد نے مزید تشفی کیلیئے اوسکو اصل کتاب سے حرف بحرف مطابق کیا در حقیقت مترجم ممدوح نے اصل کتاب کے مقامات مغلقہ کو بہت ہی خوبی اور لطافت کے ساتھ سہل و آسان اور ممتوید بہ برہان کیا ہے جسکا حال اصل کتاب سے مقابلہ کرنے کے بعد منفہم ہو سکتا ہے اور اوسکو نہایت سہ درستی اور مفید حواشی کے ساتھ (جو مسالک اور جواہر الکلام وغیرہ شروح و حواشی سے ماخوذ ہین) بغایت تنقیح و توضیح محشی کیا ہے فی الواقع زبان اُردو مین ایسی جامع و مفید کتاب جسمین ابواب فقہ اس شرح و بسط کے ساتھ موجود ہون دیکھنے مین نہین آئی یہ کتاب مومنین کو عموماً اور طلبہ علوم دینیہ کو خصوصاً بہت نافع ہے بنا برین علیہ مومنین اخیار اور متقیان آثار ائمہ اطہار سلام الله علیہم مادام اللیل والنہار کو لائق و سزاوار ہے کہ اس کتاب نایاب کو خرید فرمائین اور اُسکے فوائد و مطالب سے منتفع ہون

حررہ الاحقر ظہور حسین

١٣٠٩ھ

سید ظہور الحسین

عفی عنہ

فہرست کتب واا الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

صفحہ	نام کتاب	خلاصہ مضمون
٣	کتاب الطلاق	اسمین طلاق دینے اور قید نکاح کے زائل کرنیکے احکام و شرائط تفصیلہ بیان کیے گیے ہین
٣٩	کتاب الخلع	اسمین بعوض مال طلاق دینے کے احکام و شرائط کا بیان ہی
٥١	کتاب الظّہار	اسمین وہ احکام و شرائط مذکور ہین جو زوجہ سے ظہار کرنے پر مترتب ہوتے ہین
٧٣	کتاب الایلاء	اسمین وہ احکام مذکور ہین جو ترک وطی پر قسم کہانے سے متعلق ہوتے ہین
٨١	کتاب اللعان	اسمین وہ احکام مذکور ہین جنسے لعان ثابت ہوتی ہی اور زوجہ سے تہمت زنا برطرف ہوتی ہی
٩٣	کتاب العتق	اسمین غلام یا کنیز کے آزاد کرنے کے احکام و شرائط کا بیان ہی
١٠٦	کتاب التدبیر والمکاتبۃ والاستیلاد	ان کتب مین مملوک کے ادن احکام کا بیان ہی جو آزاد کرنے کی وصیت کرنے اور اُس سے بعوض مال اوسکی آزادی پر معاملہ کرنے اور کنیز کے ذات الولد ہونے پر متفرع ہوتے ہین
١٣٥	کتاب الاقرار	اسمین کسی شخص کے لیے اپنے مشغول الذمہ ہونے کی خبر دینے کا بیان ہی اور اُسکے احکام مفصلہ مذکور ہین
١٦٣	کتاب الجعالہ	اسمین وہ احکام مذکور ہین جو کسی شی گم شدہ کے واپس لانے پر مترتب ہوتے ہین
١٦٨	کتاب الایمان	اسمین قسم کہانے کے احکام و شرائط مفصلہ بیان کیے گئے ہین
٢٠٠	کتاب النذر	اسمین نذر کے احکام و شرائط مذکور ہین

فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين

هذا هو المجلد الثاني لا يقا من الكتاب المستطاب النافع جمعه الفاضل الكامل المولوي

روائع الاحکام

ترجمہ

شرائع الاسلام

طبع بعد ما صحح الاعز الاجل المولوي زاحسین
وقد المدد الذي السيد محمد حسن المولوي المرحوم سيد ... من الكوثر

المطبع الحیدری الواقع بلکھنؤ
فی خیر ... بنده ... الوافی وزیر

۸۶۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کفاء افضالہ والصلوٰۃ علی محمدٍ وآلہ اٰمّا بعد پس خادم الطلبہ سیّد محمد صادق ابن سیّد محمد باقر الکشمیری الرضوی عفی عنہما خدمتِ ارباب فضل وکمال مین عرض کرتا ہی کہ احقر العباد نے حسب فرمایش عالی مرتبت سامی منزلت جناب سیّد متّقی علی صاحب دام مجدہٗ العالی اصل کتاب مستطاب شرائع الاسلام کا زبانِ اردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اوسکی عباراتِ دقیقہ ومطالب مشکلہ کا حل کیا اور اوسکا نام روائع الاحکام رکھا اور اوسکو نہایت ضروری ورمفید حواشی کے ساتھ محشّی کیا اور جو الفاظ کتاب ز قبیل اصطلاح یا متعلّق بفن یا حسن عبارت مین داخل تھے اونکو بجالہا باقی رکھا اور اونکا مطلب عام فہم عبارت مین مابین خطوط واحدانی بیان کیا اور اوسکو جناب مستطاب افضل الفضلا اکمل الکملا قدوۃ العلماء الکرام راس الفقہاء العظام العالم العلّامہ الفہم الفہامہ اورع المتورعین افقہ المتفقہین نخبۃ المصطفین سیّدنا ومولنا واُستاذنا المولوی السیّد ظہور الحسین صاحب دامت شموس افاداتہٖ طالعۃ وانوار ہدایاتہٖ لامعۃ کی خدمتِ بابرکت مین وقتًا فوقتًا پیش کرتا رہا اور جناب ممدوح نے از ابتدا تا انتہا ملاحظہ فرمایا اور اکثر مقامات کو اپنے قلمِ فیض شیم سے درست بھی فرمایا واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ وآلہٖ اجمعین

کتاب الطلاق

طلاق سے عرف شرع مین قید نکاح کا بصیغۂ طلاق وغیرہ زائل کرنا مراد ہی اور اسمین تین مطلب ہین پہلا مطلب ارکان طلاق کے بیان مین اور وہ چار ہین رکن اول مطلق (طلاق دینے والا) کے بیان مین اور اوسمین چار شرطین معتبر ہین پہلی شرط بالغ ہونا پس جس طفل ممیز کا سن دس سال سے کم ہو اوسکی عبارت کا اعتبار نہین ہی اور خصوص طفل دہ سالہ و عاقل کی طلاق سنت (طلاق کی دو قسمون مین سے ایک قسم ہی جسکا بیان عنقریب آئیگا) کا جائز ہونا ایک روایت مین منقول ہوا ہی اور یہ روایت ضعیف ہی اور اگر ولی طفل اوسکی طرف سے طلاق دے تو صحیح نہو گی اسلیے کہ وقوع طلاق فقط مالک بضع (منافع فرج) سے مختص ہی علاوہ برین طفل مین زوال حجر (ممانعت تصرف) غالباً مترقب ہوتا ہی بخلاف مجنون کے کہ وہان ولی کو اوسکی طرف سے طلاق دینا صحیح ہی کیونکہ اوسمین رفع حجر کے لیے کوئی زمانہ محدود نہین ہوتا ہان اگر حالت فساد عقل مین بالغ ہو تو ولی کو بمراعات مصلحت اوسکی طرف سے طلاق دینا صحیح ہوگا اور ایک جماعت علما نے صورت مذکورہ مین بھی طلاق ولی کو منع فرمایا ہی لیکن یہ قول مذاق شرع سے بعید ہی دوسری شرط عاقل ہونا پس طلاق مجنون (خواہ مطبق ہو یا ادواری) اور سکران (وہ شخص جسکی عقل نشہ کیوجہ سے زائل ہو جائے) صحیح نہین ہی اور اسی طرح اوس شخص کی بھی طلاق صحیح نہین ہی جسکی عقل بیہوشی یا شرب مرقد (وہ دوا ہی جسکا پینا باعث خواب ہو) کیوجہ سے زائل ہو جائے اسلیے کہ ان جملہ صورتون مین قصد باقی نہین رہتا اور ولی سکران کا اوسکی طرف سے طلاق دینا صحیح نہین ہی اسلیے کہ اوسکا عذر غالباً زائل ہو جاتا ہی پس وہ نائم (سونے والا) کے مثل ہی اور مجنون کی طرف سے اوسکے ولی کا طلاق دینا صحیح ہی اور اگر مجنون کا کوئی ولی باپ اور دادا وغیرہ مین سے نہو تو اوسکی طرف سے حاکم شرع یا اوس شخص کو طلاق دینے کا اختیار ہوگا جسکو حاکم شرع نے منصوب کیا ہو تیسری شرط صاحب اختیار ہونا پس طلاق مکرہ (جسکو مجبور کیا ہو

کتاب الطلاق وفیہ اربعۃ اقسام الاول فی الارکان وہی اربعۃ الاول المطلق ویعتبر فیہ شروط اربعۃ الاول البلوغ فلا اعتبار بعبارۃ الصبی قبل بلوغہ عشرا وفیمن بلغ عشرا عاقلا وطلق للسنۃ روایۃ بالجواز فیہا ضعف ولو طلق عنہ الولی لم یصح لاختصاص الطلاق بمالک البضع ولان الحجر عنہ غالبا مترقب الزوال بخلاف المجنون ولو بلغ فاسد العقل وطلق الولی مع مراعاۃ الغبطۃ صح ومنعہ جماعۃ وہو بعید الشرط الثانی العقل فلا یصح طلاق المجنون ولا السکران ولا من زال عقلہ باغماء او شرب مرقد لعدم القصد ولا یطلق الولی عن السکران لان زوال عذرہ غالب فہو کالنائم ویطلق الولی عن المجنون ولو لم یکن لہ ولی طلق عنہ السلطان او من نصبہ للنظر فی ذلک الشرط الثالث الاختیار فلا یصح طلاق المکرہ

صحیح نہوگی اور تحقق اکراہ مین تین امرون کا حاصل ہونا ضرور ہی **امر اوّل** مُکرِہ (مجبور کرنیوالا) کا اوس فعل پر قادر ہونا جس سے کہ وہ ڈراتا ہی **دوم** مُکرَہ (مجبُور) کو صورت انکار مین مکرِہ (مجبُور کرنیوالا) سے اوس فعل کے بجا لانے کا ظن قوی حاصل ہونا **سوم** مکرِہ (مجبُور کرنے والا) نے جس فعل سے ڈرایا ہی اوسکا مکرَہ (مجبُور) کے لیے مضر ہونا خواہ خاص اوسی کے نفس کے لیے ضرر ہو یا اوس شخص کے لیے ضرر ہو جو اوسکے مثل ہی جیسے باپ اور اولاد خواہ وہ ضرر قتل یا زخم ہو یا ضرب و شتم اور ان دونون مین موافق اختلاف مکرہین کے تحمل اہانت وغیرہ مین اختلاف ہوتا ہی اور ایسے ضرر قلیل سے اکراہ متحقق نہین ہوتا جو عرفاً اکراہ نہ کہلائے **چوتھی شرط** ارادہ کرنا پس قصد کا باوجود نطق صریح کے متحقق ہونا صحت طلاق مین شرط ہی پس اگر نیت نکریگا تو طلاق واقع نہوگی جیسے ساہی (بھولنے والا) اور نائم (سونے والا) اور غالط (غلطی سے کہنے والا) اور اگر کوئی شخص اپنے صاحب زوجہ ہونے کو فراموش کرے اور کہے نسائی طوالق (میری جملہ عورتون کو طلاق ہی) یا زوجتی طالق (میری زوجہ کو طلاق ہی) اور اس کلام کے بعد اوسکو اپنا صاحب زوجہ ہونا یاد آجائے تو کلام مذکور سے اوسکی زوجہ پر طلاق واقع نہوگی اور اگر کوئی شخص صیغۂ طلاق کا تلفظ کرے اور پھر بیان کرے کہ مین نے اس لفظ سے طلاق کا ارادہ نہین کیا تھا تو یہ قول اوسکا ظاہر مین قبول کرلیا جائیگا اور باطن مین اوسکی نیت پر چھوڑ دیا جائیگا اگرچہ یہ تفسیر تلفظ صیغہ سے متاخر واقع ہو وسے بشرطیکہ اسقدر زمانہ تاخیر نہو جس مین مدت عدہ گذر جائے اسلیے کہ وہ اپنے قصد کی خبر دیتا ہی جسپر اوسکے سوا اور کسیکو اطلاع حاصل نہین ہوسکتی اور طلاق دینے مین غائب کو وکیل کرنا اجماعاً اور حاضر کو علی الاصح جائز ہی اور اگر اپنی زوجہ کو اوسی کی طلاق مین وکیل کرے تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہی کہ وکالت صحیح نہوگی لکن جواز وکالت بیوجہ نہین ہی اور جواز پر متفرع ہوتا ہی کہ اگر شوہر اپنی زوجہ سے طلقی نفسک ثلاثاً (تو اپنے نفس کو تین بار طلاق دے) کہے اور وہ ایکدفعہ طلاق دے تو

بعض علما نے فرمایا ہو کہ یہ طلاق باطل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہو کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی و راسیطرح اگر زوجہ سے کہے طلقی واحدۃ اور وہ تین طلاقین واقع کرے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ طلاق باطل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہو کہ ایک طلاق واقع ہوگی اور یہی قول اشبہ ہو **رکن دوم** مطلقہ (وہ عورت جسکو طلاق دیجائے) کے بیان مین اور اوسکی پانچ شرطین ہین **پہلی شرط** اوسکا زوجہ ہونا پس اگر موطوئہ بالملک کو طلاق دیگا تو اوسکے لیے کوئی حکم نہوگا اور اسیطرح اگر کسی نے اجنبیّہ کو طلاق دے تب بھی اوسکے لیے کوئی حکم نہوگا اگرچہ بعد ازان اوس سے نکاح بھی کرلے اور اسیطرح اگر طلاق کو نکاح کرنے پر معلق کرے تب بھی صحیح نہوگی خواہ زوجہ کی تعیین کرے مثلاً کہے ان تزّوجت فلانۃ فہی طالق (اگر مین فلان عورت سے نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہی) یا تعمیم کرے مثلاً کہے کلّ من تزّوجتہا فہی طالق جس عورت سے کہ مین نکاح کرون اوسکو طلاق ہی **دوسری شرط** عقد کا دائم ہونا پس کنیز محللہ پر طلاق واقع نہوگی بلکہ اوسکو بدون طلاق ہر وقت جدا کر دینے کا اختیار ہی اور اسیطرح زوجہ متمتع بہا (وہ زوجہ جس سے عقد متعہ واقع کیا ہو) پر بھی طلاق واقع نہین ہوتی اگرچہ حرّہ (آزاد) ہو بلکہ مدت کے گذر جانے یا اوسکے ساقط کر دینے سے جدا ہوجاتی ہی **تیسری شرط** زوجہ کا حیض و نفاس سے پاک ہونا اور اس شرط کا اعتبار اوس زوجہ مین ثابت ہی جو مدخول بہا (جس سے دخول واقع ہوچکا ہو) اور غیر حاملہ ہو اور شوہر اوسکا حاضر ہو اور جسکا شوہر اتنی مدت تک غائب ہو جس مین زوجہ کا طہر موافقت (جماع) سے دوسرے طہر کی طرف منتقل ہونا معلوم ہو اوسکی طلاق مین اس شرط کا اعتبار رہتا نہین ہی پس اگر ایسے وقت مین طلاق دے کہ وہ دونون ایک ہی بلد مین موجود ہون یا شوہر غائب ہو لیکن مدت مذکورہ نہ گذری ہو اور زوجہ حائض (جس عورت کو خون حیض آتا ہو) یا نفسا (جس عورت کو خون نفاس آتا ہو) ہو تو یہ طلاق باطل ہوگی خواہ شوہر کو اوسکے حائض یا نفسا ہونیکا علم ہو یا نہو لیکن اگر شوہر کے

غائب ہونے کو اتنی مدت گذر جائے جس مین زوجہ کا طہر مواقعت سے دوسرے طہر کیطرف منتقل ہونا
معلوم ہوا اور پھر اوسکو طلاق دے تو صحیح ہوگی اگرچہ اتفاق سے یہ طلاق اوسکے حیض ہی کے زمانہ
مین واقع ہو اور اسیطرح اگر زوجہ کے پاس سے ایسے طہر مین باہر جائے جس مین اوس سے مقاربت
نکی ہو تو اوسکا طلاق دینا مطلقاً صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر اوس زوجہ کو حالت حیض مین طلاق دے
جس سے اسنے دخول نہین کیا تو جائز ہوگا اور ہمارے فقہا مین سے بعض حضرات نے اوس مدت کو
جس مین شوہر غائب کا طلاق دینا صحیح ہی بنا بر ایک روایت کے ایک مہینہ کے ساتھ محدود فرمایا ہی اور رعادت
کہ خون حیض مین جاری ہی وہ اس روایت کی تائید کرتی ہی اور بعض فقہا نے مدت مذکورہ کو بنا بر اوس روایت کے جسکو جمیل نے حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی تین مہینے کے ساتھ محدود فرمایا ہی اور محصل وہی ہی جو ہمنے ذکر
کیا اگرچہ مدت مذکورہ سے زائد بھی گذر جائے (مثلاً چار مہینے ہو جائین) اور اگر شوہر حاضر ہو لیکن
زوجہ تک اسطرح نہ پہونچ سکتا ہو کہ اوسکا حیض و طہر معلوم ہو جائے تو وہ بھی تعلق حکم مین بمنزلہ غائب شمار کیا جایگا
چوتھی شرط زوجہ کا مستبراۃ ہونا (مثلاً جس طہر مین کہ مواقعت ہوئی ہی اوسکا منقضی ہو جانا) پس اگر اوسکو
طہر مواقعت (جس طہر مین اوس سے دخول کیا ہی) مین طلاق دیگا تو واقع نہوگی اور اس شرط کا اعتبار
زن یائسہ (جس عورت کو کبر سنی کیوجہ سے خون حیض کا آنا موقوف ہو گیا ہو) اور حاملہ مین ساقط ہی
اور اسیطرح اوس زوجہ مین ساقط ہی جو سن حیض تک نہ پہونچی ہو اور اسیطرح زن مسترابہ (وہ عورت جسکو سن
حیض مین خون حیض نہ آتا ہو) کی طلاق مین بھی اس شرط کا اعتبار نہین ہی بشرطیکہ اوسپر تین مہینے ایسے
گذر جائین جن مین خون حیض نہ دیکھا ہو اور شوہر نے اوس سے دخول نکیا ہو اور اگر مسترابہ کو وقت
مواقعت سے تین مہینے گذرنے کے قبل طلاق دیگا تو واقع نہوگی **پانچوین شرط** مطلقہ کا معین
کرنا یعنی مطلق کہے فلانہ طالق (میری فلان زوجہ پر طلاق ہی) یا اوسکی طرف اسطرح اشارہ
کرے کہ احتمال خلاف باقی نرہے پس اگر مطلق کے پاس ایک ہی زوجہ ہو اور وہ زوجتی طالق (میری زوجہ پر

طلاق ہے اسکے تو صحیح ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین احتمال خلاف نہین ہے اور اگر اوسکے پاس دو یا کئی ازواج ہون اور پھر زوجتی طالق کہے پس اگر کسی زوجہ معینہ کی طلاق کا قصد کیا ہے تو صحیح ہوگی اور تفسیر اوسکی مقبول ہوگی اور اگر ایک زوجہ معینہ کا قصد نہ کریگا تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ طلاق باطل ہوگی اسلیے کہ تعیین نہین ہوئی اور بعض نے فرمایا ہے کہ طلاق صحیح ہوگی اور مطلقہ کا قرعہ سے استخراج کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ ہے اور اگر ھذہ طالق او ھذہ (یا وہ زوجہ طالق ہے یا یہ) کہے تو شیخ رح نے فرمایا ہے کہ مطلق کو طلاق کے لیے ایک زوجہ کے معین کرنے کا اختیار ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ عدم تعیین کیوجہ سے طلاق باطل ہوگی اور اگر ھذہ طالق او ھذہ وھذہ (وہ زوجہ طالق ہے یا یہ اور یہ زوجہ) کہے تو تیسری زوجہ کی طلاق صحیح ہوگی اور پہلی اور دوسری مین سے ایک کے معین کرنیکا مطلق کو اختیار ہوگا اور اگر مطلق مرجائیگا تو ایک کا استخراج قرعہ سے کیا جائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ پہلی اور اخیر کی دونون مین معًا احتمال طلاق ہے پس مطلق کو پہلی اور اخیر کی دونون مین معًا معین کرنیکا اختیار ہوگا اور ان سب صورتون مین اشکال ہے جسکا منشاء عدم تعیین مطلقہ ہے اور اگر اپنی زوجہ اور کسی زن اجنبیہ کیطرف نظر کرکے کہے احدٰکما طالق (تم دونون مین سے ایک کو طلاق ہے) اور پھر بیان کرے کہ مین نے زن اجنبیہ کا قصد کیا تھا تو اوسکی تفسیر مقبول ہوگی اسلیے کہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہے اور اگر اوسکی ایک زوجہ اور ایک ہمسائی ہو اور دونون کا نام سعدی ہو پس کہے سعدی طالق (سعدی پر طلاق ہے) پھر بیان کرے کہ مین نے ہمسائی کا ارادہ کیا ہے تو یہ تفسیر مقبول نہوگی اسلیے کہ لفظ احدٰکما اون دونون کی صلاحیت رکھتا ہے بخلاف سعدی کے کہ یہ نام ہے اور طلاق جبکہ نام پر واقع کیجاتی ہے تو فقط زوجہ پر محمول ہوتی ہے اور اس فرق مین بحث ہے اسلیے کہ نام بھی دونون کی صلاحیت رکھتا ہے اور اصل بقائے نکاح ہے اور وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہے اور اگر کسی

زن اجنبیہ کو بگمان زوجہ کہے انت طالق تو اوسکی زوجہ پر طلاق نہو گی کیونکہ اوسمین مخاطبہ کا قصد کیا تھا اور وقوع طلاق مین محض قصد زوجہ کافی نہین ہی جبتک کہ لفظ بھی اوسکے مطابق نہو اور اگر اوسکے پاس دو زوجائین ہون ایک زینب اور دوسری عمرہ پس مطلق کہے یا زینب اور عمرہ لبیک کہے اور مطلق کہے انتِ طالق تو اس صورت مین اوس زوجہ پر طلاق واقع ہو گی جسکا قصد اس خطاب سے کیا ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اگر یہ خطاب عمرہ سے بگمان زینب کیا ہی تو زینب پر طلاق صحیح نہو گی اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ اوسنے طلاق دینے مین مجیبہ (جسنے جواب دیا ہی یعنی عمرہ) سے خطاب کیا ہی اور اگر مجیبہ کا بگمان زینب قصد کیا ہی تو مجیبہ پر اسلیے طلاق نہو گی کہ اوسکا قصد نتھا اور زینب پر اسلیے نہو گی کہ توجیہ خطاب اوسکی طرف نتھی بلکہ مجیبہ سے خطاب کیا تھا رکن سوم صیغۂ طلاق کے بیان مین چونکہ عقد نکاح ایسی عصمت ہی جو شرع سے حاصل ہوئی ہی اور بدون اذن شارع قابل فسخ نہین ہی لہذا اوسکا رفع اونھین الفاظ پر موقوف ہو گا جنسے اوسکے رفع ہونے مین شارع علیہ السلام کیطرف سے یقیناً اجازت حاصل ہو گی پس جو صیغہ کہ ازالۂ عقد نکاح کے لیے شارع علیہ السلام سے ماخوذ ہی وہ اَنتِ طالقٌ یا فلانۃٌ طالق یا ھذہٖ طالق ہی اور اسیطرح جو الفاظ تعیین مطلقہ پر دلالت کرتے ہون وہ بھی کافی ہین پس اگر انت الطلاق او طلاق او من المطلقات کہیگا تو طلاق واقع نہو گی اگرچہ طلاق کا قصد بھی کرے اور اسیطرح اگر انت مطلقۃ کہے تب بھی واقع نہو گی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ جب انت مطلقۃ سے قصد طلاق کریگا تو علی الاقوی طلاق واقع ہو گی اور یہ قول انشاء سے بعید ہی اسلیے کہ یہ قول اخبار ہی اور اسمقام پر انشاء مطلوب ہی اور اگر طلقت فلانۃ کہے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ واقع نہو گی اور اسمین اشکال ہی جسکا منشاء یہ ہی کہ جب کوئی شخص کسی سے سوال کرے

ولو ظن اجنبية زوجته فقال انت طالق لم تطلق زوجته لانه قصد المخاطبة ولو كان له زوجتان زينب وعمرة فقال يا زينب فقالت عمرة لبيك فقال انت طالق طلقت المنوية ولو قصد المجيبة لظنها زينب لم تطلق المجيبة لعدم القصد ولا زينب لتوجه الخطاب الى غيرها الركن الثالث في الصيغة والاصل ان النكاح عصمة مستفادة من الشرع لا يقبل التقايل فيقف رفعها على موضع الاذن فالصيغة المتلقاة لازالة عقد النكاح انت طالق او فلانة او زينب او ما شاكله او هذه وما شاكل من الالفاظ الدالة على تعيين المطلقة فلو قال انت الطلاق او طلاق او من المطلقات لم يكن شيئا ولو نوى به الطلاق وكذا لو قال مطلقة وقال الشيخ يقع اذا نوى به الطلاق وهو بعيد من شبه الانشاء ولو قال طلقت فلانة قال الشيخ لا يقع وفيه اشكال ينشأ من وقوعه عند سؤاله ××

هل طلقت امرأتك فيقول نعم ولا يقع الطلاق بالكناية ولا بغير العربية مع القدرة على التلفظ باللفظة المخصوصة ولا بالاشارة الا مع العجز عن النطق ويقع طلاق الاخرس بالاشارة وفي رواية يلقي عليها القناع

هل طلقت امرأتك (آیا تونے اپنی زوجہ کو طلاق دی) اور وہ جواب مین نعم کہے تو طلاق واقع ہوجاتی ہی حالانکہ نعم اعادۂ سوال کو متضمن ہی پس جسطرح کہ یہان لفظ طلقت سے طلاق واقع ہوجاتی ہی اسیطرح وہان بھی صحیح ہونی چاہیے اور طلاق کنایہ (وہ لفظ ہی جو طلاق اور غیر طلاق دونون کو محتمل ہو) سے واقع نہین ہوتی اور اسی طرح سوائے لفظ عربی کے اور کسی لفظ سے بھی واقع نہین ہوتی بشرطیکہ عربی کی لفظ مخصوص پر قدرت رکھتا ہو اور اسیطرح اشارہ سے بھی واقع نہین ہوتی تاوقتیکہ کلام سے عاجز نہو اور طلاق اخرس (گونگا) ایسے اشارہ سے واقع ہوسکتی ہی جو طلاق پر دلالت کرتا ہو اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ جب اخرس اپنی زوجہ پر مقنعہ ڈالدے تو طلاق واقع ہوجائیگی اور یہ روایت شاذ ہی اور جبکہ شوہر حاضر او رصیغۂ طلاق کے تلفظ پر قادر ہو تو کتابت یعنی صیغہ طلاق کے لکھدینے سے طلاق واقع نہوگی ہان اگر نطق سے عاجز ہو اور صیغۂ طلاق لکھدے اور اوس سے طلاق کا قصد کرے تو صحیح ہوگی اور بعض علمائنے فرمایا ہی کہ جب شوہر زوجہ سے غائب ہو تو لکھدینے سے طلاق واقع ہوسکتی ہی اور یہ قول قابل اعتماد نہین ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو انت خلیۃ (تو نکاح سے خالی ہی) یا انت بریۃ (تو شوہر سے بری ہی) یا حبلک علی غاربک (تیری رسّی تیرے کوہان پر ہی) یا الحقی باھلک (تو اپنے اہل سے ملحق ہو) یا انت بائن (تو مجھسے جدا ہی) یا انت حرام (میرے لیے تجھسے تمتع حرام ہی) یا بتۃ (تجھسے میرا وصل منقطع ہی) یا بتلۃ (تجھسے نکاح متروک ہی) کہیگا تو طلاق واقع نہوگی خواہ الفاظ مذکورہ سے قصد طلاق کرے یا نکرے اور اگر اعتدی (تو عدہ رکھ) کہے اور اس سے طلاق کا قصد کرے تو بعض علمائنے فرمایا ہی کہ صحیح ہوگی جیسا کہ روایت حلبی و محمد بن مسلم مین جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی وارد ہوا ہی اور اکثر علماء نے صحت طلاق کو منع فرمایا ہی اور یہی اشبہ اور قواعد کے موافق ہی اور اگر زوجہ کو مختار کرے اور طلاق کو اوسکے مفوّض (سپرد) کرنیکا قصد کرے پس اگر زوجہ شوہر کو اختیار کرے یا ساکت ہوجائے اگرچہ

فيكون ذلك طلاقا وهي شاذة ولا يقع الطلاق بالكتابة وهو قادر على التلفظ نعم لو عجز عن النطق فكتب ناويا به الطلاق صح وقيل يقع وهو غائب عن الزوجة وليس معتمدا ولو قال أنت خلية أو برية أو حبلك على غاربك أو الحقي بأهلك أو بائن أو حرام أو بتة أو بتلة لم يقع ولو نوى الطلاق ولو قال اعتدي ونوى به الطلاق قيل يصح وهي رواية الحلبي ومحمد بن مسلم عن ابي عبد الله عليه السلام ومنعه كثير وهو الاشبه ولو خيرها وقصد الطلاق فان اختارت زوجها او سكتت ولو

ایک ہی لحظہ سکوت کرے تو کوئی حکم نہوگا اور اگر بقصد طلاق اپنے نفس کو فورًا اختیار کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ فرقت بائنہ (ایسا فراق جسمین رجوع کرنا صحیح نہین ہی) واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا ہی کہ فرقت رجعیہ (وہ فراق جس مین بدون عقد رجوع کرنا صحیح ہی) واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا ہی کہ اس صورت مین بھی کوئی حکم نہوگا اور یہی قول اکثر علماء کا مختار ہی اور اگر کسی شخص سے سوال کیا جائے هل طلقت فلانۃ (آیا تونے اپنی فلان زوجہ کو طلاق دی ہی) اور وہ جواب مین نعم (ہان) کہے تو طلاق واقع ہوجائیگی اور اگر کسی سے هل فارقت یا هل ابنت یا ابنت (آیا تونے اپنی زوجہ کو جدا کیا ہی) کہا جائے اور وہ جواب مین نعم کہے تو طلاق واقع نہوگی اور صیغہ طلاق کو شرط (جسکا وجود و عدم دونون محتمل ہون جیسے مکان مین داخل ہونا) اور صفت (جسکا وقوع یقینی ہو جیسے آفتاب کا نکلنا) سے مجرد کرنا بنا بر قول مشہور کے شرط ہی اور اس مین ہمارے علماء کا بظاہر اتفاق ہی اور اگر انت طالق کہے اور طلقہ کی دو یا تین طلاقون کے ساتھ تفسیر کرے تو بعض علمائے فرمایا ہی کہ طلاق باطل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہی کہ صیغہ انت طالق سے ایک طلاق واقع ہوگی اور تفسیر مقبول نہوگی اور یہ قول اشہر روایتین ہی اور اگر شخص مطلّق مخالف مذہب ہو اور تین طلاقون کا اعتقاد رکھتا ہو تو طلاق صحیح ہوگی اور تفسیر مقبول ہوگی اور اگر مطلّق اپنی زوجہ سے کہے انت طالق للسّنۃ (تجھپر طلاق سنّت ہی) تو طلاق صحیح ہوگی بشرطیکہ اوسکی زوجہ مذکورہ طاہر ہو اور اسیطرح اگر کہے انت طالق للبدعۃ تب بھی طلاق صحیح ہوگی اور اگر اس صورت مین عدم صحت کے قائل ہون تو خوب ہی اسلیے کہ طلاق بدعی ہمارے نزدیک واقع نہین ہوتی اور دوسرا احتمال غیر مقصود ہی **تفریع** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے انت طالق فی هذه الساعۃ ان کان الطلاق یقع بك (تجھپر اسی ساعت مین طلاق ہی بشرطیکہ طلاق تجھپر واقع ہوسکتی ہو) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ صحیح نہوگی اسلیے کہ یہ شرط پر معلّق ہی اور یہ قول اوس صورت مین حق ہی جبکہ مطلّق اپنی زوجہ کے احوال پر مطلع نہو

تفریع اذا قال انت طالق فی هذه الساعة ان کان الطلاق یقع بك قال الشیخ لا یصح لتعلیقه علی الشرط وهو حق ان کان المطلق لا یعلم

اما لو كان يعلمها على الوصف الذي تقع معه الطلاق (فرع) نيت الطلاق بالصفة لان القول بالصفة ذلك وليس بشرط بل انشبه بالوصف وان كان بلفظ الشرط ولو قال انت طالق اعدل طلاق او اكمله او احسنه او اقبحه ولو نقصم الفضل ملء الملائكة

او راگر اپنی زوجہ مین ایسے اوصاف کو جانتا تھا جنکے ساتھ اوسپر طلاق واقع ہوسکتی ہو تو صحت طلاق کا قائل ہونا سزاوار ہو اسلیے کہ یہ شرط نہین ہو بلکہ یہ صف سے زیادہ مشابہ ہو اگرچہ بلفظ شرط صادر ہوا ہو اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے انت طالق اعدل طلاق یا اکمل طلاق یا احسن طلاق یا اقبح طلاق کہیگا تو طلاق صحیح ہوگی ور یہ ضمیمے مضر ہونگے او ر اسیطرح اگر کہے انت طالق ملأ مکة او ملأ الدنیا (تجھپر گنجائش مکہ معظمہ یا دنیا کے برابر طلاق ہو) تب بھی صحیح ہوگی و ر ضمیمہ مضر نہوگا او ر اگر انت طالق لرضی فلان (تجھپہ فلان شخص کی خوشنودی کے لیے طلاق ہو) کہے پس اگر کلمۂ لرضی فلان سے شرط مراد ہوگی تو طلاق باطل ہوگی او ر اگر غایت مقصود ہوگی تو صحیح ہوگی و ر اسیطرح اگر انت طالق ان دخلت الدار بکسر ہمزہ کہیگا تو طلاق باطل ہوگی او ر بفتح ہمزہ کہیگا تو صحیح ہوگی بشرطیکہ مطلّق اس فرق کو جانتا ہو او ر قصد بھی کیا ہو او ر اگر انا منك طالق کہیگا تو صحیح نہوگی اسلیے کہ وہ محل طلاق نہین ہو اور اگر انت طالق نصف طلقة یا ربع طلقة یا سدس طلقة کہے تو طلاق واقع نہوگی اسلیے کہ اوسنے طلقہ کا قصد نہین کیا ہو اور اگر انت طالق کہنے کے بعد بیان کرے کہ مین نے طاہر کہنے کا قصد کیا تھا تو قول اوسکا ظاہر مین مقبول ہوگا ا ور باطن مین اوسکی نیت پر چھوڑ دیا جائیگا او ر اگر کہے یدك طالق (تیرے ہاتھ پر طلاق ہو) یا رجلك طالق (تیرے پاؤن پر طلاق ہو) تو طلاق واقع نہوگی و ر اسیطرح اگر رأسك طالق (تیرے سر پر طلاق ہو) یا صدرك (تیرے سینہ پر طلاق ہو) طالق یا وجهك طالق (تیرے چہرہ پر طلاق ہو) کہیگا تب بھی واقع نہوگی او ر اسیطرح اگر ثلثك طالق یا نصفك طالق یا ثلثاك کہے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر انت طالق قبل طلقة یا بعد طلقة یا مع طلقة کہیگا تو کوئی طلاق واقع نہوگی خواہ زوجہ اوسکی مدخول بہا ہو یا نہو اور اگر کہا جائے کہ انت طالق مع طلقة یا بعد طلقة یا علی طلقة کہنے کی صورت مین ایک طلاق واقع ہوگی (ایک طلاق صحیح ہو ۱۲) اور انت طالق قبل طلقة یا بعد طلقة کہنے کی صورت مین واقع نہوگی تو خوب ہو اور اگر

وكذا لو قال ملء الملائكة او ملء الدنيا ولو قال لرضى فلان فان عنى الشرط بطل وان عنى الغرض لم يبطل وكذا لو قال ان دخلت الدار بكسر الهمزة لم يصح ان عرف ولو فتحها صح ان عرف الفرق فقصده ولو قال انا منك طالق

كتاب الطلاق

لم يصح لانه ليس محل الطلاق ولو قال انت طالق نصف طلقة او ربع طلقة او سدس طلقة لم يقع لانه لم يقصد الطلقة ولو قال انت طالق ثم قال اردت ان اقول انت طاهرة قبل منه ظاهرا ودين في الباطن بنيته ولو قال يدك طالق او رجلك طالق لم يقع وكذا لو قال رأسك او صدرك او وجهك وكذا لو قال ثلثك او نصفك او ثلثاك ولو قال انت طالق قبل طلقة او بعدها او قبلها او معها لم يقع شيء سواء كانت مدخولا بها او لم تكن ولو قيل يقع طلقة واحدة بقوله طالق مع طلقة او بعدها او عليها ولا يقع لو قال قبلها طلقة او بعد طلقة كان حسنا +

انت طالق نصفي طلقة (تجھپر ایک طلاق کے دو نصف ہین) یا انت طالق ثلاث اثلاث طلقة (تجھپر ایک طلاق کے تین ثلث ہین) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ طلاق واقع ہوگی اور اگر قائل ہون کہ انت طالق سے طلاق واقع ہوگی اور ضمیمے باطل ہونگے تو خوب ہی اسلیے کہ یہ ضمیمے رافع قصد نہین ہین پس وقوع طلاق کا کوئی مانع نرہا اور اسیطرح اگر انت طالق نصف طلقتین (تجھپر دو طلاقون کا نصف ہی) کہے تب بھی یہی کلام ہوگا **فرع** شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ جب اپنی چار زوجاؤن سے کہے اوقعت بینکنّ اربع طلقاتٍ (مین نے تم مین چار طلاقین واقع کین) تو ہر ایک زوجہ پر ایک طلاق واقع ہوگی ورسمین اشکال ہی اسلیے کہ اسمین طلاق کے صیغہ معینہ کا اسقاط لازم آتا ہی اور اگر انت طالق ثلاثاً الا ثلاثاً (تجھپر تین طلاق تین منہا کرنے کے بعد تین طلاقین ہین) تو عبارت اولیٰ (انت طالق ثلاثا) سے ایک طلاق صحیح ہوگی اگر قصد طلاق کیا ہوگا اور استثنا باطل ہوگا اور اگر انت طالق غیر طالق کہے اور رجوع کا قصد کرے تو طلاق اور رجعت صحیح ہوگی کیونکہ انکار طلاق داخل رجعت ہی اور اگر پہلی طلاق کے نقض (توڑنا) کا قصد کریگا تو ایک طلاق کے صحیح ہونے کا حکم کیا جائیگا اور اگر انت طالق طلقة غیر طلقة کہیگا تو استثنا لغو ٹہرایا جائیگا اور انت طالق کہنے سے ایک طلاق کے واقع ہونیکا حکم کیا جائیگا اور اگر زینب طالق کہے بعد ازان بیان کرے کہ مین نے عمرة طالق کہنے کا قصد کیا تھا اور وہ دونون اوسکی زوجہ ہون تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور اگر زینب طالق بل عمرة کہیگا تو دونون پر معًا طلاق واقع ہوجائیگی اسلیے کہ ان دونون مین سے ہر ایک زوجہ اوسکے نام کے ساتھ تلفظ کرنے کے وقت مقصود بالطلاق ہی اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ صحت طلاق مین صیغہ طلاق کا تلفظ شرط ہی **رکن چہارم** اشہاد (شہادت دلانا) کے بیان مین پس وقت طلاق شاہدین عدلین کا حاضر ہوکر صیغہ طلاق کو سماعت کرنا ضرور ہی خواہ مطلق اونکو شاہد کرے

ولو قال طالق نصف طلقة او ثلاثة اثلاث طلقة قال الشيخ يقع ولو قيل بعدمه انت طالق ونلغو الضمائم لانه ليست رافعة للقصد كان حسنا وكذا لو قال نصف طلقتين فرع قال الشيخ رحمه الله اذا قال لاربع اوقعت بينكن اربع طلقات وقع بكل واحدة طلقة وفيه اشكال لانه اطراح للصيغة المشترطة ولو قال انت طالق ثلاثا الا ثلاثا صحت واحدة ان نوى بالاولى الطلاق وبطل الاستثناء ولو قال طالق غير طالق فان نوى الرجعة صح لان انكار الطلاق رجعة وان اراد النقض حكم بالطلقة ولو قال طلقة الا طلقة وحكم بالاستثناء لغا الاستثناء وحكم بالطلقة بقوله طالق ولو قال زينب طالق ثم قال اردت عمرة قبل ولو قال زينب طالق بل عمرة طلقتا جميعا لان كلواحدة منهما مقصودة في وقت التلفظ باسمها وفيه اشكال ينشأ من اعتبار النطق بالصيغة الرابع الاشهاد ولابد من حضور شاهدين يسمعان الانشاء سواء قال لهما اشهدا

یا نکرے اور اون دونون کا صیغۂ طلاق کو سماعت کرنا صحت طلاق مین شرط ہی پس اگر مجرد از شہادت
واقع ہوگی تو صحیح نہوگی اگرچہ باقی جملہ شرائط موجود بھی ہون اور اسیطرح ایک شاہد کے سماعت کرنے
سے بھی طلاق واقع نہین ہوتی اگرچہ عادل ہو اور اسیطرح دو فاسقون کی شہادت کا بھی اعتبار نہین ہی
(بلکہ ایک معصوم کی شہادت بھی کافی نہین ہی)
بلکہ ایسے دو شاہدون کا وقت طلاق حاضر ہونا ضرور ہی جو بظاہر متصف بعدالت ہون اور بعض
فقہانے فقط اعتبار اسلام پر اقتصار فرمایا ہی لیکن قول اول اظہر ہی اور اگر ایک شاہد صیغۂ طلاق کے
وقت حاضر ہو بعد ازان دوسرا شاہد تنہا حاضر ہو تب بھی طلاق واقع نہوگی اسلیے کہ اون دونون کا
وقت صیغہ مجتمع ہونا اوسکی صحت مین شرط ہی لیکن اگر وہ دونون اقرار طلاق کی شہادت دین تو
اجتماع شرط نہوگا اور اگر ایک شاہد صیغہ کی اور دوسرا اقرار کی شہادت دے تو مقبول نہوگی اور
طلاق مین شہادت نسوان (عورتون کی گواہی) مقبول نہین ہی خواہ تنہا ہون یا رجال (مردان ۱۲) کے ساتھ
(اور اسیطرح شہادت خنثیٰ کی مقبول نہین ہی ۱۲)
اور اگر وقت طلاق شہادت نہ دلائے اور پھر شہادت دلائے تو پہلی طلاق لغو ہوگی اور وقت
شہادت کی طلاق صحیح ہوگی بشرطیکہ اوس صیغہ کا تلفظ کرے جو انشاء طلاق مین معتبر ہی **دوسرا مطلب**
اقسام طلاق کے بیان مین لفظ طلاق کا بدعت (غیر مشروع) اور سنت (مشروع) دونون پر اطلاق کیا
جاتا ہی پس طلاق بدعت اصطلاح فقہا مین تین ہین **اول** اوس عورت کو بعد دخول طلاق دینا جو حائض و غیر حاملہ ہو
شوہر اوسکے پاس حاضر ہو یا اوسکی غیبت کو مدت مشروطہ سے کم زمانہ گذرا ہو اور زوجۂ نفسا (جسکو خون نفاس آتا ہو)
کا بھی یہی حکم ہی **دوم** طلاق کا طہر مواقعت مین واقع کرنا **سوم** طلاق ثلاث (تین طلاقین خواہ
ایک ہی لفظ سے واقع ہون یا بترتیب واقع کیجائین جبکہ اونمین کوئی رجعت متحقق نہو اور یہ تینون قسمین ہمارے
نزدیک باطل ہین اور کسی مین طلاق صحیح نہین ہی اور **طلاق سنت** کی بھی تین قسمین ہین **اول** طلاق بائن
دوم طلاق رجعی **سوم** طلاق عدہ بائن وہ طلاق ہی جسکے بعد شوہر کا رجوع کرنا صحیح نہین ہی اور وہ چھہ ہین
اول طلاق زوجہ غیر مدخولہا **دوم** طلاق یائسہ **سوم** اوس زوجہ کی طلاق جو سن حیض (نو سال

کو نہ پہونچی ہو چہارم طلاق مختلعہ (جس عورت نے بعوض فدیہ طلاق لی ہو) پنجم اوس زوجہ کی طلاق جسکو بذریعہ مبارات طلاق دیگئی ہو بشرطیکہ ان دونون نے عوض کی رجوع نکرلی ہو ورنہ بائن نہوگی بلکہ طلاق رجعی مین داخل ہوگی ششم اوس زوجہ کی طلاق جسپر تین طلاقین باین طریق واقع ہو چکی ہون کہ اونمین دو رجعتین متحقق ہوئی ہون اور رجعی وہ طلاق ہے جسکے بعد مطلّق کو زوجہ سے رجوع کرنیکا اختیار حاصل ہوتا ہے خواہ رجوع کرے یا نکرے اور طلاق عدّہ وہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو با شرائط طلاق دے پھر اوس سے قبل انقضاے عدہ رجوع کرکے دخول کرے بعد ازان پھر اوسکو غیر طہر مواقعت مین طلاق دے اور پھر بطریق مذکور مراجعت کرکے دخول کرے اور پھر اوسکو علاوہ طہر مواقعت کے کسی طہر مین طلاق دے پس جبکہ یہ تین طلاقین متحقق ہوجائین تو مطلّق پر زن مطلّقہ اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ کسی دوسرے شخص سے عقد دائمی نکرے اور اوس سے جدا نہو پس اگر کسی دوسرے شخص سے عقد دائمی واقع کرے اور وہ شخص زن مذکورہ سے ایسا دخول کرے جو موجب غسل ہو اور بعد ازان اوس سے مفارقت حاصل ہو اور اوسکے عدہ کے ایام گذر جائین اور پھر شوہر اول سے عقد دائمی واقع ہو اور بطور سابق پھر تین طلاقین واقع کرے تو پھر اوسپر حرام ہوجائیگی تاوقتیکہ کسی دوسرے شخص سے عقد دائمی کرکے مفارقت حاصل نکرے پس اگر تیسرا شوہر بھی اوس سے بعد نکاح دخول کرکے مفارقت کرے بعد ازان پھر شوہر اول اوس سے عقد دائمی کرے اور بطریق سابق اوسپر پھر تین طلاقین واقع کرے تو نوین طلاق کے بعد شوہر اول پر حرام موبّد ہوجائیگی اور طلاق عدّہ اوسوقت تک واقع نہوگی جبتک کہ مطلّق اوس سے مراجعت کے بعد وطی نکرے اور اگر قبل دخول اوسکو طلاق دیگا تو طلاق صحیح ہوگی لیکن طلاق عدّہ نہوگی اور جو عورت کہ تین طلاقین پاچکی ہو مطلّق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ سواے مطلّق کے کسی دوسرے شخص سے نکاح دائمی نکرے خواہ مدخول بہا ہو یا نہو خواہ مطلّق نے اوس سے مراجعت کی ہو یا نکی ہو اور اس مقام پر چھ مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی

شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے اور بعد انقضائے عدہ پھر اوس سے از سر نو نکاح کرے اور پھر اوسکو طلاق دے اور بعد انقضائے عدہ اوس سے عقد جدید واقع کرے اور پھر تیسری مرتبہ طلاق دے تو مطلّق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نکرے پس جبکہ شوہر ثانی اوسکو جدا کرے تو بعد انقضائے عدہ شوہر اول کو اوس سے عقد کرنا جائز ہوگا اور اس صورت مین نوین طلاق کے بعد شوہر اول پر حرام مؤبد نہوگی ور انقضائے عدہ کیوجہ سے طلاق سوم کے بعد شوہر اول پر حلال نہوگی تاوقتیکہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نکرے بلکہ حرمت باقی رہیگی دوسرا مسئلہ جبکہ زوجہ حاملہ کو طلاق دے اور رجعت کرے تو اوس سے وطی کرنا اور اوسکو دوبارہ طلاق عدہ دینا اجماعاً جائز ہے اور بعض علمائے فرمایا ہے کہ اوسکو طلاق سنت اور طلاق عدہ کے خلاف ہو یعنے مراجعت کے بعد بدون موقعت طلاق دینا دینا جائز نہین ہے لکن جواز اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اسلیے کہ زن مطلقہ رجوع کرنے کے بعد زوجہ ہے اور صحت رجوع مین مواقعت کرنا شرط نہین ہے پس زن مذکورہ محل طلاق ہوگی تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص زوجہ غیر حاملہ کو طلاق دے اور پھر مراجعت کرے پس اگر اوس سے مواقعت کرے اور اوسکو علاوہ طہر مواقعت کے کسی دوسرے طہر مین طلاق دے تو اجماعاً صحیح ہوگی اور اگر بدون مواقعت کسی دوسرے طہر مین اوسکو طلاق دے تو آیا یہ طلاق صحیح ہوگی یا نہین اس مین دو قسم کی روایتین ہین ایک قسم کی بنا پر اصلا صحیح نہوگی اور دوسری قسم کی بنا پر صحیح ہوگی اور طلاق ثانی شمار کیجائیگی اور یہی روایت صحیح تر ہے اور اگر پھر مراجعت کرے اور کسی دوسرے طہر مین تیسری مرتبہ طلاق دے تو مطلّق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کسی دوسرے شوہر سے عقد دائمی کرکے جدا نہو اور ہم مین سے بعض فقہائے (شیخ الطائفہ قدس سرہ ۱۲) جواز کو طلاق سنت پر اور منع کو طلاق عدہ پر محمول کیا ہے اور یہ قول تحکم (دعوی بے دلیل) ہے اسلیے کہ دونون قسم کی روایتین مطلق ہین پس ایک کو طلاق سنت پر اور دوسری کو طلاق عدہ پر محمول کرنا بیوجہ ہے اور اسیطرح اگر طلاق کو بعد مراجعت اور قبل مواقعت طہر اول مین واقع کرے تو اس مین بھی دو قسم کی

روایتین مذکور ہوئی ہین لیکن اس صورت مین طلاقون کا اطہار پر متفرق کرنا اولی (مستحب) ہی تا کہ ہر ایک طلاق کے لیے ایک طہر ہوجائے بشرطیکہ وطی واقع نہوئی ہو لیکن اگر وطی واقع ہوئی ہو تو طہر موطوعہ مین طلاق دینا صحیح نہوگا ہان علاوہ اوسکے کسی دوسرے طہر مین جائز ہوگا بشرطیکہ مطلقہ مذکورہ اون عورتون مین سے ہو جن مین استبرا شرط ہی (یعنی یائسہ یا صغیرہ یا حاملہ نہو) **چوتھا مسئلہ** اگر مطلق ایقاع طلاق مین شک کرے تو وقوع طلاق کا حکم نکیا جائیگا اسلیے کہ اصل عدم وقوع ہی اور اوسپر رفع شک کے لیے دوبارہ طلاق دینا لازم نہوگا اور نکاح باقی رہیگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ شخص غائب طلاق دے اور پھر حاضر ہو اور زوجہ سے دخول کرے بعد ازان مدعی طلاق ہو تو اوسکا دعوی اور بینہ مقبول نہوگا اسلیے کہ تصرف مسلم کی امر مشروع پر تنزیل کیجائیگی پس گویا کہ اوسنے اپنے فعل سے اپنے بینہ کی تکذیب کی اور اگر اس صورت مین ولادت ہوگی تو مولود اوسی سے ملحق ہوگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ شخص غائب اپنی زوجہ پر طلاق رجعی واقع کرے اور چوتھی عورت یا خواہر مطلقہ سے عقد کرنا چاہے تو نو مہینہ صبر کریگا اسلیے کہ مطلقہ مذکورہ کے حاملہ ہونے کا احتمال ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ احتیاطاً ایک سال تک صبر کریگا اسلیے کہ حمل مسترابہ (وہ عورت جسنے خون حیض کو دیکھا ہو اور دوسرے اور تیسرے خون مین تاخیر واقع ہو) کی یہی مدت ہی پس اوسکو نو مہینہ صبر کرنے کے بعد تین مہینہ کا عدہ رکھنا ضرور ہی کہ مجموع مقدار ایک سال ہوئی اور اگر مطلق کو اوسکا حمل سے خالی ہونا معلوم ہو تو تین مہینہ تک صبر کرنا کافی ہوگا

تیسرا مطلب لواحق کے بیان مین اور اس مین کئی مقصد ہین **پہلا مقصد** طلاق مریض کے بیان مین مریض کا طلاق دینا مکروہ ہی اور اگر طلاق دیگا تو صحیح ہوگی اور مریض اپنی زوجہ کا اوسوقت تک وارث ہوگا جبتک کہ وہ عدہ رجعیہ مین ہی اور طلاق بائن مین اوسکا وارث نہوگا اور اسیطرح بعد عدہ بھی وارث نہوگا اور زن مطلقہ وقت طلاق سے ایک سال تک اپنے شوہر کی وارث رہیگی خواہ طلاق بائن ہو یا رجعی بشرطیکہ کسی دوسرے شوہر سے عقد نکیا ہو یا مطلق اوس مرض سے بری نہو جس مین کہ اسکو طلاق دی تھی پس اگر اوس

مرض سے بری ہوجائے اور پھر بیمار ہوا اور مرجائے تو فقط عدہ رجعیہ مین وارث ہوگی اور بعد ازان
وارث نہوگی اور اگر مریض کہے کہ مین نے حالت صحت مین تین طلاقین دی ہین تو اوسکا قول مقبول
ہوگا اور زوجہ اوسکی وارث نہوگی لکن اوسکے قول کا بہ نسبت زوجہ کے مقبول نہونا بیوجہ نہین ہی
اور اگر حالت مرض مین اپنی زوجہ کو زنا کی نسبت دے اور اوس سے لعان واقع کرے اور وہ لعان کی وجہ
سے جدا ہوجائے تو وارث نہوگی اسلیے کہ ایک سال تک میراث کے باقی رہنے کا حکم طلاق مریض کے
ساتھ مختص ہی اور لعان مین جاری نہین ہوتا اور آیا مطلقہ مذکورہ کے لیے تا ایکسال بقاے میراث کا حکم
تہمت شوہر کی وجہ سے ہی یا نہین پس بعض علماء نے فرمایا ہی کہ ہان لکن حکم مذکور کا محض طلاق فی المرض سے بدون
اعتبار تہمت متعلق ہونا بیوجہ نہین ہی اور اگر مریض سے خود زوجہ طلاق کی درخواست کرے تو آیا
حکم میراث ثابت ہوگا یا نہین ہمین تردد ہی اشبہ یہ ہی کہ میراث نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی مریض اپنی زوجہ
پر خلع یا مبارات واقع کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اس مقام پر تین فرعین مذکور ہوتی ہین اوّل
اگر کوئی شخص اپنے مریض ہونے کی حالت مین کنیز پر طلاق رجعی واقع کرے بعد ازان کنیز مذکورہ اثناے عدہ
مین آزاد ہوجائے اور پھر وہ شخص اوسی مرض مین مرجائے تو کنیز مذکورہ تا انقضاے عدہ اوسکی وارث ہوگی
اور بعد عدہ وارث نہوگی اسلیے کہ شوہر سے وقت طلاق تہمت منتفی تھی اور اگر قائل ہون کہ اوسکی
وارث ہوگی تو خوب ہی اور اسیطرح اگر اوس پر طلاق بائن واقع کرے تب بھی وارث ہوگی اور بعض علماء نے
فرمایا ہی کہ وارث نہوگی اسلیے کہ اوسنے کنیز مذکورہ کو ایسی حالت مین طلاق دی تھی کہ اوسکو میراث پانے کی
اہلیت نہ تھی اور اسیطرح اگر اوسکو کتابیہ ہونے کی حالت مین طلاق دے بعد ازان وہ اسلام لائے
تب بھی یہی کلام جاری ہوگا دوم جبکہ زن مطلقہ مدعی ہو کہ میت نے اوسکو اپنے مرض کی حالت
مین طلاق دی تھی اور وارث اسکا انکار کرے اور بحالت صحت مین طلاق کے واقع ہونے کا دعوی کرے
تو وارث کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ دونون احتمال مساوی ہین اور اصل عدم ارث ہی جبتک کہ اوسکا کوئی

سبب متحقق نہو سوم اگر کوئی شخص حالت مرض مین چار عورتون کو طلاق دے اور چار سے عقد کرے اور ہر ایک سے دخول بھی واقع کرے بعد ازان مرجائے تو کل ازواج پر اوسکا ربع متروکہ بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر میت کی اولاد بھی ہوگی تو کل ازواج ثمن متروکہ مین مساوی شریک ہونگی **دوسرا مقصد** اون امور کے بیان مین جنسے تحریم ثلث (جو حرمت کہ تین طلاقون کے بعد عارض ہو) زائل ہوتی ہو پس جبکہ کسی عورت پر تین طلاقین بروجہ مشروط واقع ہون یعنی تینون طلاقین مرتب اور بعد تخلل رجعت واقع ہوئی ہون تو زن مذکورہ مطلق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ علاوہ اوسکے کسی شخص سے عقد نکرے اور زوال تحریم مین چار شرطین معتبر ہین **پہلی شرط** شوہر محلل (حلال کردینے والا) کا بالغ ہونا اور آیا طفل مراہق (قریب البلوغ) بھی کافی ہو یا نہین اس مین تردد ہو اور اشبہ یہ ہو کہ وہ محلل نہین ہوسکتا **دوسری شرط** محلل کا زن مذکورہ سے از راہ قبل ایسی وطی کرنا جو موجب غسل ہو (جسکا تحقق غیبوبت حشفہ سے ہوتا ہو) **تیسری شرط** وطی کا بعقد نکاح واقع ہونا پس تحلیل مین وطی بالملک یا باباحت کافی نہین ہو **چوتھی شرط** عقد کا دائمی ہونا پس عقد متعہ کافی نہوگا اور شرائط مذکورہ کی تکمیل کے بعد تحریم ثلث زائل ہوجائیگی اور جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو ایک یا دو طلاقین دے اور زن مذکورہ بعد انقضائے عدہ کسی دوسرے شخص سے نکاح دائمی واقع کرے اور شوہر ثانی کی مفارقت کے بعد پھر شوہر اول سے عقد کرے تو آیا پہلی ایک یا دو طلاقین منجملہ طلقات ثلث محسوب ہونگی یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین منقول ہوئی ہین لیکن اون دونون مین مشہور تر یہ ہو کہ طلاق سابق کا حکم برطرف ہوجائیگا بناءً علیہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ پر ایک طلاق واقع کرے اور زن مذکورہ کسی دوسرے شخص سے عقد کرے بعد ازان اوس سے مفارقت کرکے شوہر اول سے عقد کرے تو تحریم ثلث کے لیے از سرنو تین طلاقون کی ضرورت ہوگی اور طلاق سابق کا حکم باطل ہوجائیگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ ذمیہ پر تین طلاقین واقع کرے پھر زن مذکورہ کسی کافر ذمی سے نکاح کرے بعد ازان شوہر ثانی سے

جدا ہو کر اسلام لے آئے تو شوہر اول کو اوس سے از سر نو نکاح کرنا حلال ہو جائیگا اور اسیطرح مشرک کی نسبت بھی یہی حکم ہوگا اور جبکہ کسی کنیز پر دو مرتبہ طلاق واقع ہو جائے تو مطلق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ علاوہ اوسکے کسی دوسرے شخص سے عقد دائمی نکرے خواہ اوسکا شوہر آزاد ہو یا کسی کا غلام اور اگر کنیز مطلقہ سے اوسکا آقا وطی کرے تو اوسکی وطی سے شوہر اول پر حلال نہوگی اور اسیطرح اگر شخص مطلق کنیز مذکورہ کا مالک ہو جائے تب بھی اوسکے لیے حلال نہوگی اسلیے کہ کنیز مذکورہ اوسپر قبل زمانہ ملک اوسوقت تک حرام ہو چکی ہے جبتک کہ وہ علاوہ اوسکے کسی محلل سے عقد نکرے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجۂ کنیز کو ایک مرتبہ طلاق دے بعد ازان کنیز مذکورہ آزاد ہو جائے اور مطلق اوس سے بعد عدہ عقد کرے یا اثنائے عدہ مین اوس سے مراجعت کرے تو وہ کنیز مطلق کے پاس ایک طلاق پر باقی رہیگی یعنی آزاد ہو جانے کیوجہ سے طلاق سابق کا حکم برطرف نہو جائیگا بلکہ مطلقہ بطلاق واحد شمار کیجائیگی اسلیے کہ زن مذکورہ آزاد ہونے سے قبل مطلقہ بطلاق واحد تھی پس اوسی کا استصحاب کیا جائیگا کیونکہ عتق کا ہادم طلاق (اوسکے حکم کا برطرف کرنیوالا) ہونا ثابت نہین ہوا بناءً علیہ اگر اوسکو دوسری مرتبہ طلاق دیجائے تو مطلق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ کوئی دوسرا شوہر اوسکی تحلیل نکرے اور خصی (خواجہ سرا) بھی اوس مطلقہ کا محلل ہو سکتا ہے جبکہ تین طلاقین واقع ہو چکی ہون جبکہ اوس سے وطی کرے اور باقی شرائط معتبرہ حاصل ہون اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ وہ محلل نہین ہو سکتا اور جبکہ کوئی محلل (مرد) مطلقہ مذکورہ سے از راہ قبل وطی کرے اور انزال نہو تو شوہر اول کے لیے حلال ہو جائیگی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین جانبین سے لذت جماع متحقق ہے اور اگر کوئی شخص مطلقہ مذکورہ سے عقد کرنے کے بعد مرتد ہو جائے اور زمان ردہ مین اوس سے وطی کرے تو شوہر اول کے لیے حلال نہوگی اسلیے کہ اوسکا عقد ردہ کیوجہ سے فسخ ہو گیا تھا اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین **اول** اگر اسیقدر مدت گذر جانیکے بعد زن مطلقہ مدعی ہو کہ اوسنے علاوہ مطلق کے

کسی دوسرے شخص سے عقد کیا تھا اور اوس سے مفارقت حاصل ہو گئی اور عدّہ منقضی ہو گیا اور اس دعوی کا مدّت مذکورہ مین صحیح ہونا ممکن ہو تو بعض علمائنے فرمایا ہو کہ اوسکا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ اُمور مذکورہ مین بعض اُمور ایسے ہین جو علاوہ اوسکے اور کسیطرح معلوم نہین ہو سکتے جیسے وطی کا واقع ہونا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہو کہ جب زن مذکورہ ثقہ (جسکے قول سے اطمینان حاصل ہو اگرچہ متصف بعدالت نہو) ہو تو اوسکی تصدیق کیجائیگی **دوم** جبکہ مطلقہ مذکورہ کے پاس محلّل داخل ہوے اور عورت مدّعی مقاربت ہو اور محلّل اوسکی تصدیق کرے تو شوہر اول پر حلال ہو جائیگی اور اگر تکذیب کرے تو بعض علمائنے فرمایا ہو کہ شوہر اول اون دونون مین سے اوس شخص کے قول پر عمل کریگا جسکے قول کی صحت کا اوسکو ظن غالب حاصل ہو خواہ عورت کا قول ہو یا محلّل کا اور اگر قائل ہون کہ ہر حال مین (خواہ قول محلّل کی صحت کا ظن غالب ہو یا نہو) عورت کے قول پر عمل کریگا تو خوب ہو اسلیے کہ زن مذکورہ جس امر کی مدّعی ہو اوسپر بیّنہ کا قائم کرنا دشوار ہو **سوم** اگر مطلقہ مذکورہ سے اوسکا شوہر محلّل وطی محرّم واقع کرے (مثلاً اون دونون مین سے کسی نے احرام واجب باندھا ہو یا روزہ واجب رکھا ہو اور (ناجائز) اوسی حالت مین دخول واقع ہوا) تو بعض علمائنے فرمایا ہو کہ شوہر اول پر حلال نہوگی اسلیے کہ وطی مذکور منہی عنہ (جس فعل کے بجالانے کو شارع علیہ السّلام نے منع کیا ہو) ہو پس مراد شارع علیہ السّلام مین داخل نہوگی اور بعض علمائنے فرمایا ہو کہ حلال ہو جائیگی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین محلّل سے ایسی وطی کا تحقق ہوا ہو جو نکاح صحیح کیطرف مستند ہو

تیسرا مقصد مراجعت کے بیان مین شوہر کو زوجہ مطلقہ سے قبل انقضائے عدّہ رجوع کرنا صحیح ہو خواہ لفظاً رجوع کرے جیسے راجعتک (مین نے تجھسے مراجعت کی) یا فعلاً رجوع کرے جیسے اوس سے وطی کرنا اور اگر مطلقہ کی تقبیل (بوسہ لینا) کرے یا اوسکو بشہوت لمس کرے تو یہ بھی داخل رجعت ہوگا اور امور مذکورہ کی اباحت کے لیے رجعت کا لفظون مین مقدم ہونا ضرور نہوگا اسلیے کہ زن مطلقہ تا انقضائے عدّہ اوسکی زوجہ کا حکم رکھتی ہو اور اگر شوہر قبل انقضائے عدّہ طلاق کا انکار کرے تو یہ بھی داخل

رجعت ہوگا اسلیے کہ یہ انکار قبول زوجیت کو متضمن ہے اور رجعت مین شہادت دلانا واجب نہین ہے بلکہ رفع نزاع اور حفظ حق کی غرض سے مستحب ہے اور اگر راجعتک اذا شئت (جب تو چاہیگی تجھسے مراجعت کرونگا) یا رجعتک ان شئت (اگر تو چاہیگی تجھسے مراجعت کرونگا) کہے تو رجعت متحقق نہوگی اگرچہ زن مطلقہ عبارت مذکورہ کے بعد شئت (مین نے مراجعت کو چاہا) بھی کہے اور اسمین تردد ہے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق رجعی دے پھر مطلقہ مذکورہ مرتدہ ہوجائے اور مطلق اوس سے حالت ارتداد مین مراجعت کرے تو صحیح نہوگی جسطرح کہ زن مرتدہ سے ابتدائً نکاح کرنا صحیح نہین ہے اور اسمین تردد ہے جو مطلقہ رجعیہ کے محکوم بزوجیت ہونے سے ناشی (پیدا) ہوتا ہے اور اگر بعد ازان پھر اسلام لے آئے تو مطلق کو از سر نو رجوع کرنیکا اختیار حاصل رہیگا اور اگر کسی شخص کے پاس زن ذمیہ موجود ہو اور اوسکو طلاق رجعی دے پھر اثنائے عدہ مین رجوع کرے تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ جائز نہوگا اسلیے کہ رجعت عقد جدید کے مثل ہے لیکن جواز مراجعت بیوجہ نہین ہے اسلیے کہ وہ زوجیت سے خارج نہین ہوئی اور شوہر کو ذمیہ کے نکاح سابق پر باقی رہنا جائز ہے اگرچہ اوس سے ابتدا نکاح کو تجویز نکرین پس ذمیہ مذکور و زن مستدامہ (جسکا نکاح سابق باقی رکھا جائے) کے مثل ہے اسلیے کہ رجعت سے نکاح سابق عود کرتا ہے اور ابتدا نکاح نہین ہوتی اور اگر بعد طلاق مراجعت کرنا چاہے اور مطلقہ اپنے مدخول بہا ہونے کا انکار کرے اور گمان کرے کہ اوسپر عدہ نہین ہے اور اوس سے مراجعت صحیح نہین ہے اور مطلق اوسکے مدخول بہا ہونے کا مدعی ہو تو مطلقہ کا قول مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسکا دعویٰ ظاہر کے موافق ہے پس جبکہ مطلقہ مذکورہ عدم دخول پر قسم کھالیگی تو مطلق کی رجعت اوسکے حق مین باطل ہوجائیگی اور رجعت اخرس (گونگا) ایسے اشارہ سے حاصل ہوتی ہے جو مراجعت پر دلالت کرتا ہو اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ رجعت اخرس کے تحقق مین مطلقہ کے سرسے اوسکے مقنعہ کا اوتار لینا کافی ہے اور یہ قول شاذ (نادر) ہے اور جبکہ مطلقہ حیض کے ساتھ مدت عدہ کے منقضی ہوجانے کی ایسے زمانہ مین مدعی ہو جسمین انقضائے عدہ ممکن ہو

(جسکی مقدار زن حرّہ مین اقلاً چھبّیس دن اور دو لحظہ اور کنیز مین اقلاً تیرہ دن اور دو لحظہ ہی) اور مطلق انکار کرے تو مطلّقہ کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور اگر مہینون کے ساتھ انقضائے عدہ کی مدّعی ہو تو اوسکا قول مقبول نہوگا بلکہ اس صورت مین شوہر کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ یہ اختلاف ایقاع طلاق کے زمانہ مین واقع ہوا ہی جس مین شوہر کا قول مقبول ہوتا ہی کیونکہ یہ اوسکا فعل ہی اور اصل عدم انقضائے عدہ ہی اور اسی طرح اگر شوہر انقضائے عدہ کا مدّعی ہو تو مطلّقہ کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل بقائے زوجیت ہی اور اگر زن مطلّقہ حاملہ ہو اور وضع حمل کی مدّعی ہو تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور اوسکو احضار ولد (بچہ کا حاضر کرنا) کی تکلیف نہ دیجائیگی اور اگر مدّعی حمل ہو اور شوہر انکار کرے اور مطلّقہ کسی مولود (لڑکا یا لڑکی) کو حاضر کرے اور شوہر اوس مولود کی مطلّقہ سے نفی کرے (مثلاً کہے کہ یہ مولود تجھسے پیدا نہین ہوا) تو شوہر کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ ولادت (مولود کا پیدا ہونا) پر اقامت بیّنہ (دو شاہدونسے گواہی دلانا) ممکن ہی اور جبکہ انقضائے عدہ پر دونون متّفق ہون اور شوہر انقضائے عدّہ سے قبل حصول رجعت کا مدّعی ہو اور مطلّقہ اسکا انکار کرتی ہو تو عورت کا قول مقبول ہوگا اور اگر حصول رجعت مین دونون متّفق ہون اور مطلّقہ قبل حصول رجعت عدّہ کے منقضی ہوجانے کی مدّعی ہو تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ اصل عدم انقضائے عدّہ اور صحت رجعت ہی اور اگر کنیز کو اوسکا شوہر طلاق دے اور پھر انقضائے عدہ کے قبل مراجعت کا مدّعی ہو اور کنیز اپنے شوہر کی تصدیق کرے اور اوسکا آقا انکار کرے اور قبل حصول رجعت انقضائے عدہ کا دعویٰ کرے تو قول شوہر مقبول ہوگا اور بعض علما دنے فرمایا ہی کہ شوہر کو قسم کھانے کی تکلیف بھی نہ دیجائیگی اسلیے کہ حق نکاح زن و شوہر سے متعلق ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ آقا کنیز علاقۂ نکاح کے مرتفع ہوجانیکا مدّعی ہی اور شوہر اسکا انکار کرتا ہی اور منکر پر قسم لازم ہی

چوتھا مقصد استعمال حیل (حیلے) کے بیان مین

حیل مباحہ (جو حیلے جائز و مشروع ہین) کے ساتھ اوس امر کے ساقط کرنے مین توسّل (کسی چیز کے ذریعہ سے مقصود کا حاصل کرنا)

کرنا جائز ہی جو بدون حیلہ ثابت ہوجاتا اور حیل محرّمہ (جو حیلے ناجائز اور حرام ہین) کا استعمال کرنا جائز نہین ہی اور اگر حیلہ محرّمہ سے توصّل کریگا تو گنہگار ہوگا لکن حیلہ تمام ہوجائیگا پس اگر کوئی عورت اپنے لڑکے کو کسی عورت کے ساتھ زنا کرنے پر اسلیے آمادہ کرے کہ اوسکا باپ اوس عورت سے عقد نکرسکے یا ایسی کنیز کے ساتھ زنا کرنے پر محرک ہو جسکے حرم بنانے کا اوسکے باپ نے قصد کیا ہو تو عورت اور لڑکا دونون گنہگار ہونگے اور زن موطوئہ بزنا (جس عورت سے زنا کی گئی ہی) اون لوگون کے نزدیک اوسکے باپ پر حرام ہوجائیگی جو زنا کو ناشر حرمت جانتے ہین لکن اگر کسی حیلہ مباحہ کے ساتھ توصّل کیا جائے مثلاً صورت مفروضہ مین لڑکے کو زن مذکورہ کے ساتھ عقد کرنے کی دلالت کیجائے تو گناہ بھی نہوگا اور اسیطرح اگر کسی شخص پر ایسے دین کا دعوی کیا جائے جس سے وہ بری الذمہ ہوچکا ہو (مثلاً قرضخواہ کے حوالہ کرچکا ہو یا اوسنے ساقط کردیا ہو) اور مدعی کے جواب مین دعوائے اسقاط کرنے سے اوس کی طرف (یعنی مدعی کیطرف سے) قسم کے عائد ہونے کا خوف رکھتا ہو اور بیّنہ نہو تو اصل استدانت (قرض لینا) سے انکار اور اوسپر حلف کرسکتا ہی بشرطیکہ اپنی قسم مین ایسا توریہ (لفظ سے معنی غیر ظاہر کا مراد لینا) کرے جو دروغگوئی سے خارج کردے (مثلاً قسم کھائے کہ مین تیرا مدیون نہین ہون اور اگر کہے کہ مین نے تجھسے روپیہ لیا ہی نتھا تو دروغ ہوگا) اور اسیطرح اگر کوئی مدیون معسر (تنگدست) ہو اور اقرار دین کی صورت مین اپنے قید ہونے کا خوف رکھتا ہو تو اوسکو توریہ کے ساتھ دین کا انکار کردینا جائز ہوگا (مثلاً کہے کہ مین نے تجھسے روپیہ نہین لیا اور کسی مکان معین یا زمان مخصوص مین لینے سے انکار مقصود ہو) اور درصورت توریہ مدعی کے نیّت کرنے مین کذب سے اوسوقت برات ہوگی جبکہ حقدار ہو اور حالف (قسم کھانیوالا) کو اوس صورت مین دروغگوئی سے برات حاصل ہوگی جبکہ مظلوم ہو پس اگر مدعی حقدار ہو اور مدعی علیہ توریہ کے ساتھ اپنی برات پر قسم کھائے تو اوسکو کوئی نفع حاصل نہوگا بلکہ دروغگوئی کا مرتکب ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی کو قسم دروغ کھانے پر مجبور کرے یا کسی فعل حلال کے

ترک کی قسم کھانے پر مجبور کرے تو ایسی نیّت کے ساتھ قسم کھانا جائز ہوگا جو دروغ اور مقتضائے قسم کی مخالفت سے محفوظ رکھے مثلاً توریہ مین نیّت کرے کہ اس فعل کو شام یا خراسان یا فوق آسمان یا زیر زمین بجا نہ لاؤنگا اور اگر طلاق دینے پر مجبور کیا جائے اور زوجتی طالق کہنے سے طلاق سابق مراد لے یا نسائی طوالق کہنے سے زنان اقارب کا قصد کرے تو جائز ہوگا اور اگر اس امر کی قسم کھانے پر مجبور کیا جائے کہ اوسنے زمانۂ گذشتہ مین فلان فعل کو نہین کیا اور ما فعلت کذا کہے اور لفظ ما سے مائے موصولہ کا قصد کرے اور مائے نافیہ مراد نہ لے تو صحیح ہوگا اور اگر لفظ نعم (ہان) کے ساتھ جواب دینے پر مضطر ہو اور لفظ نعم کا تلفظ کرے اور اوس سے شتر مراد لے یا نعام کہے اور اوس سے شترمرغ صحرائی مراد لے تو گنہگار نہوگا اور اسیطرح اگر قسم مین ما اخذت حملاً ولا ثوراً ولا عنزاً (مین نے برہ شش سالہ اور بیل اور بکری کو نہین لیا) کہے اور لفظ حمل سے ابر اور ثور سے پنیر کے قطعۂ کبیرہ کا اور عنز سے زمین بلند کا قصد کرے تو مقتضائے قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کسی فعل کے ساتھ متہم کرے اور شخص متہَم (بالفتح جسپر اتہام کیا گیا ہو) حلف کرے کہ مین متّہِم (بالکسر اتّہام کرنیوالا) کی اس اتہام مین تصدیق کرونگا اور امر کو مبہم رکھونگا تو طریق تخلص یہ ہے کہ فعل منفی و مثبت دونون کو وارد کرے اور فعلت و ما فعلتُ (مین نے کیا اور مین نے نہین کیا) کہے پس ان دونون مین سے ایک چیز بہر حال صحیح ہوگی اور اگر حلف کرے کہ مین فلان شخص کو انار کے اون دانون کی بدون توڑنے کے خبر دونگا جو اوسمین موجود ہین تو دروغ سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اتنے عدد کا شمار کرے جنکا انار مین ہونا ممکن ہو (مثلاً فرض کیا جائے کہ انار مین دو سو دانے ہوتے ہین تو اسکو دروغ سے بچنے مین چالیس اور پچاس اور سو اور ساٹھ اور دس کہنا کافی ہوگا) پس حیل مذکورہ یا مثل انکے جو حیلے مباح اور مشروع ہون اونکا استعمال کرنا جائز ہے **پانچوان مقصد** عدّہ (وہ مدّت جسمین عورت کو دوسرا عقد کرنا صحیح نہین ہے) کے بیان مین اور اسمین کئی فصلین ہین **پہلی فصل** زنِ غیر مدخول بہا

ولا عدة من لم يدخل بها سواء بانت بطلاق او فسخ ... عدا المتوفى عنها زوجها فان العدة تجب بعد الوفاة ... بالايلاج وان لم ينزل ... وان كان مقطوع الانثيين ... مقطوع الذكر

کے لیے کوئی عدہ نہین ہے خواہ بذریعہ طلاق جدا ہو یا بذریعہ فسخ وغیرہ لکن وفات شوہر کا عدہ غیر مدخولہا پر بھی واجب ہے اور تحقق دخول مین محض ادخال حشفہ کافی ہے اگرچہ انزال نہو خواہ شوہر کے انثیین مقطوع ہون یا نہون اسلیے کہ تحقق دخول مین نفس وطی کا تحقق کافی ہے لکن اگر شوہر کا عضو تناسل مقطوع اور انثیین سالم ہون تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عدہ واجب ہوگا اسلیے کہ حمل کا تحقق ساحقت سے بھی ممکن ہے اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ عدہ فقط وطی پر مترتب ہوتا ہے ہان اگر ساحقت سے حمل ظاہر ہو تو عورت پر بوضع حمل عدہ رکھنا واجب ہوگا اسلیے کہ تحقق انزال ممکن ہے اور تنہا خلوت سے بدون وطی علی الاشہر عدہ واجب نہین ہوتا اور اگر زن و شوہر مین خلوت حاصل ہوا اور بعد تحقق دخول مین اختلاف کرین تو شوہر کا قول مع قسم مقبول ہوگا

دوسری فصل زن ذات الاقراء کے بیان مین -

(اور خلوت علامت عدم دخول ہے اسلیے کہ اصل)

ذات الاقراء سے وہ عورت مراد ہے جسکا حیض مستقیم ہو (یعنی اوسکو ہر مہینہ مین ایکدفعہ خون حیض آتا ہو جو غالب نسوان کی عادت ہے) اور زن مذکورہ تین قرء کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اقراء سے علی اشہر الروایتین (دو روایتون مین سے اوس روایت کی بنا پر جو زائد مشہور ہے) اطہار (جمع طہر ہے جس سے طہارت زن کا وہ زمانہ مراد ہے جو دو حیضون کے درمیان واقع ہوتا ہے) مراد ہین بشرطیکہ حرّہ (زن آزاد) ہو خواہ اوسکا شوہر حر (آزاد) ہو یا غلام اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے اور طلاق سے ایک لحظہ کے بعد اوسکو خون حیض آجائے تو یہ لحظہ ایک قرء محسوب ہوگا بعد ازان دو قرء اور کامل کریگی پس تیسری مرتبہ خون حیض آنے کے وقت ایام عدہ منقضی ہوجاینگے یہ حکم (عدہ کا تیسرے خون کے آنے سے منقضی ہوجانا) اوسوقت جاری ہوگا جبکہ عورت کی عادت کسی زمانہ کے ساتھ مستقر اور مضبوط ہو اور صورت اختلاف مین اقل حیض کے منقضی ہونے تک احتیاطاً صبر کریگی اور اقل مدت جس مین عدہ منقضی ہو سکتا ہے چھبیس روز اور دو لحظے ہین لکن لحظہ اخیرہ داخل عدہ نہین ہے بلکہ عورت کے خارج از عدہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ لحظہ اخیرہ بھی

الفصل الثاني في ذات الاقراء وهي المستقيمة الحيض ... الثالث ... فاذا رأت الدم ... احتسب ... بعد الطلاق ... وان كانت ... عادتها مستقرة بالزمان وان اختلفت صبرت الى انقضاء اقل الحيض اخذا بالاحتياط واقل زمان تنقضي به العدة

داخل عدّہ ہو اسلیے کہ انقضائے عدہ کا حکم اوسکے متحقق ہونے پر موقوف ہو لکن پہلا قول حق وصواب ہو اور
اگر عورت کو حیض مین طلاق دیگا تو واقع نہوگی اور اگر زمان طہر مین طلاق واقع ہو اور ختم لفظ کے ساتھ ہی
اوسکو اسطرح خون حیض آجائے کہ طلاق وحیض مین کوئی زمانہ متخلل نہو تو طلاق صحیح ہوگی اسلیے کہ وہ طہر
معتبر مین واقع ہوئی ہو اور اس طہر کا اعتبار عدہ مین نکیا جائیگا اسلیے کہ یہ طہر بعد طلاق واقع نہین ہوا
پس مطلقہ کو بعد حیض تین قرء کے ساتھ از سر نو عدہ رکھنا واجب ہوگا **فرع** اگر زن وشوہر مین اختلاف ہو
پس عورت کہے کہ وقوع طلاق کے بعد طہر کا ایک جزء باقی تھا اور شوہر اسکا انکار کرے تو عورت کا قول
مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ اسکو بہتر جانتی ہو اور طہر وحیض دونون کا حال اوسی کی طرف رجوع کرنے سے
معلوم ہوتا ہو **تیسری فصل** زن ذات الشہور (وہ عورت جو مہینون کے حساب سے عدہ رکھتی ہو)
جبکو سن حیض مین خون حیض نہ آتا ہو اگر مدخول بہا اور حرّہ ہو تو طلاق وفسخ مین تین مہینے کے ساتھ
عدہ رکھیگی اور زن یائسہ اور اوس عورت مین جو نابالغ ہو (اوسکا سن نو سال سے کم ہو) دو قسم کی روایتین
وارد ہوئی ہین ایک یہ ہو کہ یہ دونون عورتین تین مہینے کے ساتھ عدہ رکھینگی اور دوسری یہ ہو کہ
ان دونون پر کوئی عدہ لازم نہوگا اور یہی روایت مشہورتر ہو اور حد یاس پچاس سال ہین اور
بعض علماء نے فرمایا ہو کہ خصوص زن قرشیہ اور نبطیہ مین حد یاس ساٹھ سال ہین اور اگر کسی عورت کو
سن حیض مین خون حیض نہ آتا ہو تو اوسکا عدہ اجماعًا تین مہینے ہین اور اس عورت کو شہور (مہینے)
اور حیض کی مراعات چاہیے بایمعنی کہ اگر تین مہینے گذرنے سے قبل تین طہر منقضی ہو جائین تو عدہ سے
خارج ہو جائیگی اور تین مہینے کا انتظار لازم نہوگا اور اگر تین مہینے بدون حیض گذر جائین تو بھی عدہ
سے خارج ہو جائیگی لکن اگر تیسرے مہینے مین خون حیض کا معائنہ کرے اور دوسری اور تیسری مرتبہ
خون حیض کے آنے مین تاخیر واقع ہو تو وقت طلاق سے نو مہینے تک صبر کریگی اسلیے کہ اوسکے
حاملہ ہونیکا احتمال ہو اور بعد ازان تین مہینے کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اس عدہ سے کوئی عدہ درازتر

نہین ہی اور روایت عمار ساباطی مین وارد ہوا ہی کہ ایکسال تک صبر کریگی و ربعد ازان تین مہینے کے
ساتھ عدہ رکھیگی اور شیخ رح نے کتاب نہایہ مین اس روایت کو خون ثالث کے محتبس (بند) ہوجانے پر
محمول کیا ہی اور یہ قول تحکم (دعوی بیدلیل) ہی اسلیے کہ یہ حکم خون دوم کے محتبس ہوجانے مین بھی جاری
ہی اور روایت مذکورہ مین خون ثالث کے محتبس ہونیکا ذکر نہین ہی بلکہ عورت کو ایک سال مین تین دفعہ
خون حیض کا نہ آنا مذکور ہی خواہ ایک یا دو دفعہ خون آیا ہو یا نہ آیا ہو اور اگر ایک مرتبہ خون دیکھنے
کے بعد یائسہ ہوجائے تو عدہ کو دو مہینون کے ساتھ کامل کریگی اور اگر زن معتدہ کا خون مستمرہ
مشتبہ رہے یعنے خون حیض غیر حیض سے ممتاز نہو تو اپنی وس عادت کی طرف رجوع کریگی جو زمانہ
استقامت مین حاصل تھی اور اوسی حساب سے عدہ کو تمام کریگی اور اگر اوسکے لیے کوئی عادت
نہ تھی تو صفت خون کا اعتبار کریگی و رتین قرء (طہر) کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اگر اشتباہ باقی رہے
(یعنی وہ تمیز حاصل نہو جسکا اعتبار شرع مین ثابت ہی) تو مدت عدہ مین نسوان اقربا یا اقران کی عادت کا
اعتبار کریگی اور اگر اونکی عادت مختلف ہو تو مہینون کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اگر زن مذکورہ
کو چھ یا پانچ مہینے مین مثلاً ایکدفعہ خون حیض آئے تو مہینون کے ساتھ عدہ رکھیگی اور جبکہ اوسکو اول
ہلال مین طلاق دیجائے تو تین ماہ ہلالی کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اگر اثنائے ماہ مین طلاق دیجائے تو دو
ماہ ہلالی کے ساتھ عدہ رکھیگی اور تیسرے مہینے سے اوسقدر مدت کو اخذ کریگی جسقدر کہ ماہ اول
سے فوت ہوئی ہو اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ تیس روز کے ساتھ کامل کریگی اور یہی قول اشبہ ہی

تفریع اگر انقضائے عدہ اور عقد نکاح کے بعد وجود حمل کا ظن حاصل ہو (ایسی امارت موجود ہو
جس سے وجود حمل کا ظن حاصل ہوجائے) تو باطل نہوگا اور اسیطرح اگر بعد عدہ اور قبل نکاح وجود حمل کا
ظن حاصل ہو تو اوسکو نکاح کرنا جائز ہوگا لکن اگر یہ ظن قبل انقضائے عدہ حاصل ہو تو نکاح کرنا جائز
نہوگا اگرچہ عدہ منقضی بھی ہوجائے اور اگر جواز نکاح کے قائل ہون تو خوب ہی جبتک کہ وجود

حمل کا یقین حاصل نہوا اور پہر تقدیر اگر حمل ظاہر ہو تو نکاح باطل ہوگا اسلیے کہ اوسکا اثناے عدّہ مین واقع ہونا تحقق ہوگیا **چوتھی فصل** عدّہ حاملہ (زن باردار) کے بیان مین زنِ حاملہ طلاق مین وضع حمل کے ساتھ عدّہ رکھیگی اگرچہ بعد طلاق بلا فصل وضع حمل کا اتفاق ہو خواہ مولود تام ہو یا غیر تام اگرچہ علقہ (خون مجتمع) ہو بشرطیکہ عرفًا اوسکا حمل ہونا تحقق ہوجائے اور اوس چیز کا اعتبار نہین ہی جسکا حمل ہونا مشکوک ہو اور اگر زن مطلّقہ بعد طلاق اپنے حاملہ ہونے کا دعوی کرے تو اوسپر وقت وطی سے نو مہینے تک جو اقصاے حمل کی مدت ہی صبر کیا جائیگا اور پھر اوسکا دعوی مقبول نہوگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اقصاے حمل ایک سال ہی (یعنی ایک سال تک صبر کیا جائیگا) اور یہ روایت مشہور نہین ہی اور اگر اوسکا حمل دو مولود ہوں تو وضع اول کے ساتھ بائن ہو جائیگی اور اوسکو وضع اخیر کے قبل نیا نکاح کرنا جائز نہوگا اور اشبہ یہ ہی کہ وضع جمیع کے قبل بائن نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ غیر حاملہ کو طلاق رجعی دے بعد ازان اثناے عدّہ مین وفات پائے تو مطلّقہ کو از سرِ نو عدّہ وفات رکھنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص طلاق بائن واقع کرکے وفات پائے تو مطلّقہ کو فقط عدّہ طلاق کا تمام کرنا کافی ہوگا اور اس مقام پر تین فرعین مذکور ہوتی ہین **فرع اول** اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ ہو پھر اوسکو اوسکا شوہر طلاق دے تو فقط مہینون کے ساتھ عدّہ رکھیگی اور وضع حمل کے ساتھ عدّہ رکھنے کی ضرورت نہوگی اور اگر کسی عورت سے وطی بالشبہ واقع ہوا اور اوسکا مولود بوجہ غیبت یا بعد شوہر مثلاً واطی سے ملحق ہوا اور پھر شوہر اوسکو طلاق دے تو اوّل وضع حمل کے ساتھ بوجہ وطی عدّہ رکھیگی بعد ازان از سرِ نو عدّہ طلاق رکھیگی **فرع دوم** جبکہ زن و شوہر وقوع طلاق کے زمانہ مین اتفاق اور وضع حمل کے زمانہ مین اختلاف کرین تو عورت کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ یہ اختلاف ولادت مین واقع ہوا ہی جو عورت کا فعل ہی اور اگر زمان وضع مین اتفاق اور زمان طلاق مین اختلاف کرین تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ یہ اختلاف طلاق مین واقع ہوا ہی جو شوہر کا فعل ہی

وفی المسئلتین اشکال لان الاصل عدم الطلاق وعدم الوضع فالقول قول من ینکرهما الثالث لو اقرت بانقضاء العدة ثم جاءت بولد لستة اشهر فصاعدا من وقت الطلاق قیل یلحق والاشبه انه لا یلحق ما لم یتجاوز اقصی الحمل

اور ان دونون مسئلون مین اشکال ہی اسلیے کہ اصل عدم طلاق اور عدم وضع حمل ہی پس دونون صورتون مین اوس شخص کا قول معتبر ہونا چاہیے جو ان دونون سے انکار کرتا ہی **فرع سوم** اگر زن مطلقہ انقضائے عدّہ کا اقرار کرے اور وقتِ طلاق سے چھ مہینہ یا زائد کے بعد اوسکے ولادت ہو تو بعض علمائے فرمایا ہی کہ یہ مولود مطلّق سے ملحق ہوگا لکن اوسکا مطلّق سے ملحق ہونا اشبہ اور قواعد کے موافق ہی بشرطیکہ اقصائے حمل سے تجاوز نکرے

پانچوین فصل عدّہ وفات کے بیان مین

پس جس زن حرّہ (آزاد) سے کہ عقد صحیح (نکاح ہو یا متعہ) واقع ہوا ہوا اوسکے عدّہ وفات کی مدت چار مہینے اور دس روز ہی بشرطیکہ خالی (غیر حاملہ) ہو خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ خواہ اوسکا شوہر بالغ ہو یا نابالغ خواہ اوس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور دسوین روز غروب آفتاب کے وقت عدّہ سے خارج ہوگی اسلیے کہ انتہائے روز یہی ہی اور اگر زوجہ حاملہ ہو تو اوس مدت کے ساتھ عدّہ رکھیگی جو وضع حمل اور چار مہینے دس روز مین زائد ہوگی پس اگر چار مہینے دس روز کے کامل ہونے سے قبل وضع حمل ہوگا تو باقی ایام کے منقضی ہونے تک صبر کریگی اور جس عورت کے شوہر نے وفات پائی ہو اوسپر حداد (ترک زینت کرنا جسکو ہندی مین سوگ کہتے مین) لازم ہی جس سے لغةً اور شرعًا اون اُمور کا ترک کرنا مراد ہی جو اسبابِ زینت شمار کیے جاتے ہین جیسے اون کپڑون یا ادہان (روغن) کا استعمال کرنا جو زینت اور خوشبو کے لیے استعمال کیے جاتے ہین اور پارچہ سیاہ و کبود کے پہننے مین کوئی مضائقہ نہین ہی اسلیے کہ یہ دونون کپڑے شبہ زینت سے بعید ہین اور وجوب حداد مین زن صغیرہ اور کبیرہ اور مسلمہ اور ذمیہ مساوی ہین اور آیا کنیز پر (جبکہ زوجہ ہو) بھی حداد واجب ہی یا نہین اسمین تردد ہی اظہر عدم لزوم ہی اور زن مطلقہ پر ترک زینت کرنا لازم نہین ہی خواہ مطلقہ بائنہ ہو یا رجعیہ اور اگر کسی عورت سے بعقد شبہ وطی واقع ہو پھر واطی (دخول کرنے والا) مرجائے تو اوسپر عدّہ طلاق لازم ہوگا خواہ حاملہ ہو یا نہو اور وجوب عدّہ کا حکم وطی کیوجہ سے ہی نہ عقد

الفصل الخامس فی عدة الوفاة تعتد الحرة المنکوحة بالعقد الصحیح اربعة اشهر وعشرا اذا کانت حائلا صغیرة کانت او کبیرة بالغا کان زوجها او لم یکن دخل بها او لم یدخل وتبین بغروب الشمس من الیوم العاشر لانه نهایة الیوم ولو کانت حاملا اعتدت بابعد الاجلین فلو وضعت قبل استکمال اربعة اشهر وعشرة ایام صبرت الی انقضائها ویلزم المتوفی عنها زوجها الحداد وهو ترک ما فیه زینة من الثیاب والادهان المقصود بهما الزینة والتطیب ولا باس بالثوب الاسود والازرق لبعده عن شبه الزینة ویستوی فی ذلک الصغیرة والکبیرة والمسلمة والذمیة وفی الامة تردد اظهره انه لا حداد علیها ولا یلزم الحداد المطلقة بائنة کانت او رجعیة ولو وطئت المرأة بعقد الشبهة ثم مات اعتدت عدة الطلاق حاملا کانت او حائلا وکان الحکم للوطی لا للعقد

او لبست لہ زوجة تفریع لو کان لہ اکثر من زوجة فطلق واحدة لا بعینها فان قلنا التعیین شرط فالطلاق وان لم نشترط فمات قبل التعیین کل واحدة الاعتداد بعدة الوفاة تغلیبا للجزم الاحتیاط دخل بهن او لم یدخل ولو کن حوامل اعتددن بابعد الاجلین وکذا لو طلق واحدة بائنا ومات قبل التعیین فعلی کل واحدة منهن الاعتداد بعدة الوفاة ولو عین قبل الموت انصرف الی المعینة وتعتد من حین الطلاق لا من حین الوفاة

کے سبب سے کیونکہ زن مذکورہ زوجہ نہین ہی تفریع جبکہ کسی شخص کے پاس دو یا کئی ازواج ہون
اور اونمین سے بدون تعیین ایک کو طلاق دے پس اگر قائل ہون کہ صحت طلاق مین تعیین زوجہ شرط ہی
تو صورت مذکورہ مین طلاق واقع نہوگی اور اگر تعیین کے قائل ہون اور مطلق قبل تعیین مرجائے تو اوسکی
ہر ایک زوجہ پر عدہ وفات لازم ہوگا تاکہ جانب احتیاط غالب رہے خواہ مطلق نے اونسے دخول
کیا ہو یا نکیا ہو اور اگر جملہ ازواج حاملہ ہون تو ہر ایک کو ابعد الاجلین (وضع حمل و رعدہ وفات مین سے
جسکی مدت زائد ہو) کے ساتھ عدہ رکھنا لازم ہوگا اور اسیطرح اگر اونمین سے ایک زوجہ کو طلاق بائن
دے اور قبل تعیین وفات پائے تو ہر ایک زوجہ پر عدہ وفات واجب ہوگا اور اگر قبل وفات زن
مطلقہ کو معین کرے تو طلاق اوسی کیطرف منصرف ہوگی اور وقت طلاق سے عدہ رکھیگی نہ وقت
وفات سے اور اگر طلاق رجعی دے تو وقت وفات سے عدہ وفات رکھیگی اور اگر کسی عورت کا
شوہر مفقود ہوا اور اوسکی خبر معلوم ہو یا اوسکی زوجہ پر ولی مفقود انفاق کرے تو زوجہ کو با وجود طول
مدت کے اپنی تزویج کا اختیار نہوگا اور اگر اوسکی خبر مجہول ہو اور کوئی شخص اوسکی زوجہ پر انفاق
کرنیوالا نہو پس اگر صبر کرے تو اسمین کوئی بحث نہین ہی اور اگر حاکم شرع کی طرف مرافعہ کرے تو حاکم اوسکے
لیے وقت مرافعہ سے چار سال کی مدت مقرر کریگا اور اوسکے شوہر کا تجسس کرائیگا پس اگر اوسکی خبر
معلوم ہوجائیگی تو صبر کریگی اور مدت مذکورہ مین امام علیہ السلام کو اوسپر بیت المال سے انفاق کرنا
واجب ہوگا اور اگر بعد تجسس بھی اوسکی خبر معلوم نہو تو حاکم شرع اوسکو چار سال گذرنے کے بعد عدہ
وفات کا حکم کریگا بعد ازان اوس عورت کو کسی دوسرے شخص سے اپنا عقد کرلینا جائز ہوگا پس اگر بعد
انقضائے عدہ اوسکا شوہر اول آجائے تو اوسکو زن مذکورہ پر کسی قسم کا تسلط حاصل نرہیگا بشرطیکہ دوسرا
نکاح کرچکی ہو اور اگر شوہر اول اثنائے عدہ مین آجائے تو وہ اسکا شوہر اور یہ اسکی زوجہ رہیگی اور اگر
دوسرے نکاح سے قبل اور انقضائے عدہ کے بعد شوہر اول واپس آئے تو آیا اس صورت مین بھی اوسکو

ولو کان رجعیا اعتدت من حین عدة الوفاة من حین ان الوفاة والمفقود ان عرف خبره او انفق علی زوجته ولیه فلا خیار لها ولو جهل خبره ولم یکن من ینفق علیها فان صبرت فلا بحث وان رفعت امرها الی الحاکم اجلها اربع سنین وفحص عنه فان عرفت خبره صبرت وعلی الامام ان ینفق علیها من بیت المال وان لم یعرف خبره امرها بالاعتداد عدة الوفاة ثم تحل للازواج فان جاء زوجها وقد خرجت من العدة فلا سبیل له علیها وان جاء وهی فی العدة فهو املک بها وان خرجت من العدة ولم تتزوج فیه

زنِ مذکورہ پر تسلّط رہیگا یا نہین ہمین دو قسم کی روایتین ہین اشہر یہ ہی کہ کوئی تسلّط باقی نہ رہیگا اسلیے کہ بحکم حاکم اس شخص کا تعلق برطرف ہوچکا ہی اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین **اوّل** اگر زنِ مذکورہ انقضائے عدہ کے بعد اپنا عقد کرے بعدہ شوہر اوّل کا وفات پانا ظاہر ہو تو دوسرا عقد صحیح ہوگا اور زنِ مذکورہ پر اوسکی وفات کا عدّہ لازم نہوگا خواہ قبل عدّہ وفات پائی ہو یا اثنائے عدّہ مین یا بعد عدّہ اسلیے کہ شوہر اوّل کے عقد کا اعتبار نظر شارع علیہ السلام مین ساقط ہوچکا ہی جسطرح کہ اوسکی حیات کے لیے کوئی حکم نتھا اسیطرح اوسکی وفات کے لیے بھی کوئی حکم نہوگا **دوم** شخص غائب پر زمان عدّہ مین اوسکی زوجہ کا نفقہ لازم نہوگا اگرچہ قبل انقضائے عدّہ حاضر بھی ہوجائے اسلیے کہ حاکم شرع کے حکم سے اون دونون مین مفارقت ہوچکی ہی (اور عدّہ وفات مین لزوم نفقہ باقی نہین رہتا) اور اس مین تردد ہی **سوم** اگر زن مذکورہ کو اوسکا شوہر غائب طلاق دے یا اوس سے ظہار کرے اور اتفاقًا زمان عدّہ مین واقع ہو تو صحیح ہوگی اسلیے کہ ایام عدّہ مین عصمت نکاح باقی رہتی ہی اور اگر بعد عدہ واقع ہو تو طلاق یا ظہار صحیح نہوگی اسلیے کہ نکاح باقی نرہا تھا اور طلاق و ظہار دونون فرع نکاح ہین **چہارم** جبکہ زن مذکورہ سے اوسکا شوہر ثانی دخول کرے اور وقت دخول سے چھ مہینے کے بعد ولادت ہو تو مولود اوسی سے ملحق ہوگا اسلیے کہ وہ صاحب فراش ہی اور اگر شوہر اوّل اوسکا مدعی ہو اور زنِ مذکورہ سے مخفی طور پر اپنے وطی کرنے کا اظہار کرے تو اوسکے دعوے کی طرف **التفات** نکیا جائیگا اسلیے کہ اوسکا فراش زائل ہوچکا ہی اور شیخ رح نے فرمایا ہی کہ اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ شوہر ثانی کو ترجیح حاصل ہی کیونکہ شوہر ثانی بالفعل صاحب فراش ہی بخلاف شوہر اوّل کے کہ وہ قبل ازین صاحب فراش تھا پس شوہر ثانی کے رجحان مین کوئی شک نرہا تا اینکہ محل قرعہ ہو **پنجم** اگر زن مذکورہ انقضائے عدہ کے بعد مرجائے تو شوہر اوسکا وارث نہوگا اور اسیطرح

زن مذکورہ بھی اوسکی وارث نہوگی اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص اثنائے عدہ مین وفات پائے تو ثبوت میراث مین تردد ہی لیکن اشبہ ثبوت میراث ہی اسلیے کہ حکم زوجیت باقی ہی

چھٹی فصل

عدہ و استبراء کنیز کے بیان مین کنیز مدخول بہا کا عدۂ طلاق دو قرء (یعنے دو طہر) ہین اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ دو حیض مین لیکن قول اول اشہر ہی اور عدۂ کنیز کے منقضی ہونے کی اقل مدت تیرہ دن اور دو لحظے ہین اور اس مقام پر بھی لحظۂ اخیرہ مین وہی بحث ہی جو زن حرہ مین مذکور ہوئی (بایمعنی کہ آیا وہ لحظہ داخل عدہ ہی یا اوس سے انقضائے عدہ کا علم حاصل ہوتا ہی اور داخل عدہ نہین ہی) اور اگر کنیز کو باوجود سن حیض کے خون حیض نہ آتا ہو تو اوسکا عدہ پینتالیس روز ہونگے خواہ اوسکا شوہر حر ہو یا غلام اور اگر کنیز کو آزاد ہونے کے بعد طلاق دیجائے تو اوسکا عدہ زن حرہ کے مثل ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکو طلاق رجعی دیجاوے پھر وہ اثنائے عدہ مین آزاد ہوجائے تو اوسپر زن حرہ کے عدہ کا کامل کرنا لازم ہوگا اور اگر طلاق بائن کے بعد آزاد ہوجائے تو اوسکو فقط عدۂ کنیز کا تمام کرنا لازم ہوگا اور زوجۂ حرہ کا عدۂ طلاق اور وفات حرۂ مسلمہ کے مثل ہی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اوسپر عدۂ کنیز لازم ہوگا اور یہ روایت شاذ ہی اور جبکہ شوہر کنیز مرجائے تو اوسکا عدۂ وفات دو مہینے پانچ دن ہوگا بشرطیکہ حاملہ نہو والا مدت مذکورہ اور وضع حمل مین جو زمانہ زائد ہوگا وہی مدت عدہ قرار پائیگی اور اگر کنیز اپنے آقا کے لیے ام ولد ہو تو اوسکا عدۂ وفات چار مہینے دس روز ہوگا اور اگر ام ولد کا شوہر اوسکو طلاق رجعی دیکر اثنائے عدہ مین وفات پائے تو اوسپر از سر نو زن حرہ کا عدۂ وفات (چار مہینے دس روز) لازم ہوگا اور اگر اپنے آقا کی ام ولد نہوگی تو اوسپر کنیز کا عدۂ وفات (دو مہینے پانچ دن) از سر نو لازم ہوگا اور اگر ام ولد کو اوسکا شوہر طلاق بائن دے تو فقط عدۂ طلاق کو تمام کریگی اور اگر کوئی کنیز اپنے شوہر کی وفات کے بعد آزاد ہوجائے تو زن حرہ کے عدۂ وفات کو تمام کریگی تاکہ جانب حریت کو غلبہ و ترجیح رہے اور اگر کسی کنیز سے اوسکا آقا وطی کرتا ہو بعد ازان اوسکی تدبیر (مملوک کے آزاد کرنیکی وصیت کرنا)

کرے تو اوسکی وفات کے بعد کنیز مذکورہ پر چار مہینے دس روز کے ساتھ عدّہ رکھنا واجب ہوگا اور اگر
کنیز کو اوسکے آقا نے اپنی حیات مین آزاد کر دیا ہو تو تین قرو (تین طہر کے ساتھ عدّہ رکھیگی اور جس کنیز کا استبرا
اوسکے بوجہ بیع مملوک ہونے مین واجب ہی اوسی کا استبرا علاوہ بیع کے باقی اسباب تملک مین بھی لازم ہی جیسے
اوسکا بذریعہ غنیمت یا صلح یا میراث وغیرہ مملوک ہونا اور جس کنیز کا استبرا بیع مین ساقط ہی اوسکا باقی
اسباب تملک مین بھی ساقط ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو خرید کرے تو اوسکا نکاح باطل ہوگا اسلیے کہ
استباحت بضع مین اتحاد سبب ضرور ہی اور اوسکی وطی بوجہ ملک بدون استبرا حلال ہوگی اور اگر کوئی
غلام باجازت آقا کسی کنیز کو خرید کرے اور اوسکا استبرا کرے اور اوسکا آقا کنیز مذکورہ سے وطی کرنیکا
ارادہ کرے تو وہی استبرا اوسکے حق مین کافی ہوگا اور جبکہ کوئی انسان اپنی کنیز سے کتابت کرے تو اوسپر
کنیز مذکورہ سے زمان کتابت مین وطی کرنا حرام ہوجائیگا پس اگر کسیوجہ سے اوسکی کتابت فسخ ہوجائے
(مثلاً کنیز مذکورہ ادائے مال پر قادر نہو) تو آقا پر اوسکی وطی بدون استبرا حلال ہوجائیگی اور اسیطرح
اگر کنیز یا اوسکا آقا مرتد ہوجائے اور پھر اسلام کیطرف عود کرے تب بھی اوسکا استبرا واجب نہوگا اور
اگر کنیز پر بعد دخول طلاق واقع ہو تو آقا پر قبل انقضائے عدّہ اوس سے وطی کرنا جائز نہوگا اور عدّہ کے
بعد وجوب استبرا ساقط ہوگا اسلیے کہ استبرا سے جو غرض تھی وہ عدّہ سے حاصل ہوگئی اور اگر کوئی شخص
کسی کافرہ حربیّہ کو خرید کرے اور اوسکا استبرا کرے بعدازین وہ عورت اسلام لے آئے تو اوسپر دوسرا
استبرا واجب نہوگا بلکہ پہلا ہی استبرا کافی ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکو خرید کرے اور احرام حج کی حالت
مین اوسکا استبرا کرے تو وقت احلال (احرام کھولنا) اوسکی وطی کے حلال ہونے مین وہی استبرا
کافی ہوگا **ساتوین فصل** لواحق کے بیان مین اور اسمین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص
طلاق رجعی واقع کرے تو اوسکو زوجہ مطلقہ کا اپنے مکان سے خارج کرنا جائز نہوگا تاوقتیکہ وہ کسی
فاحشہ کی مرتکب نہو اور فاحشہ سے وہ فعل مراد ہی جسکی وجہ سے اوسپر حد کا جاری کرنا واجب ہو

پس ایسی صورت مین زنِ مذکورہ اقامت حد کے لیے خارج کیجائیگی اور اوسنا ئے فعلِ حبکی وجہ سے زنِ مذکورہ کا خارج کرنا جائز ہوتا ہے یہ ہے کہ شوہر کے اہل وعیال کو اذیت پہونچائے اور زنِ مذکورہ پر بدون ضرورت شوہر کے مکان سے خارج ہونا حرام ہے اور بحالت ضرورت مین نصف شب کے بعد خارج ہونا اور قبل فجر واپس آنا جائز ہے اور اوسکو حج مندوب (سنتی) مین بدون اذن شوہر اوسکے مکان سے خارج ہونا جائز نہین ہے ہان حج واجب مین خارج ہوسکتی ہے اگرچہ اوسکا شوہر اجازت نہ دے اور اسیطرح ہر ایسی ضرورت مین خارج ہوسکتی ہے جس مین بدون خروج کوئی چارہ نہو اور عورت کو عدّہ بائنہ مین خارج ہونا جائز ہے پس جہان چاہے جاسکتی ہے دوسرا مسئلہ مطلّقہ رجعیہ کا نفقہ اور کسوت اور مسکن یومًا فیومًا تا انقضائے عدّہ مطلّق پر لازم ہے خواہ زنِ مطلّقہ مسلمہ ہو یا ذمیّہ لیکن اگر مطلّقہ رجعیہ کنیز ہو اور اوسکا آقا شب و روز اوسکو خانۂ شوہر مین بھیجتا ہے تو مطلّقہ پر اوسکا نفقہ اور سکنی بھی واجب ہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین تمکین تام حاصل ہے جو لزوم نفقہ مین شرط ہے اور اگر آقائے کنیز اوسکو شب یا روز مین خانۂ شوہر پر جانے سے ممانعت کرے تو نفقہ واجب نہوگا کیونکہ اس صورت مین تمکین تام حاصل نہین ہے اور مطلّقہ بائنہ کو نفقہ و سکنی کا استحقاق نہین ہے لیکن اگر زنِ مذکورہ حاملہ ہو تو تا وضع حمل اوسکا نفقہ اور سکنی مطلّق پر واجب ہوگا اور وطی بالشبہ سے عدّہ ثابت ہوتا ہے اور اگر زنِ مذکورہ حاملہ ہو تو آیا اوسکا نفقہ بھی ثابت ہوگا یا نہین شیخ رح نے فرمایا ہے کہ ثابت ہوگا اور اسمین اشکال ہے جسکا منشاء یہ ہے کہ ثبوت نفقہ فقط مطلّقہ حاملہ سے مختص ہے اور اوسکے علاوہ اور کسی بائنہ کو اوسکا استحقاق نہین ہے اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین جو سکنائے مطلّقہ سے متعلّق ہین **اوّل** اگر مسکن مطلّقہ (وہ مکان جس مین زنِ مطلّقہ سکونت کرتی ہے) منہدم ہوجائے یا شوہر نے اوسکو بعاریت یا باجارہ لیا ہے اور اوسکی مدت منقضی ہوجائے تو شوہر کو مطلّقہ کا مکان مذکور سے خارج کرنا اور مطلّقہ کو اوس سے ازخود خارج ہونا جائز ہوگا اسلیے کہ درصورت مذکورہ اوسمین بوجہ کا ساکن کرنا جائز نہین ہے اور اگر

وان لم یاذن فیما انقضاء العدة ولا وصلة لها الا بالخروج
وتخرج فی العدة البائنة
این شاءت الثانیة
نفقة الرجعیة (ای نفقة)
فی زمان العدة وکسوتها
ومسکنها یوما فیوما
مسلمة کانت او ذمیة
اما الامة فان ارسلها
مولاها لیلا او نهارا
فلها النفقة والسکنی
لوجوب التمکین التام
ولو منعها لعدم التمکین
فلا نفقة للبائن ولا
سکنی الا ان تکون حاملا
فلها النفقة والسکنی
تعم قد تثبت العدة مع الوطی بالشبهة ولو کانت
تثبت النفقة لو کانت
حاملا قال الشیخ نعم
وفیه اشکال بنشاء
من توهم اختصاص
النفقة بالمطلقة الحامل

فروع فی سکنی المطلقة الاول المسکن لو انهدم او کان مستعارا او مستاجرا فانقضت المدة جاز له اخراجها

کوئی شخص اپنی زوجہ کو ایسے مسکن مین طلاق دے جو اوسکے استحقاق سے کم ہو تو اوسکو بعد طلاق ایسے مسکن کی طرف خروج کرنا جائز ہوگا جو اوسکے مناسب حال ہو اور اسمین تردد ہی **دوم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے بعد ازان مکان کو فروخت کرے پس اگر زنِ مذکورہ پر اقرار (اظہار) کے ساتھ عدّہ رکھنا واجب ہو تو وہ بیع صحیح نہو گی اسلیے کہ ایسی عورت کو سکنائے غیر معلومہ کا استحقاق ہی پس جہالت متحقق ہوگی اور اگر اوسپر مہینون کے ساتھ عدّہ رکھنا واجب ہو تو بیع صحیح ہو گی اسلیے کہ اس صورت مین جہالت مرتفع ہو جاتی ہی **سوم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے بعد ازان حاکم شرع اوسپر حکم حجر (مال مین تصرّف کرنے کی ممانعت) جاری کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ زنِ مذکورہ حق سکنی مین غرماء (قرضخواہان) شوہر پر مقدّم رکھی جائیگی اسلیے کہ اوسکا حق سکونت حقّ غرماء سے قبل متعلق ہو چکا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ زنِ مذکورہ کو جس قسم کے مسکن کا استحقاق ہوگا اوسکی اجرة المثل کے ساتھ حصّہ رسد شریک غرماء کیجائیگی اور قول اوّل اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی لکن اگر مطلّق سے حکم حجر متعلق ہو جائے اور اوسکے بعد طلاق دے تو مطلقہ بھی باقی غرماء کی تابع اور شریک ہو گی اسلیے کہ اس صورت مین اوسکو دیگر غرماء پر کوئی مزیت و ترجیح نہین ہی **چہارم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کسی دوسرے شخص کے مسکن مین طلاق دے تو مطلقہ کا حق سکنی مطلّق کے ذمہ لازم ہوگا پس اگر مطلّق محجور علیہ ہوگا تو زنِ مذکورہ اپنے سکنی کی اجرة المثل کے ساتھ باقی غرماء کی شریک ہوگی پس اگر اوسکا عدّہ مہینون کے حساب سے ہوگا تو اوسکی مقدار معلوم ہوگی اور اگر اقرار (اظہار) یا وضع حمل کے ساتھ ہوگا تو اقل حمل یا اقل اقرار کے سکنی کی جو اجرة المثل ہو گی وہ اوسکے ساتھ شریک غرماء کیجائیگی پس اگر اتفاقاً مدتِ معیّنہ ہی مین عدّہ منقضی ہو جائے فبہا و الّا قدر زائد کی اجرة المثل کا غرماء مطلّق سے یا حکم حجر برطرف ہونے کے بعد خود مطلّق سے مطالبہ کریگی اور اگر اقل مدت سے قبل اوسکا حمل ساقط ہو جائے تو مطلّق کو زنِ مطلقہ سے قدر تفاوت کا واپس لینا جائز ہوگا **پنجم** اگر مطلّق مر جائے اور مسکن کے کئی شخص وارث ہون اور وہ مسکن بقدر سکنائے مطلقہ ہو تو ورثہ کو بدون اوسکی رضا کے

انقضاءِ عدہ کے قبل مسکن مذکور کا تقسیم کرنا صحیح نہو گا اسلیے کہ اوسکو مسکن مذکور مین اسی حالت (غیر مقسوم) پر استحقاق سکنیٰ حاصل ہوا تھا لیکن ہمارے نزدیک مطلقہ کو تاوقتیکہ حاملہ نہو وفات مطلق کے بعد استحقاق سکنیٰ کا حاصل نہونا وجہ قوی رکھتا ہے **ششم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو دوسرے مکان مین منتقل ہونے پر مامور کرے اور وہ اپنے عیال و اسباب کو منتقل کر دے بعد ازان اوسپر مکان اول ہی مین طلاق واقع ہو تو اوسی مین عدہ رکھیگی (اور دوسرے مکان مین نہ رکھیگی اسلیے کہ وہ ابھی منتقل نہین ہوئی) اور اگر خود دوسرے مکان مین منتقل ہو جائے اور اوسکے عیال و اسباب پہلے ہی مکان مین باقی رہین اور پھر اوسپر طلاق واقع ہو تو دوسرے مکان مین عدہ رکھیگی اور اول مین نہ رکھیگی اسلیے کہ وہ اوس سے منتقل ہو چکی) اور اگر دوسرے مکان مین منتقل ہونے کے بعد نقل متاع وغیرہ کی غرض سے پھر مکان اول مین عود کرے اور طلاق واقع ہو تو دوسرے مکان مین عدہ رکھیگی اسلیے کہ وہ اوسکی منزل ہو چکی اور اگر پہلے مکان سے خارج ہونیکے بعد اور دوسرے مکان مین پہونچنے سے قبل طلاق واقع ہو تب بھی دوسرے ہی مکان مین عدہ رکھیگی اسلیے کہ وہ اوسمین منتقل ہونے پر مامور ہے **ہفتم** زن بدویہ (صحرا نشین) اوسی منزل مین عدہ رکھیگی جسمین کہ اوسپر طلاق واقع ہوئی ہے پس اگر اوس صحرا سے باقی لوگ کوچ کرین تو وہ بھی (خیمہ ۱۲) اونکے ہمراہ کوچ کریگی تاکہ ضرر تنہائی سے محفوظ رہے اور اگر اوسکے اہل و عیال صحرا ہی مین مقیم رہین تو اونکے ہمراہ وہ بھی مقیم رہیگی تاوقتیکہ وہان کے مقیم رہنے مین خوف غالب نہو اور اگر اوسکے اہل و عیال بھی کوچ کرین اور ایسے لوگ باقی رہین جو دفع ضرر پر قدرت رکھتے ہون تب بھی وہان سے علی الاشبہ اوسکو انتقال کرنا صحیح و جائز ہوگا تاکہ تنہائی کے ضرر وحشت سے محفوظ رہے **ہشتم** اگر کوئی شخص کشتی مین طلاق دے پس اگر وہ کشتی زن مطلقہ کا مسکن نہو (یعنے مسافر ہو) تو مطلق کو اوسکے لیے اپنی رائے سے کسی مسکن کے مقرر کر دینے کا اختیار رہیگا اور اگر زن مطلقہ کا مسکن ہو (مثلاً اوسکا شوہر ملاح ہو) تو اوسی مین عدہ رکھیگی **نہم** اگر عورت اپنے مکان مین سکونت کرے اور شوہر سے مسکن کا مطالبہ نکرے تو اس صورت مین زن

مذکورہ کو شوہر سے اجرۃ مسکن کا مطالبہ صحیح نہوگا اسلیے کہ بظاہر اوسنے اجرۃ مسکن مین تبرّع (احسان) کی تھی اور اسیطرح اگر کوئی عورت کسی مسکن کو باجارہ لے اور اوسی مین سکونت کرے تب بھی اوسکو شوہر سے اجرۃ مسکن کا مطالبہ صحیح نہوگا اسلیے کہ عورت کا حق سکنی اوسی مقام سے متعلق ہوتا ہی جس مقام پر کہ شوہر اوسکو ساکن کرے اور اوس مقام سے متعلق نہین ہوتا جسکو کہ وہ خود اختیار کرے **تیسرا مسئلہ**

زن متوفی عنہا زوجہا (وہ عورت جسکے شوہر نے وفات پائی ہو) کو نفقہ پانے کا استحقاق نہین ہی اگرچہ حاملہ ہووے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ زن مذکورہ پر نصیب حمل سے انفاق کیا جائیگا اور اس روایت مین بعد ہی اور اوسکو شب باش ہونے مین اختیار ہی جہان چاہے بسر کرے **چوتھا مسئلہ**

اگر کوئی عورت عدّہ مین عقد کرے تو صحیح نہوگا اور شوہر اول کا عدّہ منقطع نہوگا پس اگر شوہر ثانی سے دخول واقع نہوگا تو عدّہ اوّل پر باقی رہیگی اور اگر شوہر ثانی باوجود علم حرمت کے وطی کرے تب بھی یہی حکم ہوگا (یعنے عدّہ اوّل مین باقی رہیگی اسلیے کہ اس صورت مین دوسرا شوہر زانی ہی جسکا عدّہ نہین ہی) خواہ حاملہ ہو جائے یا نہو اور اگر شوہر ثانی جاہل بتحریم ہو اور اوس سے وطی کرے اور زن مذکورہ حاملہ نہو تو شوہر اول کا عدّہ تمام کریگی اسلیے کہ اوسکا تعلق قبل سے ہو چکا ہی اور اوسکے گذر جانے کے بعد علی اشہر الروایتین (دو قسم کی روایتون مین سے اوس روایت کی بنا پر جو مشہور تر ہی) شوہر ثانی کا عدّہ از سر نو رکھیگی اور اگر زن مذکورہ حاملہ ہو اور بعض امارات اوس حمل کے شوہر اول سے ہونے پر دلالت کرتے ہون تو بوضع حمل شوہر اول کا عدّہ تمام کریگی اور بعد وضع تین قرء کے ساتھ شوہر ثانی کا عدّہ رکھیگی اور اگر بعض امارات اوس حمل کے شوہر ثانی سے ہونے پر دلالت کرتے ہون تو بوضع حمل اوسکا عدّہ تمام کریگی اور بعد وضع شوہر اول کا عدّہ پورا کریگی اور اگر بعض امارات سے اوس حمل کا اون دونون سے منتفی ہونا ثابت ہو جائے تو وضع حمل کے بعد شوہر اول کے عدّہ کو تمام کریگی اور بعد ازان از سر نو شوہر ثانی کا عدّہ رکھیگی اور اگر اوس حمل کا ان دونون سے ہونا محتمل ہو

المسألة الثالثة لا نفقة للمتوفى عنها زوجها ولو كانت حاملا وروي انه ينفق عليها من نصيب الحمل وفي الرواية ضعف ولها ان تبيت حيث شاءت

المسألة الرابعة لو تزوجت في العدة لم يصح ولم تنقطع عدة الاول فان لم يدخل الثاني [illegible]

تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور وضع حمل اوس شخص کا عدہ قرار پائیگا
جس سے کہ وہ ملحق ہوا اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ زن مذکورہ وطی بالشبہ کیوجہ سے فراش ثانی ہی پس
حمل مذکور اوسی سے ملحق ہونا چاہیے **پانچوان مسئلہ** شخص حاضر کی زوجہ وقت طلاق یا وفات سے
عدہ رکھیگی اور شخص غائب کی زوجہ طلاق مین وقت وقوع سے اور وفات مین وقت بلوغ خبر سے
عدہ رکھیگی اگرچہ کسی غیر عادل ہی نے خبر پہونچائی ہو لکن زن مذکورہ کو بدون ثبوت دوسرا عقد
کرنا صحیح نہوگا اور اسکا فائدہ یہ ہی کہ اگر اسکے بعد خبر مذکور کی صحت معلوم ہو جائے گی تو اوسی عدہ پر اکتفا
کریگی اور اگر عورت کو وقوع طلاق کا علم ہوا اور اوسکے وقت کا علم نہو تو وقت بلوغ سے عدہ
رکھیگی **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو بعد دخول طلاق دے اور اثنائے عدہ مین مراجعت (یعنے رجوع)
کرے اور پھر قبل وطی طلاق دے تو مطلقہ مذکورہ کو از سر نو عدہ رکھنا لازم ہوگا اسلیے کہ طلاق
اول بوجہ رجعت باطل ہو گئی اور اگر رجعت کے بعد زن مذکورہ سے خلع واقع کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے
اسمقام پر فرمایا ہی کہ علی الاقوی اوسپر عدہ لازم نہوگا اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ شوہر نے اوسکو ایسے
عقد مین طلاق دی ہی جسکے بعد دخول واقع ہوا ہی لکن اگر اوسکو بعد دخول طلاق دے اور اثنائے
عدہ مین اوس سے عقد کرے اور پھر قبل دخول طلاق دے تو زن مذکورہ پر عدہ لازم نہوگا اسلیے
کہ پہلا عدہ بوجہ فراش باطل ہو گیا اور عقد ثانی کے بعد دخول نہین ہوا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ
عدہ لازم ہوگا اسلیے کہ اوسنے پہلے عدہ کو کامل نہین کیا تھا اور قول اول اشبہ ہی **ساتوان مسئلہ**
وطی بالشبہ مین حد زنا ساقط اور عدہ واجب ہوتا ہی اور اگر زن موطوئہ عالم تحریم اور واطی
(دخول کرنیوالا) جاہل تحریم ہو تو واطی سے نسب ملحق ہوگا اور زن مذکورہ پر اوسکے لیے عدہ رکھنا
لازم ہوگا اور اوسپر حد جاری کیجائیگی اور مہر کے پانے کی مستحق نہوگی اور اگر زن موطوئہ کنیز ہو تو
اوسکی اولاد واطی سے ملحق ہوگی اور اوسپر مہر کنیز اور حمل کی قیمت آقائے کنیز کے حوالہ کرنی لازم ہوگی

جو اوسکے زندہ پیدا ہونے کے وقت متحقق ہوگی اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ مہر کنیز کا دینا لازم نہوگا بلکہ
اوسکی قیمت کا دسوان حصہ اگر باکرہ ہو اور بیسوان حصہ اگر ثیبہ ہو آقائے کنیز کے حوالہ کرنا لازم ہوگا
اور یہی مضمون روایت مین بھی وارد ہوا ہی **آٹھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق
بائن دے اور پھر اوس سے وطی بالشبہ واقع کرے تو بعض علمائے فرمایا ہی کہ دونون عدے (عدۂ طلاق
اور عدۂ وطی بالشبہ) متداخل ہو جائینگی (یعنے اقل عدہ تحت اکثر مین داخل ہوگا) اسلیے کہ وہ
دونون ایک ہی شخص کے لیے ہین اور یہ قول خوب ہی خواہ زن مذکورہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ **نوان مسئلہ**
جبکہ زن مطلقہ سے عدۂ رجعیہ مین وطی بالشبہ واقع ہوا اور واطی ثانی سے حاملہ ہو جائے تو بوضع
حمل دوسرے کا عدہ رکھیگی اور وضع حمل کے بعد پہلے شوہر کا عدہ کامل کریگی اور شوہر اول کو اس عدہ
مین رجوع کرنیکا اختیار رہوگا اور اوسکو زمان حمل مین رجوع کرنا صحیح نہوگا **کتاب الخلع** (شوہر کا
اپنی زوجہ کو بعوض مخصوص جدا کرنا جبکہ فقط زوجہ کراہت رکھتی ہو) **والمبارات** (شوہر کا زوجہ
کو بعوض مخصوص جدا کرنا جبکہ زن وشوہر دونون کراہت رکھتے ہون) اور اس مین دو مطلب ہین
پہلا مطلب خلع کے بیان مین اور اسمین چار بحثین ہین **بحث اول** صیغۂ خلع کے بیان مین پس اوسکا
صیغہ خالعتك علی کذا (مین نے تجھکو فلان عوض کے مقابل جدا کیا) یا فلانۃ مختلعۃ علی
کذا (فلان زوجہ بعوض فلان مال مختلعہ ہی) ہی اور آیا وقوع خلع مین شوہر کی جانب سے فقط صیغۂ مذکورہ
کا صادر ہونا کافی ہی یا نہین (بلکہ اوسکے بعد صیغۂ طلاق کا مذکور ہونا بھی ضرور ہوگا) پس روایت مین وارد ہوا ہی
کہ ہان کافی ہی اور شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسوقت تک کافی نہوگا جبتک کہ صیغۂ مذکورہ کے
بعد کوئی ایسا لفظ مذکور نہو جو طلاق پر دلالت کرتا ہو (مثلاً صیغۂ خلع کے بعد فانت طالق یا
فہی طالق کا واقع کرنا بھی لازم ہوگا پس شیخ علیہ الرحمہ کے نزدیک مجموع صیغہ خالعتك فانت طالق
یا فلانۃ مختلعۃ فہی طالق قرار پائیگا) اور خلع مین فقط فادیتك (مین نے تجھسے فدیۂ خلاصی کو قبول کیا)

ويسقط حقها ومهر الامة وقيل العشر ان كانت بكرا ونصف العشر ان كانت ثيبا وهو المروي **الثامنة** اذا طلقها بائنا ثم وطئها لشبهة قيل تتداخل العدتان لانهما لواحد وهو حسن حاملا كانت او حائلا **التاسعة** اذا نكحت في العدة الرجعية وحملت من الثاني اعتدت بالوضع من الثاني واكملت عدة الاول بعد الوضع وكان للاول الرجوع في تلك العدة دون زمان الحمل

كتاب الخلع والمباراة والنظر في الصيغة والفدية والشرائط والاحكام **اما الصيغة** فان يقول خلعتك على كذا او فلانة مختلعة على كذا وهل يقع بمجرده المروي نعم وقال الشيخ لا يقع حتى يتبعه بالطلاق ولم يقع بفاديتك مجردة

یا فاسختک (مین نے تیرے نکاح کو فسخ کیا) یا ابنتک (مین نے تجھکو جدا کیا) یا ابتتک (مین نے تجھسے قطع تعلق کیا) بدون لفظ طلاق کافی نہوگا اور اسیطرح وقوع خلع مین تقابل (زن وشوہر کا اپنی رضا سے عقد نکاح کو فسخ کرنا) بھی کافی نہین ہے اور جبکہ وقوع خلع مین فقط صیغۂ خلع کی کفایت کے قائل ہون تو آیا یہ خلع از قبیل فسخ ہوگی یا از قبیل طلاق پس جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ داخل طلاق ہوگی اور یہی روایت مین بھی وارد ہوا ہے اور جناب شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اوسکا داخل فسخ کرنا اولی ہے اور یہ قول از قبیل تخریج (کسی حکم کا نصوص سے مستنبط کرنا جبکہ وہ بخصوصہ منصوص نہو) ہے پس جن علمائنے (جیسے شیخ الطائفہ رح) کہ اوسکو داخل فسخ کیا ہے اونھون نے اوسکو طلقات ثلثہ مین محسوب نہین کیا ہے اور جنھون نے داخل طلاق کیا ہے اونھون نے عدد طلقات مین محسوب کیا ہے اور اگر بدل فدیہ کے ساتھ صیغۂ طلاق واقع ہو تو یہ طلاق بائن ہوگی (نہ رجعی) اگرچہ لفظ خلع سے منفرد ہوا ور یہان پر چند فروع مذکور ہوتی ہین **اول** اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کسی عوض کے مقابل طالب طلاق ہو اور اوسکا شوہر صیغۂ خلع کو بدون لفظ طلاق واقع کرے تو دونون قولون کی بنا پر طلاق واقع نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کسی عوض کے مقابل طالب خلع ہو اور اوسکا شوہر طلاق کو بصیغۂ خلع واقع کرے تو جو لوگ کہ تنہا خلع کو داخل فسخ کرتے ہین اونکے نزدیک زوجہ پر بدل عوض لازم نہوگا اور جو لوگ اوسکو داخل طلاق کرتے ہین یا اوسکو طلاق کا محتاج جانتے ہین اونکے نزدیک لازم ہوگا **دوم** اگر کوئی شخص ابتداءً اپنی زوجہ سے انت طالق بالف (تجھکو بعوض ہزار درہم طلاق ہے) یا انت طالق وعلیک الف (تجھکو طلاق ہے اور تجھپر ہزار درہم لازم ہین) کہے تو طلاق رجعی صحیح ہوجاویگی اور زوجہ پر ہزار درہم کا حوالہ شوہر کرنا لازم نہوگا اگرچہ بعد ازین تبرعًا و نکا التزام بھی کرے (یعنے ہزار درہم کی شوہر کے لیے ضامن ہوجائے) اسلیے کہ یہ التزام اوس مال کی ضمانت ہوگی جو اوسپر واجب نہین ہوا اور اگر زوجہ ہزار درہم شوہر کے حوالہ کریگی تو ہبہ جدید شمار کیا جائیگا اور اونکے حوالہ کرنے سے مطلقہ مذکورہ بائنہ ہوجائیگی **سوم** جبکہ کوئی عورت اپنے شوہر سے طلقنی بالف (تو مجھکو ہزار درہم کے عوض مین طلاق دے) کہے تو

جواب کے فوری ہونے کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر جواب مین تاخیر واقع ہوگی تو شوہر کو عوض کے پانیکا استحقاق نہوگا اور طلاق رجعی ہوجاویگی **بحث دوم** فدیہ کے بیان مین پس جس مال کا کہ نکاح مین مہر ہونا صحیح ہی اوسکا خلع مین فدیہ ہونا بھی صحیح ہی اور اوسکی کوئی مقدار معیّن نہین ہی پس مقدار فدیہ کا اوس مال سے زائد ہونا بھی جائز ہی جو زوجہ کو جانب شوہر سے بذریعۂ مہر وغیرہ حاصل ہوا ہی اور جبکہ مال فدیہ غائب ہو تو اوسکی جنس اور وصف اور مقدار کا مذکور ہونا ضرور ہی اور حاضر مین فقط مشاہدہ کافی ہی اور عدم تعیین کیصورت مین اطلاق فدیہ بلد کے نقد غالب کیطرف منصرف ہوگا اور صورت تعیین مین وہی مال مراد ہوگا جسکی کہ تعیین کی گئی ہو اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو ہزار درہم کے عوض خلع دے اور اپنی مراد کا ذکر نکرے یا قصد ہی نکرے تو خلع فاسد ہوگی اور اگر مال فدیہ اون اشیاء مین سے مقرر کیا جائے جنکا شخص مسلم مالک نہین ہو سکتا جیسے شراب تو خلع فاسد ہوگی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ طلاق رجعی ہوجائیگی اور یہ قول حق (صحیح) ہی اگر بعد ازان لفظ طلاق بھی مذکور ہوا ہو والّا بطلان خلع حق (زیادہ صحیح) ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو بعوض سرکہ خلع دے بعد ازان اوسکا شراب ہونا ظاہر ہو تو خلع صحیح ہوگی اور شوہر کو بقدر شراب سرکہ کا استحقاق ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو حمل چوپایہ یا حمل کنیز کے عوض مین خلع دے تو صحیح نہوگی اور فدیہ کا بذل کرنا زوجہ یا اوسکے وکیل کیطرف سے صحیح ہی اور اسیطرح اوس شخص کیطرف سے بھی صحیح ہی جو زوجہ کی اجازت سے ضامن فدیہ ہوا ہو اور آیا کسی شخص متبرّع کیطرف سے بھی بذل فدیہ صحیح ہی یا نہین اسمین تردد ہی اور عدم صحت اشبہ اور موافق اصول و قواعد ہی لکن اگر کوئی شخص کسی شخص سے کہے طلّقها علی الفٍ من مالها وعلیّ ضمانها (تو اپنی زوجہ کو اوسکے مال مین سے ہزار درہم کے مقابل طلاق دے اور مین اوسکا ضامن ہون) یا کہے طلّقها علی عبدها هذا وعلیّ ضمانه (تو اپنی زوجہ کو اوسکے فلان غلام کے مقابل طلاق دے اور مین اوسکا ضامن ہون) تو صحیح ہوگا پس اگر زن مذکورہ دفع بذل پر

رضی نہوگی تو خلع صحیح ہوگی اور مال فدیہ کا شخص متبرع ضامن ہوگا اور اسمین تردد ہوا اور اگر کوئی عورت
مرض الموت مین شوہر سے بعوض فدیہ طالب خلع ہو تو صحیح ہوگا اگرچہ مقدار فدیہ اوسکے ثلث متروکہ
سے زائد بھی ہو پس فدیہ کی مقدار اوسکے اصل متروکہ سے خارج کیجایگی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر
مقدار فدیہ مہر المثل سے زائد ہو تو بقدر مہر المثل اصل متروکہ سے اور بقدر زیادتی ثلث متروکہ
سے خارج ہوگی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہوا اور اگر فدیہ خلع مولود شوہر کا رضاع
(دودھ پلانا) قرار پائے تو صحیح ہوگا لیکن مدت رضاع کا معین کرنا اوسکی صحت مین شرط ہوگا اور اسیطرح
اگر فدیۂ طلاق مولود شوہر کا نفقہ قرار پائے تب بھی صحیح ہوگا اور نفقہ کی مدت اور اوس مقدار کا
معین کرنا اوسکی صحت مین شرط ہوگا جسکی طرف اوسکو ماکول اور مشروب اور کسوت وغیرہ مین سے
احتیاج ہوگی اور اگر مولود مذکور قبل مدت مرجائے گا تو مطلق کو باقی کا مطالبہ صحیح ہوگا پس اگر
فدیۂ طلاق رضاع ولد ہوگا تو مطلق کو زن مطلقہ سے باقی مدت کی اجرۃ المثل کا مطالبہ صحیح ہوگا اور
اگر انفاق ولد ہوگا تو باقی مدت کے اوس نفقہ کے مثل یا قیمت کا مطالبہ کریگا جسکی طرف اوسکو مدت
مذکورہ مین احتیاج ہوتی ہو اور اس صورت مین مطلقہ پر اوسکا ایک ہی دفعہ مطلق کے حوالہ کرنا واجب
نہوگا بلکہ اوسیطرح بتدریج ادا کریگی جسطرح بقائے ولد کیصورت مین مطلق کو اوس سے مطالبہ کرنیکا استحقاق
ہوتا اور اگر طلاق کا عوض مطلق کے قبضہ پانے سے قبل تلف ہو جائے تو اوسکا استحقاق باطل
نہوگا اور مطلقہ پر اوسکے مثل کا حوالہ مطلق کرنا لازم ہوگا اور اگر مثلی نہوگا تو اوسکی قیمت کا حوالہ کرنا
لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ پر ایسے عوض کے مقابل خلع واقع کرے جسکا ضبط اوصاف
کے ساتھ کیا گیا ہو بعد ازان اوسکی زوجہ کچھ مال شوہر کے حوالہ کرے پس اگر شوہر اوس مال کو وصف مشروط
کے موافق پائے فبہا ورنہ اوسکو مال مذکور کے واپس کرنے اور عوض موصوف کے مطالبہ کرنے کا اختیار
حاصل ہوگا اور اگر عوض خلع معین ہو بعد ازان اوسکا معیوب ہونا ظاہر ہو تو شوہر کو اوسکے

ولو بذل له الخلع وضمن المتبرع في وجه تردد ولو خالعت في مرض الموت صح وان بذلت اكثر من الثلث وكان من الاصل وفيه قولان ان الزائد عن مهر المثل من الثلث وهو اشبه ولو كان الفدية رضاع ولده صح مشروطا بتعيين المدة وكذا لو طلقها على نفقته بشرط تعيين القدر الذي يحتاج اليه من الماكول والمشروب والكسوة والمدة ولو مات قبل المدة كان للمطلق استيفاء ما بقي فان كان رضاعا رجع باجرة مثله وان كان انفاقا رجع بمثل ما كان يحتاج اليه في تلك المدة مثلا او قيمة ولا يجب عليها دفعة بل دررا كما كان في المدة كما يستحق عليها ولو تلف العوض قبل القبض لم يبطل استحقاقه ولزمها مثله او قيمته ان لم يكن مثليا ولو خالعها على عوض موصوف فان وجد على الوصف والا رده وطالب بما وصف ولو كان معينا فبان معيبا

واپس کرنے اور اوسکے مثل یا قیمت کے مطالبہ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اوسکو مال مذکور کے روک لینے اور ارش (مقدار تفاوت بین المعیب والصحیح) کے مطالبہ کرنیکا بھی اختیار ہوگا اور اسیطرح اگر کسی مملوک پر اوسکے حبشی ہونے کی بنا پر خلع واقع ہو بعد ازان اوسکا زنجی ہونا ظاہر ہو یا کسی کپڑے پر اوسکے نقی اللون (صاف رنگ) ہونے کی بنا پر خلع واقع ہو بعد ازان اوسکا اسمر (گندم گون) ہونا ظاہر ہو تب بھی یہی حکم ہوگا لکن اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کسی کپڑے پر اوسکے ابریشم ہونیکی بنا پر خلع دے بعد ازان اوسکا کتان ہونا ثابت ہو تو خلع صحیح ہوگی اور شوہر کو زوجہ سے قیمت ابریشم کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اوسکو کتان کے روک لینیکا اختیار نہوگا اسلیے کہ اون دونون کی جنس مختلف ہی اور اگر کوئی عورت ہزار درہم اپنے شوہر کے حوالہ کرے اور بعد ازان کہے طلقنی بھا متی شئت (تو مجھکو ان ہزار درہمون کے عوض جب چاہے طلاق دے) تو بدل مذکور صحیح نہوگا اور اگر صورت مذکورہ مین شوہر اوسکو طلاق دیگا تو طلاق رجعی ہوگی اور ہزار درہم عورت کی ملک ہونگے اور اگر کوئی شخص دو یا زائد ازواج کو ایک ہی فدیہ پر خلع دے تو صحیح ہوگی اور مقدار فدیہ اون مین مساوی قرار دیجاویگی اور اگر دو عورتین اپنے شوہر سے کہین طلقنا بالف (ہم دونون کو ہزار درہم کے عوض طلاق دے) پس شوہر اون دونون مین سے ایک کو طلاق دے تو اوسکو نصف عوض کا استحقاق ہوگا اور اگر اسکے بعد دوسری زوجہ کو بھی طلاق دیگا تو رجعی ہوگی اور شوہر کو عوض کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ مقتضائے استدعا تعجیل جواب ہی جو صورت مذکورہ مین مفقود ہی کیونکہ یہان پر جواب استدعا مین تاخیر واقع ہوئی ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کسی عین مال پر خلع دے بعد ازان اوسکا ملک غیر ہونا ظاہر ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ خلع باطل ہوگی اور اکثر قائل ہین کہ خلع صحیح ہوگی اور شوہر کو زوجہ سے قیمت فدیہ کا مطالبہ صحیح ہوگا اگر قیمی ہو اور اگر مثلی ہو تو اوسکے مثل کا مطالبہ صحیح ہوگا تو خوب ہو اور بدل فدیہ کنیز کیطرف سے بھی صحیح ہی پس اگر آقا اوسکو بدل فدیہ کی اجازت دے تو یہ اطلاق مہر مثل کے ساتھ فدیہ دینے کیطرف منصرف ہوگا اور اگر صورت مذکورہ مین مہر مثل پر زیادتی کریگی تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ خلع صحیح ہوگی لکن زیادتی کنیز کے ذمہ لازم ہوگی جو اوس سے بعد عتق (آزاد ہونا) و یسار (خوشحالی) وصول کیجائیگی اور اگر بدون اجازت آقا بدل کریگی تو اوسکے عتق و یسار کے بعد

کل فدیہ کا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر کوئی کنیز اپنے آقا کے کسی عین مال کو بعوض فدیہ حوالہ شوہر کرے اور اوسکا آقا اجازت دے تو خلع اور بدل دونون صحیح ہونگے اور اگر اجازت نہ دیگا تو فقط خلع صحیح ہوگی اور بدل باطل ہوگا اور کنیز پر اوسکا مثل یا قیمت لازم ہوگی جسکا مطالبہ اوسکے عتق ویسار کے بعد کیا جائیگا اور مکاتبہ مطلقہ (وہ کنیز جسکے آزاد ہونے کو آقا نے تا مدت معلومہ کسی عوض پر معلق کیا ہو اور صورت عجز مین اوسکی رقیت کیطرف عود کرنے کو شرط نکیا ہو) کا بدل فدیہ کرنا صحیح ہے اور آقا کو اوس سے تعرض کرنا جائز نہوگا لکن مکاتبہ مشروطہ (وہ کنیز جسکے آزاد ہونے کو کسی عوض پر معلق کیا ہو اور صورت عجز مین اوسکے رقیت کیطرف عود کرنے کو شرط کرلیا ہو) کو بدل فدیہ کرنا جائز نہین ہے اسلیے کہ وہ مملوک قن (وہ مملوک جسکا کوئی حصہ آزاد نہو) کا حکم رکھتی ہے **بحث سوم** شرائط خلع کے بیان مین پس خالع (خلع دینے والا) مین چار شرطون کا اعتبار ضرور ہے **اوّل** بالغ ہونا **دوم** کامل العقل ہونا **سوم** صاحب اختیار ہونا **چہارم** صاحب ارادہ ہونا پس صغیر اور مجنون (مطبق ہو یا ادواری) اور مکرہ (جو مجبور کیا گیا ہو) اور صاحب نشہ کی خلع واقع نہوگی اور اسیطرح اوس شخص کی خلع بھی واقع نہوگی جسکا قصد و ارادہ بوجہ غیظ وغضب مرتفع ہوجائے اور اگر ولی طفل اوسکی طرف سے بعوض فدیہ خلع واقع کرے تو صحیح ہوگی اگر خلع کے داخل فسخ ہونے کے قائل ہون اور اگر اوسکے داخل طلاق ہونے کے قائل ہون تو باطل ہوگی اسلیے کہ ولی طفل کو اوسکی طرف سے طلاق دینا صحیح نہین ہے اور زن مختلعہ (وہ عورت جسکو خلع دیجائے) کا طاہر ہونا شرط ہے باین معنی کہ جس طہر مین اوسکو خلع دیجائے اوسمین شوہر نے جماع نکیا ہو جبکہ مدخولہا اور غیر یائسہ ہو اور اوسکا شوہر اوسکے پاس حاضر ہو اور اسیطرح خلع مین زوجہ کیطرف سے کراہیت کا تحقق ہونا بھی شرط ہے اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے لَاُدخِلَنَّ علیک من تکرہ (البتہ مین تجہپر اوس عورت کو داخل کرونگی جس سے تو کراہت کریگا) تو شوہر کو

اوسکا خلع دینا واجب نہوگا بلکہ مستحب ہوگا اور اس مقام پر ایک روایت مین وجوب خلع بھی منقول
ہوا ہو اور زنِ حاملہ پر خلع کا واقع کرنا صحیح ہی جبکہ اوسنے خون کو دیکھا ہو جسطرح کہ اوسکو طلاق دینا صحیح
ہی اگرچہ قائل ہون کہ حاملہ کو خون حیض آسکتا ہی اور زنِ غیر مدخول بہا کا بھی یہی حکم ہی اگرچہ اوسکو
خون حیض آتا ہو اور زنِ یائسہ کا خلع دینا صحیح ہی اگرچہ اوس سے طہر مخالعتہ مین وطی واقع ہوئی ہو
اور عقد مین دو شاہدون کا دفعتہً حاضر ہونا شرط ہی (یعنی شاہدین کو صیغۂ عقد کا سماعت کرنا
عقد سے اس مقام پر خلع اور رہستدعائے زوجہ مراد ہو والا اسمین قبول کا اعتبار نہین ۱۲
شرط ہی اگرچہ دفعتہً حاضر نہ بھی ہون) اور اگر دونون شاہد متفرق ہونگے (دفعتہً حاضر نہونگے یعنے
صیغۂ عقد کی دفعتہً سماعت نہ کرینگے) تو خلع واقع نہوگی اور اسیطرح خلع کا مثل طلاق کے شرط سے مجرد
(خالی) کرنا بھی ضرور ہی اور اوس شخص کی خلع بھی نافذ ہوگی جو بوجہ تبذیر (فضول خرچی) یا مفلسی
محجور علیہ اور تصرف سے ممنوع ہو جسطرح کہ اوسکا طلاق دینا صحیح ہی اور اسیطرح کافر ذمی و کافر حربی
کی خلع بھی صحیح ہی اور اگر عوض خلع شراب یا خوک مقرر کیا جائے تب بھی صحیح ہوگی اور اگر زن و
شوہر دونون یا اونمین سے ایک شخص قبل قبضہ اسلام لے آئے تو عورت اوسکی اوس قیمت کی ضامن ہوگی
جو اوسکے حلال جاننے والون کے نزدیک قرار پائیگی اور جس شرط سے خالی ہونے پر صحت طلاق موقوف
ہی وہ اوس صورت مین مبطل عقد ہوتی ہی جب اوسکو نفس عقد مقتضی نہو پس اگر شوہر کہے فان رجعت
رجعت (اگر تو عوض طلاق مین رجوع کریگی تو مین طلاق مین رجوع کرونگا) تو اس شرط سے عقد باطل
نہوگا اسلیے کہ یہ مقتضائے خلع مین داخل ہی اور اسیطرح اگر عورت عوض مین رجوع کرنے کو شرط کرلے تب بھی
باطل نہوگا اسلیے کہ یہ اختیار اوسکو بدون شرط بھی حاصل ہی لکن اگر شوہر کہے خالعتک ان شئت
(مین نے تجھکو خلع دی اگر تو خواہش کرے) تو صحیح نہوگا اگرچہ عورت اوسکی خواہش بھی کرے اسلیے کہ یہ شرط
مقتضائے خلع سے نہین ہی اور اسیطرح اگر کہے خالعتک ان ضمنت لی الفا (مین نے تجھکو خلع دی
اگر تو میرے لیے ہزار درہم کی ضامن ہو) یا کہے خالعتک ان اعطیتنی الفا (مین نے تجھکو خلع دی اگر

تو مجھکو ہزار درہم عطا کرے) یا جو شروط مثل اسکے ہون تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر لفظ ان کے علاوہ اور ادوات شرط و تعلیق کا مثل متی یا مہما یا ای وقت یا ای حین وغیرہ کے استعمال کریگا تب بھی یہی حکم ہوگا **بحث چہارم** احکام خلع کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو بذل فدیہ پر مجبور کریگا تو فعل حرام کا مرتکب ہوگا لکن اگر باوجود اکراہ کے طلاق دیگا تو طلاق صحیح ہوگی اور شوہر کو اوس فدیہ کا مطالبہ صحیح نہوگا جسکے بذل پر زوجہ کو اوسنے مجبور کیا ہو اور شوہر کو رجوع کرنا صحیح ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ پر باوجود التیام اخلاق کے (یعنے درصورتیکہ زوجہ کو کراہیت نہو) خلع کو واقع کریگا تو صحیح نہوگی اسلیے کہ صحت خلع مین کراہت زوجہ شرط ہی اور شوہر فدیہ کا مالک نہوگا اور اس حالت مین اگر زوجہ کو کسی عوض کے مقابل طلاق دیگا تو اوس عوض کا مالک نہوگا اور طلاق صحیح ہوگی اور اوسکو رجوع کرنے کا اختیار حاصل ہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی عورت کسی فاحشہ (جس سے بقولے زنا اور بقولے مطلق گناہ جو موجب حد ہو اور بقولے مطلق معصیت مراد ہی اگرچہ تفسیر اول کو اکثر محققین نے اختیار کیا ہی) کی مرتکب ہو تو شوہر کو اوسپر بذل فدیہ کے لیے تضیق (تنگی) کرنا جائز ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ یہ حکم منسوخ ہی لکن اوسکا منسوخ ہونا ثابت نہین ہوا **چوتھا مسئلہ** جبکہ خلع صحیح ہوجائے تو شوہر کو رجعت کا اختیار باقی نہین رہتا ہی اور عورت کو عوض خلع مین اوسوقت تک رجوع کرنا صحیح ہی جبتک کہ وہ عدہ مین ہی اور جبکہ عورت رجوع کریگی تو شوہر کو بھی رجوع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو خلع دے اور رجعت کی شرط کرے تو یہ شرط صحیح نہوگی اسلیے کہ یہ مقتضائے خلع کے منافی ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کسی عوض کے مقابل بشرط رجعت طلاق دیگا تب بھی یہی حکم ہوگا کیونکہ یہ شرط طلاق بعوض کے منافی ہی **چھٹا مسئلہ** زن مختلعہ کو بعد خلع طلاق دینا صحیح نہین ہی اسلیے کہ طلاق ثانی مشروط بہ رجعت ہی جو صورت مذکورہ مین مفقود ہی کیونکہ عورت بعد خلع بائن ہوجاتی ہی ہان اگر عورت عوض خلع مین رجوع

خواہ خلع کو داخل طلاق کرین یا داخل فسخ ۱۲

کرے بعد ازان شوہر اوس سے رجوع کرلے تو اوسکا از سر نو طلاق دینا جائز ہوگا اسلیے کہ زن مذکورہ بعد رجعت زوجہ ہو جاتی ہے **ساتوان مسئلہ** جبکہ کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے طلقنی ثلاثا بالف (تو مجھکو ہزار درہم کے عوض مین تین طلاقین دے) بعد ازان شوہر اوسکو طلاق دے تو شیخ الطائفہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ صحیح نہوگی اسلیے کہ یہ طلاق بشرط ہے لیکن طلاق مذکور کا طلاق بعوض ہونا بوجہ نہین ہے پس لفظ مذکور (بالف) شرط مین معدود نہوگا پس اگر صورت مفروضہ مین عورت نے تین طلاقون سے اونکا واقع واقع کرنا (صیغہ طلاق کا اسطرح تین مرتبہ واقع کرنا کہ اونمین کوئی رجعت متخلل نہو) مراد لیا ہوگا تو بذل فدیہ صحیح نہوگا اگرچہ شوہر اوسپر تین طلاقون کو بطور ارسال (انت طالق ثلاثا کہنا) بھی واقع کرے اسلیے کہ شوہر نے اس صورت مین مطلوب زوجہ پر عمل نہین کیا اور بعض علمار نے فرمایا ہے کہ اس صورت مین شوہر کو ثلث فدیہ کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ ایک طلاق صحیح ہوگی لیکن اگر صورت مفروضہ مین عورت نے وہ تین طلاقین مراد لی ہونگی جن مین دو رجعتین متخلل ہون تو بذل فدیہ صحیح ہوگا پس اگر شوہر اوسکو تین طلاقین دیگا تو اوسکو ہزار درہم کا استحقاق حاصل ہوگا اور ایک طلاق دیگا تو بعض علمار نے فرمایا ہے کہ شوہر کو ہزار درہم کے ثلث کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ زوجہ نے ہزار درہم کو تین طلاقون کے مقابل مقرر کیا تھا پس وہ ہزار درہم تین طلاقون پر بالسویہ (مساوی) تقسیم کیے جائینگے (بنائرًا علیہ شوہر کو ایک طلاق کے عوض مین (۳۳۳ ⅓) کا استحقاق ہوگا جو ثلث ہزار درہم ہے) اور اسمین تردد ہے جسکا منشا یہ ہے کہ عورت نے جملہ فدیہ (ہزار درہم) کو مجموع طلقات ثلاث (تین طلاقین) کے مقابل مقرر کیا تھا پس مال فدیہ کی ہر طلاق پر تقسیم نہوگی (بنائرًا علیہ شوہر کو تنہا ایک طلاق کے عوض مین کچھ نہ ملیگا اسلیے کہ انتفائے مجموع مین انتفائے بعض اجزار کافی ہے) اور اگر کسی عورت پر دو طلاقین واقع ہوچکی ہون اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک طلاق پر باقی ہو بعد ازان شوہر سے کہے طلقنی ثلاثا بالف (تو مجھکو ہزار درہم کے مقابل تین طلاقین دے) اور وہ اوسپر ایک طلاق واقع کرے تو شوہر کو ہزار درہم کے ثلث کا استحقاق

ہوگا اور بعض علمائے نے فرمایا ہو کہ اگر عورت عالم ہوگی (یعنی اگر جانتی ہوگی کہ فقط ایک ہی طلاق باقی ہو) تو اوسکو مجموع ہزار درہم کا اور اگر جاہل ہوگی تو اوسکے ثلث کا استحقاق ہوگا اور اس قول مین بھی اشکال ہو جسکا منشار ابھی مذکور ہو چکا **آٹھوان مسئلہ** اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے طلقنی واحدۃ بالالف (تو مجھکو ہزار درہم کے مقابل ایک طلاق دے) اور شوہر اوسپر تین طلاقین ولاءً واقع کرے (مثلاً کہے انت طالق ثلثا) تو ایک طلاق صحیح ہوگی اور شوہر کو مجموع ہزار درہم کا استحقاق ہوگا اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے طلقنی واحدۃ بالالف اور شوہر اوسکے جواب مین کہے انت طالق فطالق فطالق تو اوسپر پہلے ہی صیغہ سے طلاق واقع ہو جائیگی اور باقی عبارت لغو قرار پائیگی پس اگر شوہر کہے کہ ہزار درہم کے مقابل مین نے طلاق اول واقع کی ہو تو اوسکو ہزار درہم کا استحقاق ہوگا اور یہ طلاق بائن ہوگی اور اگر کہے ہزار درہم کے مقابل مین نے طلاق دوم واقع کی ہو تو پہلی طلاق رجعی ہوگی اور طلاق دوم اور فدیہ باطل ہوگا اور اگر کہے کہ مین نے ہزار درہم کے مقابل جملہ طلاقون کو واقع کیا ہو تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہو کہ پہلی طلاق صحیح ہوگی اور شوہر کو ہزار درہم کے ثلث کا استحقاق ہوگا اور اسمین اشکال ہو اسلیے کہ صورت مذکورہ مین شوہر نے مطلوب زوجہ کو واقع کیا ہو پس اوسکو کل فدیہ کا استحقاق ہونا چاہیے **نوان مسئلہ** جبکہ کسی عورت کا باپ اوسکے شوہر سے کہے طلقہا وانت بری من صداقہا (تو اسکو طلاق دے اور تو اوسکے مہر سے بری الذمہ ہو) اور وہ طلاق دے تو طلاق رجعی ہوگی اور عورت پر شوہر کا اپنے مہر سے بری الذمہ کرنا لازم نہوگا اور اوسکا باپ ضامن مہر نہوگا **دسوان مسئلہ** جبکہ کوئی عورت کسی شخص کو اپنی خلع مین وکیل کرے اور مقدار فدیہ کو معین نکرے تو وکالت کا یہ اطلاق نقد بلد کے ساتھ مہر المثل کے عوض مین نقداً خلع کے واقع کرنے کو مقتضی ہوگا (اور وکیل کو مقدار فدیہ کا مہر مثل سے زائد مقرر کرنا صحیح نہوگا ہان مہر المثل سے کمتر کا اختیار بدرجہ اولی حاصل ہوگا) اور اسیطرح

وقیل له الالف ان کانت عالمة والثلث ان کانت جاهلة وفیه الاشکال الثامنة لو قالت طلقنی واحدة بالف فطلق ثلثا ولاءً ثبت واحدة وله الالف ولو قالت طلقنی واحدة بالالف فقال انت طالق فطالق فطالق طلقت بالاولی ولغا الباقی فان قال الالف فی مقابلة الاولی فالالف له وکانت الطلقة بائنة ولو قال فی مقابلة الثانیة کانت الاولی رجعیة وبطلت الثانیة والفدیة ولو قال فی مقابلة الکل قال الشیخ رحمه الله وقعت الاولی وله ثلث الالف وفیه اشکال من حیث انه ایقاعه ما التمسته التاسعة اذا قال ابوها طلقها وانت بری من صداقها فطلقها صح الطلاق رجعیا ولم یلزمها الابراء ولا یضمنه الاب العاشرة اذا وکلت فی خلعها مطلقا اقتضی خلعها بمهر المثل نقدا بنقد البلد وکذا ×

اگر شوہر کسی شخص کو اپنی زوجہ کی خلع مین وکیل کرے اور مقدار فدیہ کو معین نکرے تب بھی یہی حکم ہوگا (اور وکیل کو مقدار فدیہ کا مہر المثل سے کمتر مقرر کرنا صحیح نہوگا ہان مہر المثل سے زائد کا اختیار بدرجۂ اولی حاصل ہوگا) پس اگر زوجہ کا وکیل بدل فدیہ مین مہر المثل سے زیادتی کریگا تو بدل باطل ہوگا اور طلاق رجعی واقع ہوگی اور وکیل ضامن نہوگا اور اگر وکیل شوہر اوسکی زوجہ کو مہر المثل سے کم کے ساتھ خلع دیگا تو خلع باطل ہوگی اور اگر بدل مذکور کے ساتھ طلاق دیگا تو صحیح نہوگی اسلیے کہ یہ وہ فعل ہے جسکی اوسکو اجازت حاصل نہین ہے اور فصل احکام سے مسائل نزاع بھی ملحق ہین منجملہ اونکے تین مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ زن و شوہر کا مقدار فدیہ (جیسے اوسکا سو یا ہزار ہونا) مین اتفاق ہو اور جنس فدیہ (جیسے اوسکا درہم یا دینار یا گوسفند ہونا) مین اختلاف کرین تو قول زن معتبر ہوگا دوسرا مسئلہ اگر زن و شوہر کا مقدار فدیہ کے مذکور ہونے پر اتفاق ہو اور جنس معین کے مذکور ہونے پر اتفاق نہو اور جنس معین کے ارادہ کرنے مین اختلاف کرین تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ خلع باطل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ مرد پر بینہ کا قائم کرنا لازم ہوگا اور یہی قول اشبہ ہے تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے خالعتك علی الف فی ذمتك (مین نے تجھکو ان ہزار درہمون کے مقابل خلع دی ہے جو تیرے ذمہ پر ثابت ہین) اور زوجہ کہے بل فی ذمة زید (تو نے مجھکو ان ہزار درہمون کے مقابل خلع دی ہے جو زید کے ذمہ پر ثابت ہین) تو اس صورت مین شوہر پر بینہ کا قائم کرنا اور زوجہ پر حلف کرنا لازم ہوگا اور زوجہ کے حلف کرنے کے بعد عوض ساقط ہوگا اور زید پر لازم نہوگا اور زن مذکورہ اقرار شوہر کے موافق بائن ہوجائیگی اور اسیطرح اگر زوجہ اپنے شوہر کے جواب مین کہے بل خالعك فلانٌ والعوض علیه (بلکہ تجھسے فلان شخص نے خلع کی درخواست کی تھی اور عوض بھی اوسی پر لازم ہے) تب بھی یہی حکم ہوگا لکن اگر زوجہ اپنے شوہر کے جواب مین کہے خالعتك بكذا وضمنه عنی فلان (مین نے تجھسے ہزار درہم کے مقابل خلع لی ہے اور ان درہمونکا میری طرفسے زید ضامن ہوا ہے) یا کہے خالعتك بكذا وَبِرِئه عنّی فلان (مین نے تجھسے ہزار درہمون کے مقابل خلع لی ہے اور اوسکا میری طرفسے زید ضامن ہوا ہے) تو زن مذکورہ پر ہزار درہم لازم ہونگے

جبتک کہ کوئی بیّنہ اوسکے دعوے کے موافق قائم نہوا اسلیے کہ اوسکا قول محض دعویٰ ہوا اور زید پر فقط اوسکے دعوے سے کوئی مال ثابت نہین ہوسکتا **دوسرا مطلب** مبارات کے بیان مین مبارات کے معنی لغت مین مفارقت کے ہین اور اصطلاح فقہا مین مبارات سے وہ طلاق مراد ہی جو کسی عوض کے مقابل دیجاتی ہو اور زن وشوہر مین سے ہر ایک کی کراہت پر مترتب ہوتی ہو جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوچکا ہی اور صورت اوسکی یہ ہی کہ شوہر کہے بارئتک علی کذا فانت طالق (مین نے تجھسے فلان عوض پر مبارات کی پس تجھپر طلاق ہی) اور مبارات زن وشوہر مین سے ہر ایک کی کراہت پر مترتب ہوتی ہی اور قول مذکور فی المبارات (یعنی بارئتک علی الف درہم مثلاً) کے بعد صیغۂ طلاق کا مذکور ہونا اوسکی صحت مین شرط ہی پس اگر شخص مباری (مبارات کا واقع کرنیوالا) فقط لفظ مبارات پر اقتصار کریگا تو اوسکی وجہ سے فرقت (جدائی) واقع نہوگی اور اگر بجاے بارئتک لفظ فاسختک یا ابنتک (مین نے تجھکو جدا کیا) یا اور کوئی ایسا لفظ واقع کرے جو ازالۂ نکاح پر دلالت کرتا ہو تو مبارات صحیح ہوگی بشرطیکہ بعد ازین صیغۂ طلاق کو بھی واقع کرے (مثلاً کہے ابنتک علی کذا فانت طالق اسلیے کہ جس لفظ کیوجہ سے فرقت حاصل ہوتی ہی وہ فقط صیغۂ طلاق ہی اور باقی الفاظ سے فرقت کا بعوض فدیہ واقع ہونا مراد ہی جو لفظ اس مطلب پر دلالت کریگا وہی کافی ہوگا اور اگر مباری فقط انت طالق بکذا (تجھکو فلان عوض کے مقابل طلاق ہی) پر اقتصار کرے تو یہ طلاق بھی حاصل مبارات ہوگی اسلیے کہ مبارات سے وہ طلاق مراد ہی جو کسی عوض کے مقابل واقع ہو اور زن وشوہر مین باہم منافات (کراہت وانقباض) ہو اور شخص مباری (مبارات کا واقع کرنے والا) اور زن مبارات (وہ عورت جسپر مبارات واقع ہو) مین بھی وہی شرائط معتبر ہین جنکا مخالع (خلع کا دینے والا) اور مخالعہ (وہ عورت جسکو خلع دیجائے) مین اعتبار ہی اور جبکہ طلاق بعوض واقع ہوگی تو طلاق بائن ہوگی اور شوہر کو اختیار رجعت حاصل نہوگا البتہ اگر عورت مال فدیہ مین رجوع کریگی تو شوہر کو بھی اوسوقت تک رجوع کرنے کا

اختیار حاصل رہیگا جبتک کہ مدت عدہ باقی ہو اور عورت کو مال فدیہ مین رجوع کرنے کا تا انقضاے عدہ
اختیار ہوگا اور مبارات بھی مثل خلع کے ہو (یعنی طلاق بعوض ہو نہین مبارات و خلع دونون مشترک ہین)
لکن اون دونون مین کئی وجہ سے فرق ہو اول یہ کہ مبارات زن و شوہر مین سے ہر ایک کے باہم اکراہت
کرنے پر مترتب ہوتی ہی بخلاف خلع کے کہ وہ تنہا زوجہ کی کراہت پر مترتب ہوتی ہو دوم یہ کہ مبارات
مین شوہر کو زوجہ سے اوسیقدر فدیہ کا اخذ کرنا جائز ہو جسقدر کہ شوہر سے اوسکو بذریعہ مہر حاصل
ہوا ہی اور اوسکے لیے زیادتی حلال نہین ہو (بلکہ بعض علما نے مساوی کے اخذ کرنے کو بھی ناجائز فرمایا ہی) بخلاف
خلع کے کہ وہان جائز ہی سوم یہ کہ مبارات مین فرقت کا صیغہ طلاق کے تلفظ پر موقوف ہونا اجماعی ہی
بخلاف خلع کے کہ اوس مین اختلافی ہو۔ **کتاب الظہار** اور اس کتاب مین نظر کرنا پانچ امورن کے
بیان کو مقتضی ہو امر اول صیغہ ظہار کے بیان مین ہی اوسکا صیغہ قول شوہر انت علی کظہر امی
ہو اور اسیطرح اگر بجاے انت لفظ ہذہ یا کسی ایسے لفظ کا ذکر کرے جو زوجہ کو دیگر عورات سے تمیز دے
(مثلاً کہے زینب علی کظہر امی) تب بھی صیغہ ظہار کے تحقق مین کافی ہوگا اور اسیطرح تحقق صیغہ مین الفاظ
صلات کے مختلف ہونیکا بھی کوئی اعتبار نہین ہو مثلاً شوہر کہے انت منی یا عندی (یا لدی یا علی
وغیرہ) کظہر امی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو سواے ام نسبی کے اور کسی ایسی عورت کی ظہر سے
تشبیہ دے جو باعتبار نسب یا رضاع حرام ہو جیسے ام رضاعی یا اخت نسبی رضاعی تو آیا ظہار واقع ہوگی
یا نہین اس مین دو قسم کی روایتین ہین لکن اون دونون مین مشہور تر یہ ہو کہ واقع ہوگی اسلیے کہ یہ جملہ
عورات تحریم ظہر مین مثل ام کے مشترک ہین اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو مان کے ہاتھ یا اوسکے
بالون او سکے شکم سے تشبیہ دے (مثلاً کہے یا انت علی کید امی یا کشعر امی یا کبطن امی) تو بعض علما
نے فرمایا ہی کہ ظہار واقع نہوگی تا کہ منطوق آیہ پر اقتصار رہے اور ایک روایت مین وقوع ظہار بھی منقول ہوا
ہو اور وہ ضعیف ہو لکن اگر زوجہ کو مان کے علاوہ اور کسی زن محرمہ کے سواے لفظ ظہر کے دیگر الفاظ

(جیسے بد یا ران یا رجل وغیرہ) مین تشبیہ دے مثلاً کہے انت علیّ کید اختی) تو ظہار قطعًا واقع نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے انت کامی یا انت مثل امی تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ واقع ہوگی اگر عبارت مذکورہ سے قصد ظہار کیا ہوگا اور اسمین اشکال ہی جسکا منشاء یہ ہی کہ وقوع ظہار مورد شرع کے ساتھ مختص ہی اور مقتضائے اصل بقائے حلت ہی یعنی باعتبار شرع کے ظہار مین حرمت زوجہ فقط لفظ ظہر کے مذکور ہونے سے ثابت ہوی ہی پس جس مقام پر کہ لفظ ظہر مذکور نہوگا وہان پر موجب حرمت کا تحقق مشکوک ہوگا (اور بمقتضائے اصل زوجہ کی حلت سابقہ بے معارض ہوگی) اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو اوس عورت سے تشبیہ دے جو بوجہ مصاہرت وغیرہ حرام مؤبد ہو جیسے زوجہ کی مان یا زوجہ مدخولہا کی بیٹی یا باپ اور بیٹے کی زوجہ تو ظہار واقع نہوگی اور اسیطرح اگر زوجہ کو اوسکی بہن یا اوسکی خالہ یا اوسکی پھوپی کے ساتھ تشبیہ دیگا تب بھی بدرجہ اولی یہی حکم ہوگا اسلیے کہ یہ عورتین زنان اجنبیہ کا حکم رکھتی ہین کیونکہ اونکی حرمت بھی مثل زنان اجنبیہ کے دائمی نہین ہی بلکہ بعض اوقات ہوتی ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے انت علیّ کظہر ابی او اخی او عمی تو اس قول پر کوئی حکم مترتب نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے انت علیّ کظہر ابی یا امی تب بھی اوسکے لیے کوئی حکم نہوگا اسلیے کہ ظہار مثل طلاق کے منجملہ احکام رجال ہی اور وقوع ظہار مین دو عادلون کا اسطرح حاضر ہونا شرط ہی کہ مظاہر سے صیغہ ظہار کی سماعت کرین اور اگر کوئی شخص صیغہ ظہار کو یمین قرار دے یعنی ظہار کو کسی فعل یا ترک کی غرض سے جزا قرار دے کہ زوجہ اوس سے باز رہے مثلاً زوجہ سے ان کلمت فلانا یا ان ترکت الصلوۃ فانت علیّ کظہر امی (اگر تو فلان شخص سے ہمکلام ہوگی یا اگر تو نماز کو ترک کریگی تو تو مجھپر پشت مادر کیطرح حرام ہوگی) کہے تو ظہار واقع نہوگی اور انشائے ظہار کا منجز ہونا (کسی وقت پر معلق نہونا) اوسکے وقوع مین شرط ہی پس اگر اوسکو انقضائے ماہ یا دخول جمعہ پر معلق کریگا تو قول اظہر کے بناء پر واقع نہوگی اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ واقع ہوگی ور یہ قول نادر ہی اور اگر کوئی شخص ظہار کو ضرر رسانی زوجہ کے قصد سے واقع کرے تو آیا واقع ہوگی یا نہین بعض علمائے فرمایا ہی کہ واقع نہوگی اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ عموم ادلہ محل فرض

کوشامل ہی اور اگر کوئی شخص ظہار کو کسی شرط پر معلّق کرے (مثلاً زوجہ سے کہے انت علیّ کظہر امّی ان دخلت الدار یا ان شاء زید بعد ازان وہ دخل خانہ ہو یا زید کی مشیت متعلّق ہو) تو اوسکے واقع ہونے مین تردد ہی لکن اظہر یہ ہی کہ واقع ہوگی اور اگر کوئی شخص ظہار کو کسی مدّت کے ساتھ مقیّد کرے مثلاً ایک مہینہ یا ایک سال کے لیے اوسکو واقع کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ واقع نہوگی اور اسمین اشکال ہی جسکا مستند عموم آیہ ہی جو مقتضی جواز ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اگر ظہار کی مدت معیّنہ زمان تربّص (وہ تین مہینے جنکا وقت مرافعہ سے انتظار کیا جاتا) ہی سے قاصر (کم) ہوگی تو واقع نہوگی اور اس تفصیل مین حکم مخصوص کی وجہ سے عموم آیہ کی تخصیص لازم آتی ہی لہذا قول مذکو ضعیف ہی اور اس مقام پر چند فرعین مذکور ہوتی ہین اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے انتِ طالقٌ کظہر امّی تو طلاق واقع ہوگی اور فقط ظہار لغو ٹھہریگی خواہ اوس کا قصد کیا ہو یا نکیا ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اگر اوسنے طلاق و ظہار کا قصد کیا ہوگا تو ظہار بھی صحیح ہوگی بشرطیکہ طلاق رجعی ہو پس گویا کہ قائل نے اس صورت مین یہ عبارت واقع کی ہی انت طالق انت علیّ کظہر امّی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ وقوع ظہار مین تنہا نیّت مستقل نہین ہی جبتک لفظ بھی ایسا صریح نہو جو احتمال خلاف نرکھتا ہو اور اسیطرح اگر کہے انت حرام کظہر امّی تب بھی ظہار صحیح نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی دو زوجاؤن مین سے ایک زوجہ پر ظہار کو واقع کرے اور اوسکو دوسری زوجہ پر زوجۂ اولی کی ضرہ ہی ظہار واقع کرنے کے ساتھ مشروط کرے (مثلاً کہے انت علیّ کظہر امّی ان ظاہرت ضرّتک (تو مجھپر پشت مادر کے مثل ہی اگر تیری سوت پر ظہار واقع کرون) بعد ازان اپنی دوسری زوجہ (ضرۂ اولی) پر ظہار واقع کرے تو دونون ظہارین (منجّز و معلّق) صحیح ہونگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ظہار کرے اور اوسکو کسی زن اجنبیّہ کی ظہار کے ساتھ مشروط کرے (مثلاً کہے انت علیّ کظہر امّی ان ظاہرت فلانۃ الاجنبیّۃ) اور ظہار علی الاجنبیّہ مین ظہار سے بلفظ ظہار نطق کرنیکا قصد کیے

الثانی وهو حسن ... ظاهرها فان قال ... لو قال لاجنبیۃ ... ظهار وکذا لو ... مواجهها بالظهار

توجسوقت کہ زن اجنبیہ سے بلفظ ظہار مواجہہ کریگا اوسی وقت اوسکی زوجہ مذکورہ پر ظہار واقع ہوجائیگی اور اگر اوس سے ظہار شرعی کا قصد کرے تو واقع نہوگی اسلیے کہ ظہار شرعی کی صحت مین اوسکا زوجہ پر واقع ہونا شرط ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے انت علی کظہر امی ان ظاهرت اجنبیۃ تو مجھپر پشت مادر کے مثل ہو اگر فلان عورت سے اوسکے اجنبی ہونے کی حالت مین ظہار واقع کرون یا زن اجنبیہ پر ظہار واقع کرون) تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے انت علی کظہر امی ان ظاهرت فلانۃ کہے اور لفظ فلانہ کو لفظ اجنبیہ کے ساتھ موصوف نکرے بعد ازان اوس سے عقد کرکے اوسپر ظہار واقع کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ دونون ظہارین صحیح ہونگی اور یہ قول حسن (خوب) ہو **امر دوم** مظاہر (ظہار کا واقع کرنیوالا) کے بیان مین مظاہر کا بالغ اور کامل العقل و صاحب اختیار و صاحب قصد و ارادہ ہونا صحت ظہار مین شرط ہی پس ظہار طفل و مجنون و مکرہ (جسکو مجبور کیا ہو) صحیح نہین ہو اور اسیطرح اوس شخص کی ظہار بھی صحیح نہین جسکا قصد سکر (نشہ) یا غشی یا غیظ و غضب کیوجہ سے مرتفع ہوجائے اور اگر کوئی شخص صیغہ ظہار سے طلاق کی نیت کرے تو طلاق واقع نہوگی اسلیے کہ صورت مذکورہ جس لفظ کا کہ وقوع طلاق مین اعتبار ثابت ہو (یعنی انت طالق) وہ صادر نہین ہوا اور اسیطرح ظہار بھی واقع نہوگی اسلیے کہ اوسکا قصد نہین کیا اور ظہار خصی (خواجہ سرا) و مجبوب (مقطوع الذکر) بھی صحیح ہو اگر قائل ہون کہ ظہار سے وطی کے علاوہ باقی انحاء استمتاع (جیسے لمس کرنا یا بوسہ لینا) بھی حرام ہوجاتے ہین اور اسیطرح کافر کی ظہار بھی صحیح ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ صحیح نہین ہو کیونکہ کافر سے ادائے کفارہ جو لازم ظہار ہو متعذر (دشوار) ہو اسلیے کہ وہ عبادت ہو جو کافر سے صحیح ہو اور یہ دلیل ضعیف ہو کیونکہ کافر سے کفارہ کا بعد اسلام ادا کرنا ممکن ہو اور اسیطرح غلام کی ظہار بھی صحیح ہو **امر سوم** زن مظاہرہ (جس عورت پر ظہار واقع ہو) کے بیان مین مظاہرہ کا منکوحہ بالعقد (زوجہ) ہونا وقوع ظہار مین شرط ہی پس زن اجنبیہ پر واقع نہوگی

فیہ المظاهر البلوغ وکمال العقل والاختیار والقصد فلا یقع ظهار الطفل ولا المجنون ولا المکره ولا فاقد القصد بالسکر والاغماء والغضب ولو ظاهر ونوی الطلاق لم یقع ... ویصح ظهار الخصی والمجبوب ... وکذا یصح من الکافر ومنعه الشیخ لتعذر الکفارة ... وهو ضعیف لامکانه بتقدیم الاسلام ... ویعتبر فی الثالث المظاهر منها ان تکون منکوحة بالعقد ولا یقع بالاجنبیة

اگرچہ اوسکی ظہار کو نکاح پر معلق کرے (مثلاً کہے انت علیّ کظہر امّی ان تزوّجتک) اور اسیطرح اوسکا اوس طہر مین پاک و طاہر ہونا بھی شرط ہی جس مین کہ اوسکے شوہر نے اوس سے مجامعت نکی ہو جبکہ وہ حاضر ہو اور اوسکے امثال کو خونِ حیض آتا ہو (یعنی عمرِ حیض کے آنے کا سن رکھتی ہو) اور اگر اوسکا شوہر اسطرح غائب ہو کہ اوسکے احوال پر مطلع ہوسکتا ہو تو ظہار صحیح ہوگی ور اسیطرح اگر شوہر حاضر ہو اور اوسکی زوجہ یائسہ یا غیر بالغہ ہو تب بھی صحیح ہوگی اور آیا صحتِ ظہار مین زوجہ کا مدخول بہا ہونا شرط ہی یا نہین اسمین تردد ہی اور روایت مین اشتراطِ دخول منقول ہی اور قولِ دوّم (یعنے صحتِ ظہار مین دخول کا شرط نہونا) کا مستند (دلیل) تمسک بعموم کتاب (قران شریف) ہی اور آیا زن متمتع بہا (جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو) پر بھی ظہار واقع ہوسکتی ہی یا نہین اسمین خلاف ہی لیکن وقوعِ ظہار اظہر ہی اور موطوئہ بالملک پر ظہار کے واقع ہونے مین تردد ہی اور روایت مین وقوعِ ظہار منقول ہوا ہی جسطرح کہ زنِ حرہ پر واقع ہوتی ہی اور تحققِ دخول کی صورت مین ظہار صحیح ہوگی اگرچہ از راہِ دبر وطی ہوئی ہو خواہ زنِ مظاہرہ صغیرہ ہو یا کبیرہ مجنونہ ہو یا عاقلہ اور اسیطرح اوس زنِ رتقاء (وہ عورت جسکی فرج مین دخول کرنے سے کوئی مانع ہو جیسے گوشت کا زائد ہونا) پر ظہار واقع ہوسکتی ہی جس سے از راہِ دبر دخول واقع ہوا ہو اور اسیطرح اوس مریضہ (زنِ بیمار) پر بھی ظہار واقع ہوسکتی ہی جس سے از راہِ قبل (فرج) وطی نہوئی ہو اور از راہِ دبر اوس سے دخول ہوچکا ہو امرِ چہارم احکامِ ظہار کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ ظہار حرام ہی اسلیے کہ قرآن شریف مین اوسکی صفت منکر و زور واقع ہوئی ہی لیکن بعض علما نے فرمایا ہی کہ اسمین عقاب و عذاب نہین ہی اسلیے کہ قرآن مجید مین ذکرِ ظہار کے بعد عفو کا ذکر ہوا ہی جو نفیِ عقاب کو مستلزم ہی دوسرا مسئلہ ظہار مین صیغۂ ظہار کے تلفظ کرنے سے کفارہ واجب نہین ہوتا بلکہ بوجہ عود لازم ہوتا ہی جس سے ارادۂ دخول مراد ہی لیکن اقرب یہ ہی کہ وجوبِ کفارہ کو استقرار نہین ہی پس اگر کوئی شخص ارادۂ وطی کے بعد زنِ مظاہرہ سے مفارقت کرے تو اوسپر

SALAR JUNG ESTATE L…
(Oriental Section)

کفارہ وجب نہوگا بلکہ اس مقام پر وجوب کفارہ سے وطی کا اوسوقت تک حرام ہونا مراد ہے جبتک
کہ کفارہ ندے اور یہ مراد نہین ہے کہ شخص مظاہر محض ارادۂ وطی سے صورت عدم ول و ایقاع طلاق مین
بھی مخاطب بکفارہ ہے اور اگر زن مظاہرہ سے قبل کفارہ وطی کریگا تو اوسپر دو کفارے لازم ہونگے
اور اگر وطی کو مکرر واقع کریگا تو کفارہ بھی مکرر ہوگا تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجۂ مظاہرہ کو طلاق
رجعی دے بعد ازان اوس سے مراجعت کرے تو زن مذکورہ اوسپر اوسوقت تک حلال نہوگی جبتک کہ
کفارہ نہ دیگا اور اگر مطلقۂ مذکورہ عدہ سے خارج ہوجائے بعد ازان مطلق اوس سے نکاح کرکے دخول
کرے تو کفارہ نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجۂ مظاہرہ کو طلاق بائن دے بعد ازان اوس سے
اثنائے عدہ مین نکاح کرکے وطی کرے تب بھی کفارہ نہوگا اور اسیطرح اگر زن وشوہر دونون یا اونمین سے
ایک شخص قبل عود وفات پائے تب بھی کفارہ نہوگا اور اسیطرح اگر وہ دونون یا اونمین سے ایک
شخص مرتد ہوجائے تب بھی کفارہ نہوگا چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجۂ کنیز سے ظہار کرے
بعد ازان اوسکو خرید کرے تو حکم عقد باطل ہوجائیگا اور اوسکی وجہ سے حکم ظہار بھی باطل ہوگا پس اگر
کنیز مذکورہ سے وطی بملک کریگا تو اوسپر کفارہ واجب نہوگا اور اگر کنیز مذکورہ کو کوئی شخص زوج
کے علاوہ اوسکے آقا سے خرید کرے اور اوسکے نکاح کو باطل کردے تو حکم ظہار بھی ساقط ہوجائیگا اور
اگر کنیز مذکورہ سے اوسکا شوہر از سر نو عقد کرے تو کفارہ واجب نہوگا پانچوان مسئلہ اگر کوئی
شخص اپنی زوجہ سے کہے انت علیّ کظہر امی ان شاء زید (تو مجھپر پشت مادر کے مثل ہے اگر زید
خواہش کرے) اور زید کہے شئت (مین نے خواہش کی) تو بنا بر اوس قول کے ظہار واقع
ہوجائیگی جس مین ظہار کا معلق بشرط یا مشیت ہونا تجویز ہوا ہے اور اگر کہے انت علیّ کظہر امی
ان شاء اللہ تو ظہار واقع نہوگی چھٹا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی چار زوجاؤن سے ایک ہی لفظ مین ظہار کرے
(مثلاً کہے انتنّ علیّ کظہر امی) بعد ازان اونکی طرف عود کرنے کا ارادہ کرے تو اوسپر ایک ہر زوجہ کی

تم سبکی مجھپر پشت مادر کے مثل ہو ۲

وطی کے لیے ایک کفارہ لازم ہوگا (پس اگر چارون سے وطی کرنیکا قصد کریگا تو اوسپر چار کفارے
واجب ہونگے) اور اگر کوئی شخص ایک ہی زوجہ سے کئی مرتبہ ظہار کرے تو اوسپر ہر مرّہ کے عوض
ایک ایک کفارہ واجب ہوگا خواہ ظہار کو تفریق واقع کرے (خواہ ایک ہی مجلس مین بفاصلہ واقع کرے
یا ہر ایک کو ایک مجلس مین واقع کرے) یا پے درپے ایک ہی مجلس مین واقع کرے اور بعض فقہانے
تفصیل کی ہو اور اگر قبل تکفیر (کفّارہ دینا) اوس سے وطی کریگا تو اوسپر بعوض ہر وطی کفارہ لازم ہوگا
ساتوان مسئلہ اگر کوئی شخص ظہار کو مطلق واقع کرے (کسی شرط پر معلق نکرے) تو اوسپر تا ادائے کفارہ
زن مظاہرہ سے وطی کرنا حرام ہوگا اور اگر ظہار کو کسی شرط پر معلّق کرے (مثلاً کہے انت علیّ کظہر امّی
(تو مجھ پر مثل پشت مادر کے)
ان دخلت الدار) تو اوسکو تا حصول شرط زن مظاہرہ سے وطی کرنا جائز ہوگا اور اگر حصول شرط
(مثل ہے اگر تو داخل خانہ ہو)
کے قبل اوس سے وطی کریگا تو اوسپر کفّارہ لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص وطی کو وقوع ظہار مین شرط کرے
(مثلاً کہے انت علیّ کظہر امّی ان وطئتک) تو تحقق وطی کے بعد ظہار ثابت ہوگا اور جبتک کہ دوبارہ
(تو مجھ پر مثل پشت مادر کے ہے اگر مین تجھسے وطی کرون)
ارادہ عود نکریگا اوسوقت تک کفارہ کا استقرار نہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ اوسپر بنفس وطی کفارہ لازم
ہوگا (اسلیے کہ ابتدائے وطی اگرچہ جائز تھی لیکن اوسکا استمرار بمنزلہ وطی ثانی ہوگا جسکی وجہ سے کفّارہ لازم
ہوتا ہے) اور یہ قول بعید ہے اسلیے کہ وطی ایسا امر ہے جو عرفاً تا انتزاع عضو ایک ہی شمار کیا جاتا ہے اور
مشروط کا تحقق وجود شرط کے بعد ہوتا ہے پس جبتک کہ انتزاع عضو کے بعد وطی پانیکا قصد نکریگا اوسوقت تک
کفّارہ کا تعلق نہوگا **آٹھوان مسئلہ** مظاہر پر تا ادائے کفّارہ زن مظاہرہ سے وطی کرنا حرام ہے خواہ
عتق رقبہ (بردہ کا آزاد کرنا) کے ساتھ کفارہ دے یا صیام کے ساتھ یا اطعام مساکین کے ساتھ اور اگر
زن مظاہرہ سے اثنائے صوم کفارہ مین وطی کریگا تو استیناف (از سر نو) کریگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ اگر شب کو
وطی کریگا تو تتابع صوم باطل نہوگی اور یہ قول غلط ہے اور آیا مظاہر پر زن مظاہرہ سے وطی کے علاوہ اور کسی
نحو کی استمتاع (جیسے بوسہ لینا یا اوسکا لمس کرنا) جائز ہے یا نہیں پس بعض علمانے فرمایا ہے کہ جائز ہے اسلیے

عن کل واحدة کفارة [illegible]

قبل نعم × والملامسة الوطی کالقبلة علیه ما دون [illegible] غلط وهل یحرم [illegible] لا یبطل التتابع وقال شاذ منا [illegible] الصوم استانف [illegible] ولا اطعام

التاسعة لو عجز المظاهر عن الكفارة وما يقوم مقامها عدا الاستغفار قيل يحرم عليه حتى يكفر وقيل يجزيه الاستغفار وهو الاكثر العاشرة ان صبرت الظاهرة فلا اعتراض وان رفعت امرها الى الحاكم خيّره بين التكفير والرجعة او الطلاق وانظره ثلاثة اشهر من حين المرافعة فان انقضت المدة ضيق عليه في المطعم والمشرب حتى يختار احدهما ولا يجبره على الطلاق تعيينا ولا يطلق عنه

کتاب الکفارات وفیه مقاصد الاول فی ضبطها

یہ استمتاع بھی داخل تماس (جو قرآن شریف مین وارد ہوا ہی) ہی اور اسمین اشکال ہی جسکا منشا اختلاف تفسیر ہی

نوان مسئلہ جبکہ شخص مظاہر خصال کفّارہ یا سوائے استغفار کے اون امور سے عاجز ہو جو خصال کفّارہ کے قائم مقام ہین تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ تا ادائے کفّارہ اوسپر زن مظاہرہ سے وطی کرنا حرام ہوگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ اس صورت مین اوسکو فقط استغفار کرنا کافی ہوگا اور یہی قول اکثر علمار کا مختار ہی۔

دسوان مسئلہ اگر زن مظاہرہ ترک وطی پر صبر کرے تو اوسپر کسی شخص کو محل اعتراض نہوگا اور اگر حاکم شرع کی طرف مرافعہ کرے تو حاکم اوسکے شوہر کو ادائے کفّارہ کے ساتھ رجوع کرنے یا طلاق دینے مین مخیر کریگا اور وقت مرافعہ سے اوسکو تین مہینے کی مہلت دیگا پس اگر اوسکا شوہر مدت معینہ کے منقضی ہونیکے تک احد الامرین (رجوع مع تکفیر یا طلاق) کو اختیار نکریگا تو حاکم شرع کو اوسپر اکل و شرب مین اوسوقت تک تنگی کرنا جائز ہوگا جبتک کہ اوسکو اختیار نکرے اور حاکم کو اوسکا بالخصوص طلاق دینے پر مجبور کرنا یا زن مظاہرہ کو اوسکی طرف سے طلاق دینا صحیح نہوگا اور اس مقام سے کفّارات کا بیان بھی ملحق کیا جاتا ہی اور اسمین کئی مقصد ہین **پہلا مقصد** ضبط کفّارات کے بیان مین اور چونکہ کفّارات احرام قبل ازین مذکور ہو چکے ہین لہذا اونکے علاوہ باقی کفّارات کا ذکر کیا جاتا ہی اور کفّارہ کی چار قسمین ہین **پہلی قسم** کفّارۂ مرتّبہ (جسکے خصال مین ترتیب ہو) ہی اور وہ تین ہین **اوّل** کفّارہ ظہار **دوم** کفّارۂ قتل خطاء اور ان دونون مین سے ہر ایک کے لیے عتق رقبہ (بندہ کا آزاد کرنا) لازم ہی پس اگر اس سے عاجز ہو تو اوسکے عوض شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا لازم ہوگا (یعنے دو برابر دو مہینونکا روزہ رکھنا) اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ساٹھ مسکینون کا کھانا کھلانا واجب ہوگا **سوم** اوس شخص کا کفّارہ ہی جو ماہ رمضان کی قضا کے روزون مین سے کسی روزہ کو بعد زوال افطار کرے پس اوسپر دس مسکینون کا کھانا کھلانا لازم ہوگا اور اگر اس سے عاجز ہو تو اوسپر تین دن کا پے در پے روزہ رکھنا لازم ہوگا **دوسری قسم** کفّارۂ مخیّرہ (جسکے خصال مین سے ہر ایک کے بجالانیکا اختیار ہو) ہی اور وہ چار ہین **اوّل** اوس شخص کا کفّارہ ہی جسنے ماہ رمضان کے روزون

سبق الکلام فی کفارات الاحرام فلنذکر ما سوی ذلک وهی مرتبة ومخیرة وما یحصل فیه الامران فالمرتبة ثلاث کفارة الظهار وقتل الخطاء ویجب فی کل واحدة منهما العتق فان عجز فالصوم شهرین متتابعین فان عجز فاطعام ستین مسکینا وکفارة من افطر فی یوم من قضاء رمضان بعد الزوال وهی اطعام عشرة مساکین فان عجز صام ثلاثة ایام

معه وجوب صومه لأجل الأسباب الموجبة للكفارة وكفارة من أفطر يوماً من نذر صومه على التعيين وكذا كفارة الحنث في العهد على التخيير في كل واحد عتق رقبة أو صيام شهرين متتابعين أو إطعام ستين مسكيناً على الأظهر

مین سے کسی روزہ کو باوجود وجوب ایسے سبب کے ساتھ افطار کیا ہو جو موجب کفّارہ ہی **دوم** اوس شخص کا کفّارہ بھی علی الاشہر الروایتین مخیّرہ ہی جسنے نذر معین کے روزہ کو بدون عذر افطار کیا ہو **سوم** اوس شخص کا کفّارہ ہی جسنے مخالفت عہد کی ہو **چہارم** اوس شخص کا کفّارہ ہی جسنے مخالفت نذر کی ہو اور اس کفّارہ کے مخیّر ہونمین تردد ہی اور اُمور مذکورہ مین سے ہر ایک کے لیے علی الاظہر بندہ کا آزاد کرنا یا شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا یا ساٹھ مسکینون کو کھانا دینا واجب ہی **تیسری قسم** وہ کفّارہ ہی جس مین دونون امر (ترتیب و تخییر) حاصل ہون اور وہ کفّارہ یمین (قسم) ہی پس اوسمین بندہ کا آزاد کرنا یا دس مسکینون کا کھانا کھلانا یا اونکو لباس دینا لازم ہی اور اگر اس سے عاجز ہو تو اوسپر تین دن کا روزہ رکھنا واجب ہوگا **چوتھی قسم** کفّارہ جمع (جس مین کل خصال کا بجا لانا ضرور ہو) ہی اور وہ اوس شخص کا کفّارہ ہی جسنے کسی مومن کو عمداً از راہِ ظلم قتل کیا ہو اور اس مین بندہ کا آزاد کرنا اور شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا اور ساٹھ مسکینون کو کھانا دینا لازم ہی

دوسرا مقصد اون کفّارات کے بیان مین جو محلّ اختلاف ہین اور وہ سات ہین **اوّل** اگر کوئی شخص حق تعالی یا اوسکے رسول یا ائمہ معصومین علیہم السلام سے برات کرنے پر حلف کرے تو اوسپر کفّارۂ ظہار لازم ہوگا اور اگر اوس سے عاجز ہو تو کفّارۂ یمین واجب ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ شخص مذکور گنہگار ہوگا اور اوسپر کوئی کفّارہ واجب نہوگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی **دوم** اگر کوئی عورت کسی مصیبت مین اپنے بال کاٹ ڈالے تو اوسپر بندہ کا آزاد کرنا یا شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا یا ساٹھ مسکینون کو کھانا دینا واجب ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسپر کفّارۂ ظہار لازم ہوگا اور قول اوّل روایت مین وارد ہوا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ زن مذکورہ گنہگار ہوگی اور اوسپر کوئی کفّارہ لازم نہوگا اسلیے کہ یہ روایت ضعیف ہی اور اصل عدم لزوم ہی **سوم** اگر کوئی عورت اپنے سر کے بالون کو کسی مصیبت مین اوکھاڑ ڈالے یا اپنے چہرہ کو زخمی کرے یا کوئی مرد اپنے فرزند یا زوجہ کے مرنے مین اپنا کپڑا پھاڑ ڈالے تو اوسپر کفّارۂ یمین لازم ہوگا **چہارم**

وما يحصل فيه الأمران كفارة اليمين وهي عتق رقبة أو إطعام عشرة مساكين أو كسوتهم فإن عجز صام ثلاثة أيام وما يجب فيه الجمع كفارة قتل المؤمن عمداً ظلماً وهي عتق رقبة وصوم شهرين متتابعين وإطعام ستين مسكيناً

كتاب الكفارات

المقصد الثاني فيما اختلف فيه وهي ستة الأولى من حلف بالبراءة فعليه كفارة ظهار فإن عجز فكفارة يمين وقيل يأثم ولا كفارة وهو أشبه الثانية في جز المرأة شعرها في المصاب عتق رقبة أو صيام شهرين متتابعين أو إطعام ستين مسكيناً وقيل مثل كفارة الظهار وقيل يأثم ولا كفارة استضعافاً للرواية الثالثة في نتف شعرها في المصاب وخدش وجهها وشق الرجل ثوبه في موت ولده أو زوجته كفارة يمين

اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے حالت حیض میں عمداً وطی کرے اور عالم تحریم اور قادر علی التکفیر (کفارہ دینے پر قدرت رکھنے والا) ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اوسکو کفارہ دینا مستحب ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ واجب ہوگا اور یہی قول احوط ہے اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز سے حالت حیض میں وطی کرے تو اوسپر تین مُد گندم کے ساتھ کفارہ دینا واجب ہوگا **پنجم** اگر کوئی شخص کسی عورت سے اوسکے عدہ میں عقد کرے تو زنِ مذکورہ سے مفارقت کریگا اور پانچ صاع آرد کے ساتھ کفارہ دیگا اور اس کفارہ کے وجوب ہونے میں بین العلماء اختلاف ہے اور اوسکا مستحب ہونا اشبہ ہے **ششم** جو شخص کہ نماز عشا پڑھنے کے قبل سو جائے اور نصف شب کے بعد بیدار ہو تو اوسکو ایک روایت ضعیفہ کی بنا پر حالتِ صوم میں صبح کرنا واجب ہوگا اور شاید کہ اوسپر صوم کا مستحب ہونا اشبہ ہو **ہفتم** اگر کوئی شخص کسی روز معین میں روزہ رکھنے کی نذر کرے بعد ازاں روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو اوسپر دو مُد گندم کا کسی مسکین کے حوالہ کرنا واجب ہوگا پس اگر اس سے عاجز ہو تو بقدر استطاعت تصدق کریگا اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو استغفار کریگا اور ایک جماعت علماء نے اسکے وجوب کا انکار کیا ہے اسلیے کہ تحقق عجز کی صورت میں نذر ساقط ہو جاتی ہے **تیسرا مقصد** خصال کفارہ کے بیان میں اور وہ تین ہیں **عتق اطعام صیام** جنکا ذکر تین قولوں میں کیا جاتا ہے **پہلا قول** عتق رقبہ (بندہ کا آزاد کرنا) کے بیان میں پس کفارات مرتبہ میں بندہ کا آزاد کرنا اوس شخص پر متعین ہے جسکے پاس کوئی بندہ موجود ہو یا قیمت کے عوض میں اوسکا بذریعہ خرید وغیرہ بہم پہونچانا ممکن ہو اور جس بندہ کا آزاد کرنا کافی ہے اوسمیں تین صفتوں کا موجود ہونا ضرور ہے **وصف اول** ایمان ہے جو کفارۂ قتل میں اجماعاً معتبر ہے اور آیا کفارۂ قتل کے علاوہ باقی کفارات میں (جیسے ظہار) بھی لحاظ اوسکا اعتبار ہے یا نہیں اسمیں تردد ہے لیکن اوسکا معتبر ہونا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اور ایمان سے اس مقام پر فقط اسلام (شہادت توحید و رسالت کا اقرار کرنا) یا حکم اسلام (احد الابوین کا مسلمان ہونا)

مراد ہی اور ادائے کفارہ مین کسی بندہ مسلم کا آزاد کردینا مطلقاً کافی ہوگا مذکر ہو یا مونث صغیر ہو یا کبیر اور طفل نابالغ حکم مسلم رکھتا ہی پس اوسکا آزاد کرنا بھی ادائے کفارہ مین کافی ہوگا بشرطیکہ اوسکے والدین (مان باپ) یا احدہما (اون دونون مین سے ایک) مسلم ہو اگرچہ اوسکی ولادت ہی کے وقت اسلام لائے ہون (اور قبل ولادت کافر ہون) اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ خصوص کفارۂ قتل مین اوسی مولود کا آزاد کرنا کافی ہوگا جو عاقل ہوا اور حد تکلیف کو پہونچ چکا ہو اور وہ روایت حسن ہی اور ادائے کفارہ مین کسی حمل کا آزاد کردینا کافی نہوگا اگرچہ اوسکے والدین مسلم ہون ہر چند حمل مذکور حکم مسلم رکھتا ہی اور جبکہ کوئی مملوک حالت خرس (گونگا ہونا) مین بالغ ہوا اور اوسکے والدین کافر ہون بعد ازان وہ مملوک ایسے اشارہ کے ساتھ اسلام لائے جو بعد بلوغ اوسکے لفظ کا قائم مقام ہو تو اوسپر احکام اسلام جاری کیے جائینگے اور اوسکا آزاد کردینا ادائے کفارہ مین کافی ہوگا اور باوجود وصف اسلام کے ادائے کفارہ مین کافی ہونے کے لیے بعد اشارہ اوسکے نماز پڑھنے کی حاجت نہوگی اور تحقق اسلام مین فقط توحید و رسالت کی شہادت کا اقرار کرنا کافی ہوگا اور اوسکے تحقق مین اسلام کے علاوہ باقی ملل باطلہ سے برات (بیزاری) کرنا شرط نہوگا اور اگر اطفال کفار مین سے کوئی طفل اسیر کرلیا جائے تو وہ محکوم باسلام نہوگا خواہ اوسکے والدین کافر بھی اوسکے ہمراہ ہون یا اوسکے ساتھ وہ مرد مسلم منفرد ہو جسنے اوسکو اسیر کیا ہی اور اگر اطفال کفار مین سے وہ طفل مراہق (قریب البلوغ) اظہار اسلام کرے جو تمیز رکھتا ہو تو محکوم باسلام نہوگا اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ شارع نے وصیت وصدقہ وغیرہ مین اوسکی عبارت کا اعتبار کیا ہی اور آیا طفل مذکور کا اوسکے والدین سے جدا کرنا لازم ہوگا یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ لازم ہوگا تا کہ وہ اپنے ارادہ مین اون دونون کے بہکانے اور گمراہ کرنے سے محفوظ رہے اگرچہ اوسپر تا بلوغ اون دونون کی تبعیت سے احکام کفار جاری رہینگے

وصف دوم اوسکا اون عیوب سے مبرا ہونا جو سبب عتق (آزاد ہوجانا) ہین پس ادائے کفارہ مین اوس

مملوک کا آزاد کردینا کافی نہوگا جو نابینا یا جذامی یا زمین گیر ہو اور اسیطرح اوس مملوک کا آزاد کرنا بھی کافی نہوگا جسکی ناک یا کان وغیرہ بریدہ ہون اسلیے کہ اسباب مذکورہ کا حصول تحقق عتق کو مقتضی ہی اور اگر کسی مملوک مین اسباب مذکورہ کے علاوہ اور عیوب موجود ہون تو اوسکا آزاد کردینا ادائے کفارہ مین کافی ہوگا جیسے اوسکا بہرا یا گونگا ہونا یا اوسکے ایک ہاتھ یا ایک پاؤن کا بریدہ ہونا ہان اگر اوسکے دونون پاؤن قطع کردیئے گئے ہون تو اوسکا آزاد کرنا کافی نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین وہ زمین گیر ہوجائیگا اور ادائے کفارہ مین مملوک ولد الزنا کا بعد بلوغ و اظہار اسلام آزاد کرنا بھی کافی ہی اور ایک جماعت علماء نے اسکو منع فرمایا ہی اسلیے کہ وہ باعتبار ذات محکوم بکفر ہی یا صفت ایمان سے قاصر ہی اور یہ قول ضعیف ہی

الوصف الثالث

وصف سوم اوسکا تام الملک ہونا پس مملوک مدبّر (جسکے آزاد ہونے کی اوسکے آقا نے وصیت کی ہو) کا آزاد کردینا ادائے کفارہ مین اوسوقت تک کافی نہوگا جبتک کہ اوسکی تدبیر باطل نہو جائے اور شیخ الطائفہ رح نے کتاب مبسوط و خلاف مین ارشاد فرمایا ہی کہ کافی ہوگا اور اوسکا آزاد کرنا اوسکی تدبیر کا فسخ شمار کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور اسیطرح اوس مکاتب مطلق کا آزاد کرنا بھی کافی نہوگا جسنے عوض کتابت مین سے کچھ مال ادا کیا ہو اسلیے کہ مکاتب مطلق جسقدر مال ادا کرتا ہی اوسی نسبت سے آزاد ہوجاتا ہی اور اگر اوسنے کچھ مال ادا نکیا ہو یا مکاتب مشروط ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہی کہ اوسکا آزاد کرنا کافی نہوگا اور شاید کہ اوسکے کافی نہونے کی یہ وجہ ہو کہ رقیت مملوک مین تحقق کتابت کیوجہ سے نقصان ہوجاتا ہی اور کتاب نہایہ مین اونکے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسکا آزاد کردینا کافی ہوگا اور شاید کہ یہی مذہب اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اسلیے کہ مملوک مذکور محکوم برقیت ہی اور ادائے کفارہ مین غلام گریختہ کا آزاد کردینا کافی ہی بشرطیکہ اوسکی موت کا علم نہو اور اسیطرح ام الولد کا آزاد کردینا بھی کافی ہوگا اسلیے کہ اسکی رقیت متحقق ہی اور جبکہ دو مملوک مشترک ہون اور احد الشریکین اون دونون کے دو نصفون کو آزاد کرے تو ادائے کفارہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ یہ دونون نصف جسکو آزاد کیا ہی مصداق نسمہ (مملوک مرد ہو یا عورت) سے خارج ہین کیونکہ اوسکا مدلول حقیقی مملوک واحد ہی

اور اگر احد الشریکین غلام مشترک مین سے کسی حصہ کو آزاد کرے تو اوسکا نصیب آزاد ہوجائیگا پس اگر اوسنے ادائے کفارہ کا قصد کیا ہو اور موسر (مالدار وخوشحال) ہو اور قائل ہون کہ وہ مملوک بعض حصہ مذکورہ کے آزاد کرنے سے آزاد ہو جاتا ہی تو ادائے کفارہ مین کافی ہوگا اور اگر قائل ہون کہ حصہ مذکورہ کے آزاد کرنے سے آزاد نہین ہوتا بلکہ حصہ شریک کی قیمت کے ادا کرنے سے آزاد ہوتا ہی تو آیا ادائے قیمت کے وقت اوس مملوک کا آزاد ہونا ادائے کفارہ مین کافی ہوگا یا نہین پس بعض علمائے فرمایا ہی کہ کافی ہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین عتق رقبہ متحقق ہی اور اسمین تردد ہی جسکا منشاء یہ ہی کہ نصف آخر یعنے شریک دوم کے حصہ کا عتق بذل عوض کے سبب سے ہوا ہی اور آزاد کرنیکے سبب سے نہین ہوا اور اگر شخص مذکور (جسنے غلام مشترک مین سے کسی حصہ کو آزاد کیا ہی) معسر (تنگدست وپریشان احوال) ہو تو فقط اوسی کا نصیب آزاد ہوگا اور ادائے کفارہ مین کافی نہوگا (اسلیے کہ وہ رقبہ نہین ہی بلکہ اوسکا حصہ ہی) اگرچہ بعد ازان موسر اور خوشحال بھی ہو جائے اسلیے کہ شریک دوم کے نصیب مین اوسکی رقیت کو استقرار ہو چکا ہی اور اگر اوسکے نصیب کا مالک ہو جائے بعد ازان اوسکے آزاد کرنے کی نیت کرے تو صحیح ہی اور ادائے کفارہ مین کافی ہو جائیگا اسلیے کہ عتق رقبہ کا تحقق ہو جاتا ہی اگرچہ بتفریق ہو اور اگر کوئی شخص اپنے عبد مرہون (گرو کردہ) کو آزاد کرے تو صحیح نہوگا جبتک کہ مرتہن اجازت ندے اور شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہی کہ اگر شخص مذکور موسر ہی تو مطلقا صحیح ہوگا خواہ مرتہن اجازت دے یا ندے اور اوسکو دین مرتہن کے ادا کرنے کی تکلیف دیجائیگی اگر حال (جسکے ادا کرنے کی کوئی مدت نہو) ہو اور اگر دین مرتہن مؤجل (جسکے ادا کرنے کی کوئی مدت معین ہو) ہو تو اوسکو بجائے عبد کسی دوسرے مال کے رکھنے کی تکلیف دیجائیگی اور یہ قول بعید ہی اور اگر کوئی شخص اپنے اوس غلام کو ادائے کفارہ مین آزاد کرے جسنے کسی کو عمدا قتل کیا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ کے اسمین دو قول ہین پس خلاف مین فرمایا ہی کہ اوسکا آزاد کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ جب کوئی غلام کسی پر عمدا جنایت کرتا ہی تو اوسکی ملک مجنی علیہ کی طرف منتقل ہوجاتی ہی اور مبسوط مین فرمایا ہی کہ صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسکے آزاد ہو جانے سے حق قصاص باطل نہین ہوتا لکن اوسکے

عتق کا باطل ہونا اور ادائے کفارہ مین کافی نہونا اشبہ اور اصُول مذہب کے موافق ہی اور اگر کوئی غلام کسی کو ازراہِ خطا قتل کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے مبسُوط مین فرمایا ہی کہ اوسکا آزاد کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ حق مجنی اوسکے رقبہ سے متعلق ہوجاتا ہی اور نہایہ مین فرمایا ہی کہ اوسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا اور اوسکا آقا دیتِ مقتول کا ضامن ہوگا اور یہ قول خوب ہی اور اگر کوئی شخص صاحب کفارہ کی طرف سے اوسکے سوال کے بعد اپنے غلام کو آزاد کردے تو صحیح ہوگا اور معتق (آزاد کرنیوالا) کو صاحب کفارہ سے اوسکے عوض کا مطالبہ صحیح نہوگا اور اگر صاحب کفارہ نے مالک غلام سے کسی عوض کی شرط کرلی ہو مثلاً کہے اعتق عبدک عنّی وعلی عشرۃ (تو اپنے غلام کو میری طرف سے آزاد کردے اور مجھپر اوسکے عوض مین دس دینار کا دینا لازم ہی) تو اوسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا اور صاحب کفارہ پر اوسکا عوض معیّن لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص صاحب کفارہ کیطرف سے بدون اوسکے سوال کے اپنے غلام کو آزاد کردے تو عتق مذکور معتق کیطرف سے نافذ ہوگا اور صاحب کفارہ کی طرف سے نافذ نہوگا اسلیے کہ وہ اوسکا مالک نتھا خواہ معتق عنہ (جسکی طرف سے آزاد کیا گیا ہی یعنی صاحب کفارہ) زندہ ہو یا مردہ اور اگر میت کی طرف سے اوسکا وارث کسی غلام کو اپنے مال مین سے (نہ مال میت مین سے) آزاد کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ صحیح ہوگا لکن منع و جواز مین مابین وارث و اجنبی تسویۂ حکم اور عدم تفرقہ کا قائل ہونا بیوجہ نہین ہی اور جبکہ صاحب کفارہ کسی شخص سے کہے اعتق عبدک عنّی (تو اپنے غلام کو میری طرف سے آزاد کردے) اور وہ اوسکے جواب مین اعتقتُ عنکَ (مین نے اپنے غلام کو تیری طرف سے آزاد کردیا) کہے تو غلام کے آزاد ہوجانے اور ادائے کفارہ مین کافی ہونے پر جملہ فقہاء نے اتفاق کیا ہی لکن اسمین اختلاف ہی کہ غلامِ مذکور ملکِ آمر (صاحبِ کفارہ) مین کسوقت منتقل ہوا پس شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ قول معتق (آزاد کرنیوالا) اعتقت عنک کے بعد آمر کیطرف منتقل ہوگا اور بعد ازان آزاد ہوگا اور یہ قول از قبیل تحکم (دعوئے بلا دلیل) ہی اور صورتِ مذکورہ مین فقط حصول ثمرہ (یعنے عتق غلام کا صحیح ہونا اور ذمۂ آمر کا لزوم کفارہ سے بری ہوجانا)

وموضعه العتق ... ولا تقدمه ... ولو عدا ... وفيه اذا قال له كل هذا الطعام فقد اختلف فيها في الوقت الذي يملكه عنه ... والاشبه انه اباحة التناول ولا ينتقل الملك الا بالاكل ويشترط في الاعتاق النية

پر اقتصار کرنا اولی و انسب ہے اسلیے کہ قدر متیقن یہی ہے اور اسکے علاوہ جو کچھ کہ وقت انتقال کی تشخیص مین فحص و بحث کیجاتی ہے وہ سب از قبیل تخمین و رجم بالغیب ہے جسکے لیے کوئی دلیل معقول نہین ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے کل ھذا الطعام (تم یہ کھانا کھاؤ) تو یہان بھی علمانے اوس وقت کی تشخیص مین اختلاف کیا ہے جس مین کہ طعام مذکور ملک آکل (کھانیوالا) کیطرف منتقل ہوتا ہے اور میرے نزدیک اقرب یہ ہے کہ اس قول سے طعام مذکور کے تناول کرنے کی فقط اباحت ہو جاتی ہے اور ملک آکل کیطرف منتقل نہین ہوتا اور اعتاق غلام (آزاد کرنا) مین بھی کئی شرطین معتبر ہین پہلی شرط نیت کرنا اسلیے کہ اوسکا آزاد کرنا داخل عبادت ہے جس مین بوجوہ مختلفہ (واجب سنت وغیرہ ۱۲) واقع ہونیکا احتمال ہے پس اون وجوہ مین سے بالخصوص ایک کی تعیین بدون نیت نہین ہوسکتی اور صحت عتق مین نیت قربت شرط ہے پس کافر کا آزاد کرنا صحیح نہوگا خواہ کافر ذمی (نصرانی و یہودی) ہو یا حربی یا مرتد اسلیے کہ اوسکے حق مین نیت قربت متعذر و دشوار ہے اور جبکہ کسی مکلف پر اجناس مختلفہ کے کفارے مجتمع ہون (خواہ کفارات متماثلہ ہون جیسے کفارۂ ظہار و قتل خطاء یا مختلفہ ہون جیسے کفارۂ ظہار و یمین) تو علی الاشبہ نیت تعیین کا بھی اعتبار کرنا ضرور ہوگا اور اگر کسی شخص پر ایک ہی جنس کے کئی کفارے مجتمع ہوجائین (مثلا ظہار کوئی دفعہ واقع کرے یا قتل خطاء کی تکرار ہو یا ماہ مبارک کے کئی روزے افطار کرے) تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہے کہ قربت کے ساتھ ادائے کفارہ کی نیت کافی ہوگی اور حصول امتثال مین تعیین سبب کی حاجت نہوگی اور اسمین اشکال ہے اسلیے کہ ہر کفارہ عمل ہے پس ہر ایک کفارہ کو نیت کی حاجت ہونی چاہیے اور آیا کفارۂ صوم مین تعیین کی حاجت ہوگی یا نہین پس اشبہ یہ ہے کہ صوم مین نیت تعیین کا ہونا ضرور ہے اور اوسمین تا زوال آفتاب تجدید نیت جائز ہے اور اسجگہ منجملہ اون ثمرات کے جو وجوب تعیین کے قائل ہونے پر متفرع ہوتے ہین بعض کا ذکر کیا جاتا ہے **اول** اگر کوئی شخص اپنے دو کفارہ مین سے ایک کے عوض کسی غلام کو آزاد کرے تو صحیح ہوگا اسلیے کہ نیت تکفیر متحقق ہے کیونکہ اتحاد حکم کے صورت مین اختلاف سبب کا (یعنی وجوب عتق)

الاول نية ... لانه عبادة تحتمل وجوها فلا يتخصص احدها الا بالنية ولا بد من نية القربة فلا يصح العتق من الكافر ذميا كان او حربيا او مرتدا لتعذر نية القربة في حقه وتعتبر نية التعيين ان اجتمعت اجناس مختلفة على الاشبه ولو كانت الكفارات من جنس واحد قال الشيخ يجزي نية التكفير مع القربة ولا يفتقر الى التعيين وفيه اشكال ... فلا اشبه ...

مع اتحاد الحكم ... عن احدهما ... بنية التكفير ... التعيين ... عتق عبد ... والاول اشبه ...

اعتبار نہین ہی **دوم** اگر کسی شخص پر ایسے تین کفارے فرض کیے جائین جو عتق وصوم وصدقہ (اطعام مساکین)
مین مساوی ہون (خواہ ترتیب مین مساوی ہون جیسے کفارۂ ظہار وقتل وجنر بر تقدیر یکہ اوسکا کفارہ بھی مثل ظہار فرض کیا جائے
یا خصال مین مساوی ہون اگرچہ ترتیب و تخییر مین مختلف ہون جیسے کفارہ ظہار وقتل و افطار شہر رمضان)
اور ایک غلام کو بہ نیت قربت آزاد کرے اور ادائے کفارہ کا قصد کرلے بعد ازان عتق غلام سے عاجز
ہو جائے اور اوسکے عوض بہ نیت قربت شہرین متتابعین کے روزے رکھے اور ادائے کفارہ کا قصد
کرے بعد ازان اس سے بھی عاجز ہو جائے اور اوسکے عوض ساٹھ مسکینون کو بہ نیت قربت
کھانا کھلائے اور کفارہ کا قصد کرے تو تینون کفارون سے بری الذمہ ہو جائیگا اگرچہ کسی خاص
کفارہ کی تعیین نکی ہو **سوم** اگر کسی شخص کے ذمہ کوئی کفارہ ہو اور اوسکا بعوض قتل یا ظہار ہونا معلوم
ہوا اور ایک غلام کو بہ نیت قربت آزاد کرے اور ادائے کفارہ کا قصد کرے تو کافی ہوگا **چہارم**
اگر کسی شخص کو عتق غلام کے ساتھ اپنا مشغول الذمہ ہونا معلوم ہوا اور اوسکا بعوض نذر یا کفارۂ ظہار
ہونا مشکوک ہو بعد ازان ایک غلام کو بہ نیت کفارہ آزاد کرے تو برات ذمہ مین کافی نہوگا
اسلیے کہ ادائے نذر مین نیت تکفیر کافی نہین ہوسکتی ہان اگر غلام مذکور کو نیت قربت کے ساتھ بعوض
ما فی الذمہ (خواہ نذر ہو یا کفارۂ ظہار) آزاد کرے تو جائز اور ابراء ذمہ مین کافی ہوگا اور اگر
قصد عتق کے ساتھ کسی ایسی صفت کا قصد نکرے جس سے ما فی الذمہ کی تشخیص ہو جائے (مثلاً عتق واجب
کے ساتھ مشغول الذمہ ہوا اگرچہ خصوص سبب کو نجانتا ہو اور باوجود اسکے قصد وجوب نکرے)
تو برات ذمہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ صورت اطلاق مین قصد تطوع (استحباب) کا احتمال اظہر ہی اور اسطرح
اگر غلام کو بہ نیت وجوب آزاد کرے اور ادائے کفارہ یا ادائے نذر کا قصد نکرے تب بھی برات
ذمہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ وجوب عتق کبھی بدون کفارہ یا نذر ہوتا ہی پس جبتک کہ کسی وجہ سے
اوسکی تشخیص نکیجاویگی اوسوقت تک کافی نہوگا **پنجم** اگر کوئی شخص دو کفارون کے ساتھ مشغول الذمہ ہو

اور اوسکے لیے دو غلام ہون اور اون دونون کو دونون کفارون کے عوض اسطرح آزاد کرے کہ ہر ایک غلام کے نصف کو ایک کفّارہ کا عوض قرار دے (خواہ ہر ایک کے نصف آخر مین سرایتِ عتق کا قصد کرے یا نکرے) تو صحیح ہوگا اسلیے کہ ہر ایک نصف اوس کفارہ کے عوض آزاد ہوگا جسکا کہ معتق (آزاد کرنیوالا) نے ارادہ کیا ہی اور نصف باقی بوجہ سرایت آزاد ہوگا اور اسیطرح اگر اپنے غلام کے نصف کو کسی کفارۂ معیّنہ کے عوض مین آزاد کرے تب بھی صحیح ہوگا اسلیے کہ مجموع غلام ایک ہی دفعہ آزاد ہوجائیگا لکن اگر کوئی شخص اپنے باپ کو یا اوسکے علاوہ کسی ایسے عزیز کو خرید کرے جو اسپر قہرًا (بدون اختیار) آزاد ہوجاتا ہی اور اوسکے ساتھ ادائے کفّارہ کا قصد کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ ادائے کفّارہ مین کافی ہوجائیگا اسلیے کہ عتق مذکور کا تحقق اگرچہ قہری ہی لکن چونکہ اوسکا سبب اختیاری ہی لہذا استمرار نیت کے ساتھ اوسکے آزاد ہونیکا کوئی مانع نہین ہی کیونکہ اس صورت مین عتق مذکور اوسکی ملک مین واقع ہوگا اور کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ کافی نہوگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اسلیے کہ قبل شراء (خرید کرنا) اوسکے آزاد کرنے کی نیت کا کوئی اثر نہین ہوسکتا کیونکہ اوسکا اثر ملک معتق (آزاد کرنیوالا) مین ہوتا ہی نہ ملک غیر مین اور بعد شراء نیت عتق کا اوسکی ملک مین واقع ہونا معقول نہین ہی اسلیے کہ سرایت عتق اوسکی نیت پر مقدم ہی پس ملکِ معتق مین تحقق نیّت کی صلاحیت نہین ہی تا ایکہ بعوض کفارہ اوسکے آزاد ہونے کے قائل ہون کیونکہ اوسکی ملک غیر مستقر اور آنی ہوتی ہی جسمین نیت کا تحقق غیر ممکن ہی **دوسری شرط** عتق غلام کا عوض سے مجرّد کرنا پس اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کہے انت حرٌّ و علیك کذا (تجھکو آزاد کیا اور تجھپر فلان عوض لازم ہی) تو ادائے کفّارہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ اوسنے عوض لینے کا قصد کیا ہی اور اسیطرح اگر صاحب کفّارہ سے کوئی دوسرا شخص کہے اعتق مملوكك عن كفّارتك ولك علیّ کذا (تو اپنے مملوک کو اپنے کفارہ کے عوض آزاد کردے اور تجھکو مین فلان مقدار دونگا)

بعدازان صاحب کفّارہ اوسکو آزاد کردے تب بھی ادائے کفّارہ مین کافی نہوگا اور آیا عتق مذکور صحیح ہوگا یا نہین سمین تردد ہوا اور اگر صحّتِ عتق کے قائل ہون تو آیا شخص مذکور پر عوض مشروط کا صاحبِ کفّارہ کے حوالہ کرنا واجب ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ واجب ہوگا اور یہ قول حسن (خوب) ہو اور اگر مالکِ غلام عوض مشروط کو بعد قبضہ واپس کردے تب بھی ادائے کفّارہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ جب وقتِ اعتاق (آزاد کرنا) کافی نہوا تو بعد کو بھی کافی نہوگا **تیسری شرط** سبب عتق کا حرام نہو پس اگر کوئی شخص اپنے غلام کی تنکیل کرے مثلاً اوسکی دونون آنکھین نکال ڈالے یا اوسکے دونون پانون قطع کردے اور ادائے کفّارہ کا قصد کرے تو آزاد ہوجائیگا لکن ادائے کفّارہ مین کافی نہوگا **دوسرا قول** صیام کفّارہ کے بیان مین پس جبکہ کوئی شخص کفّارہ مرتبہ مین عتق غلام سے عاجز ہو تو اوسپر روزہ رکھنا معیّن ہوگا اور عجز سے غلام کے خرید کرنے پر قادر نہونا مراد ہو خواہ غلام موجود نہو یا موجود ہو لکن اوسکی قیمت موجود نہو یا قیمت موجود ہو مگر اوسکا خرید کرنا ممکن نہو (مثلاً کوئی فروخت کرنیوالا نہو) اور بعض علمائے فرمایا ہو کہ اطعام مساکین سے عاجز ہونے کی حد یہ ہو کہ اوسکے پاس کوئی مال ایسا نہو جو اوسکے یا اوسکے عیال کے قوت شب و روز سے فاضل ہو (بلکہ فقط بقدر قوت شب و روز ہو) اور اگر صاحب کفّارہ کے پاس کوئی غلام موجود ہو لکن اپنے مرض یا پیری یا فربہی یا زمین گیری وغیرہ کیوجہ سے خدمتِ غلام کیطرف مضطر ہو یا اپنے یا عیال واجب النفقہ کے نفقہ یا کسوت یا مسکن وغیرہ مین اوسکی قیمت کا محتاج ہو تو اوسپر غلام کا آزاد کرنا لازم نہوگا اور اوسکے مسکن اور پارچہ ہائے بدن وغیرہ کا فروخت کرنا صحیح نہوگا ہان اوس مسکن کا فروخت کرنا صحیح ہوگا جو قدر حاجت سے زائد ہو اور جو شخص ایسا رفیع القدر ہو کہ اپنی خدمت خود نکرتا ہو تو اوسکے خادم کا فروخت کرنا صحیح نہوگا اور جسکی عادت اپنے نفس کی خدمت کرنے پر جاری ہو اوسکے خادم کا فروخت کرنا جائز ہوگا ہان اگر اوسکو کوئی مرض یا عارض ہو جس مین خادم کیطرف مضطر ہو تو جائز نہوگا اور اگر صاحب کفّارہ کے پاس کوئی خادم ایسا بیش قیمت ہو

کہ اوسکے بعض ثمن کے عوض مین کسی دوسرے خادم کا خرید کرنا ممکن ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوسکا فروخت کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ اوس سے استغنا ممکن ہی اور اسیطرح اوس مسکن کی نسبت بھی فرمایا ہی جو بیش قیمت ہو اور اوسکے بعض ثمن کے مقابل دوسرے مسکن کا خرید لینا ممکن ہو لیکن اشبہ یہ ہی کہ اوسکا فروخت کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ باب دین مین مسکن کے فروخت کرنے کی ممانعت عام ہی اور جبکہ کوئی حر (آزاد) غلام کے آزاد کرنے سے عاجز ہو تو اوسپر کفارۂ ظہار اور قتل خطا مین شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اور مملوک پر کفارۂ ظہار و قتل خطا مین ایک مہینہ کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اور اگر کوئی حر صوم کفارہ کو بدون عذر ماہ اول مین افطار کرے تو اوسپر از سر نو روزہ رکھنا لازم ہوگا اور اگر کسی عذر کیوجہ سے افطار کرے تو زوال عذر کے بعد اوسی دن سے روزہ رکھیگا جس دن سے کہ اوسنے افطار کیا تھا اور اگر کوئی شخص ماہ اول کے پورے روزے اور ماہ دوم مین سے بعض روزے رکھنے کے بعد کسی روزہ کو افطار کرے تو تمام کریگا اگرچہ ماہ دوم کا ایک ہی روزہ رکھا ہوا اور آیا شخص مذکور ماہ دوم مین افطار کرنے سے گنہگار ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی اشبہ یہ ہی کہ گنہگار نہوگا اور جس عذر کیوجہ سے کہ روزۂ کفارہ مین بنا کرنا (جہان سے چھوڑا ہو وہین سے شروع کرنا) صحیح ہی وہ حیض اور نفاس اور مرض اور اغماء (غشی) اور جنون ہی اور آیا سفر بھی مخل عذر ہی یا نہین پس اگر صاحب کفارہ اوسکی طرف مضطر ہو تو داخل عذر ہوگا والا تتابع صیام مین قادح ہوگا اور اگر زن حاملہ یا مرضعہ صوم کفارہ کو تلف نفس کے خوف سے افطار کرے تو تتابع صیام کا انقطاع نہوگا اسلیے کہ یہ بمنزلۂ مرض ہی اور اگر اوسکو ضرر مولود کے خوف سے افطار کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہی کہ تتابع صوم منقطع ہو جائیگی اور خلاف مین فرمایا ہی کہ منقطع نہوگی اور یہی قول اشبہ ہی اور اگر کسی شخص پر افطار صوم مین اکراہ کیا جائے تو تتابع کا انقطاع نہوگا خواہ اکراہ مذکور بقبیل اجبار ہو مثلاً اوسکے حلق مین پانی ٹپکا دیا جائے یا نہو مثلاً اوسپر یہانتک ضرب لگائی جائے کہ وہ کوئی شی کھالیوے اور اسی کو شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین بھی اختیار فرمایا

اور مبسوط مین قائل بفرق ہوے ہین اور ثانی کو تتابع صوم مین قادح قرار دیا ہی اسلیے کہ اس فعل کو مفطر نے اپنے اختیار سے صادر کیا ہی بخلاف اول کے کہ وہان استعمال مفطر اوسکا فعل نہین ہی اور اگر ماہ اوّل کے اثنا مین ایسا زمانہ واقع ہو کہ جسکا روزہ بعوض کفارہ صحیح نہو (جیسے ماہ رمضان و عید قربان) تو تتابع صوم باطل ہوگی **تیسرا قول** اطعام کے بیان مین اور جبکہ کوئی شخص کفارہ مرتبہ مین روزہ رکھنے سے بھی عاجز ہو تو اوسپر مساکین کا اطعام کرنا معین ہوجاتا ہی اور اسمین عدد معتبر کا اطعام کرنا اور ایک مد کا ہر ایک شخص کے حوالہ کرنا واجب ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ حالت تمکّن مین دو مد کا اور صورت عجز مین ایک مد کا ہر ایک کے حوالہ کرنا لازم ہی اور قول اوّل اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور طعام کا اوسقدر مساکین کے حوالہ کرنا جنکی تعداد عدد معتبر سے کم ہو ادائے کفارہ مین کافی نہوگا اگرچہ اوسیقدر حوالہ کرے جو عدد معتبر کو دیا جاتا ہی اور جبکہ عدد معتبر کے بہم پہونچانے پر تمکّن (قدرت) ہو تو کفارۂ واحدہ کے طعام کا اوس سے کم پر تکرار کر دینا جائز نہوگا ہان اگر عدد معتبر کا بہم پہونچانا متعذر (دشوار) ہو تو جائز ہوگا اور عدد معتبر کا اوس قوت غالب مین سے اطعام کرنا واجب ہی جس سے کہ اپنے عیال کا اطعام کرتا ہی اور اگر اپنے اہل بلد کے قوت غالب مین سے اطعام کرے تب بھی جائز ہوگا (اگرچہ اوسکے اہل و عیال کا قوت نہو) اور طعام کے ہمراہ ادام (سالن وغیرہ) کا حوالہ کرنا بھی مستحب ہی اور اعلائے ادام گوشت ہی اور اوسکا اوسط سرکہ ہی اور اوسکا ادنائے مرتبہ نمک ہی اور عدد معتبر کا مطلقاً اطعام کرنا جائز ہی خواہ متفرق ہون یا مجتمع خواہ اونکو کھلا دیا جائے یا اونکو دیدیا جائے اور گیہون اور آٹے اور روٹی کا خارج کرنا ادائے کفارہ مین کافی ہوگا اور تنہا اطفال صغار کا اطعام کرنا کافی نہوگا ہان اونکا شریک کر دینا جائز ہی اور اگر تنہا اطفال صغار کا اطعام کیا جائے تو دو صغیر کا ایک کبیر کی جگہ محسوب کرنا لازم ہوگا اور کفارہ مین فقط مومنین یا اون لوگون کا اطعام کرنا مستحب ہی جو اونکے حکم مین داخل ہون (جیسے اطفال) اور شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہی کہ طعام کفارہ اون لوگون کے حوالہ کیا جائیگا جنکو کہ زکوٰۃ فطرہ دیجاتی ہی

اور جن لوگون کو زکوۃ فطرہ کا دینا جائز نہین ہی اونکو طعام کفارہ کا دینا بھی جائز نہوگا لکن مسلم فاسق کے اطعام کا ہونا جائز بیوجہ نہین ہی ہان کافر وناصبی کا اطعام کرنا جائز نہین ہی اور اس مقام پر چار مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ کفارۂ یمین مابین عتق واطعام وکسوت تخییر ہی پس جبکہ کوئی شخص کفارۂ یمین کے عوض کسی فقیر کو لباس کے دینے کا ارادہ کرے تو حالتِ قدرت مین دو کپڑون کا اور صورت عجز مین ایک کپڑہ کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ درصورتِ اختیار بھی ایک ہی کپڑہ کا حوالہ کرنا اداے کفارہ مین کافی ہی اور یہ قول اشبہ ہی دوسرا مسئلہ کفارۂ یمین مین مقدار اطعام فی مسکین ایک مد ہونا مطلقاً مجزی (کافی) ہی اگرچہ دو مد کے دینے پر قدرت بھی حاصل ہو اور بعض فقہاء نے ایک مد کو حالتِ ضرورت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہی اور پہلا قول اشبہ ہی تیسرا مسئلہ کفارۂ ایلاء (ترک وطی پر قسم کھانا) بھی کفارۂ یمین کے مثل ہی چوتھا مسئلہ جو شخص کہ اپنے مملوک (غلام ہو یا کنیز) پر زائد از حدِ شرعی ضرب لگائے تو اوسکو کفارۂ ضرب کے عوض مین مملوک مذکور کا آزاد کرنا مستحب ہوگا چوتھا مقصد اون احکام کے بیان مین جو اس باب سے متعلق ہین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جس شخص پر شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا واجب ہو اور وہ دو ماہ ہلالی کے ساتھ روزہ کو کامل کرے تو براءتِ ذمہ مین کافی ہوگا اگرچہ دونون مہینے ناقص ہون (مثلاً ہر ایک مہینہ اونتیس روز کا ہو) اور اگر ایک مہینہ مین سے بعض ایام (مثلاً ربیع الاول کے آخری دس دن) کا روزہ رکھے بعد ازان دوسرے مہینے کے جملہ ایام (مثلاً تمام ربیع الثانی) مین روزہ رکھے تو اوسکو ایک ماہِ کامل محسوب کریگا اگرچہ ناقص (اونتیسا) ہو پھر ماہ اول کے باقی روزون کو ماہِ سوم مین سے کامل کریگا تا اینکہ ماہِ اول وسوم کے روزے ملکر تیس روز ہو جائین (مثلاً جمادی الاولی کے بیس دن کا روزہ رکھے) اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ ماہ ثالث مین اوسقدر روزون کو تمام کریگا جسقدر کہ ماہِ اول مین سے فوت ہوئے ہون (پس اگر ربیع الاول اونتیسا ہو تو جمادی الاولی مین سے اونیس روزے رکھیگا) اور قولِ اول اشبہ ہی دوسرا مسئلہ کفارہ مرتبہ مین وقت ادا کا

اعتبار کیا جائیگا نہ حالت وجوب کا پس اگر کوئی شخص عتق رقبہ پر قدرت رکھتا ہو بعد ازان عاجز ہوجائے تو کفّارہ کو صوم کے ساتھ ادا کریگا اور اوسکے ذمّہ پر وجوب عتق کا استقرار نہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ صاحب کفّارہ کے پاس کوئی مال ایسا موجود ہو جو ایک مدّت کے بعد غالبًا اوسکو وصول نہوگا تو اوسکا فرض منتقل نہوگا بلکہ صبر کرنا لازم ہوگا اگرچہ ایسے کفارہ کے ساتھ مشغول الذّمہ ہو جسکی ادائی مین تاخیر کرنا متضمن مشقت ہو جیسے کفّارۂ ظہار اسلیے کہ انتقال فرض مین عدم وجدان (عجز) شرط ہی جو صورت مذکورہ مین صادق نہین آتا لکن درباب ظہار صبر لازم ہونا اور فرض کا منتقل نہونا محلّ تردّد ہی اسلیے کہ عسر و حرج لازم آتا ہی جو شریعت مطہّرہ مین منفی ہی پس باوجود صدق وجدان کے خصوص ظہار مین انتقال فرض کا قائل ہونا چاہیے **چوتھا مسئلہ** جب کوئی شخص کفّارہ مرتبہ مین عتق رقبہ سے عاجز ہوا اور صوم کفّارہ کی ابتدا کرے بعد ازان عتق رقبہ پر قادر ہو جائے تو اوسکو عتق کی طرف عود کرنا لازم نہوگا اگرچہ عود کرنا افضل ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص صوم کفّارہ سے عاجز ہوا اور اطعام مساکین کی ابتدا کرے بعد ازان اوسکا عجز دور ہو جائے تب بھی اوسکو عود کرنا واجب نہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ظہار کرے اور عود کا قصد نکرے اور کسی غلام کو بوجہ ظہار آزاد کر دے تو شیخ علیہ الرّحمہ نے فرمایا ہی کہ ادائے کفّارہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسنے کفّارہ کو اوسکے واجب ہونے سے قبل ادا کیا ہی اور یہ قول خوب ہے **چھٹا مسئلہ** مال کفّارہ کا کسی طفل کے حوالہ کرنا صحیح نہین ہی اسلیے کہ اوسمین اہلیت نہین ہی بلکہ اوسکے ولی کو دیا جائیگا **ساتوان مسئلہ** مال کفّارہ اوس شخص کے حوالہ کرنا صحیح نہین ہی جسکا نفقہ صاحب کفّارہ کے ذمّہ واجب ہی جیسے مان اور باپ اور اولاد اور زوجہ اور مملوک اسلیے کہ یہ لوگ واقع (صاحب کفّارہ) کیوجہ سے حکم اغنیا رکھتے ہین اور علاوہ انکے اور لوگون کو مال کفّارہ کا دینا صحیح ہی اگرچہ اوسکے اقربا ہون **آٹھوان مسئلہ** جب کسی شخص پر کفّارۂ ظہار واجب ہو تو اوسکا مسیس (وطی کرنا یا اور کسی قسم کے استمتاع کا حاصل کرنا علی اختلاف القولین) پر مقدم کرنا لازم ہوگا خواہ کفّارہ کو

غلام کے آزاد کرنے یا روزہ رکھنے کے ساتھ ادا کرے یا اطعام کرنے کے ساتھ **نوان مسئلہ** جب کسی شخص پر کوئی کفارۂ مخیرہ لازم ہو تو اوسکو خصال ثلث (عتق و صیام و اطعام) مین سے ایک صنف کے ساتھ کفارہ کا ادا کرنا لازم ہوگا اور دو صنفون کے دو نصفون کا ادا کرنا (مثلاً ایک مہینہ کا روزہ رکھنا اور تیس مسکینون کا کھانا دینا) جائز نہوگا **دسوان مسئلہ** ادائے کفارہ مین اوسکی قیمت کا دفع کرنا کافی نہین ہے اسلیے کہ اشتغال ذمہ کفارہ کے ساتھ ہوتا ہے نہ اوسکی قیمت کے ساتھ **گیارھوان مسئلہ** شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسیکو شہر حرم (رجب و ذیقعدہ و ذی الحجہ و محرم) مین قتل کرے تو اوسکو شہر حرم میں شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا لازم ہوگا اگرچہ اون دونون کے اثنا مین روز عید اور ایام تشریق (یازدہم و دوازدہم و سیزدہم) بھی واقع ہون جیسا کہ روایت زرارہ مین وارد ہوا ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ روز عید اور ایام تشریق کے روزون کی ممانعت عام ہے **بارھوان مسئلہ** جس شخص پر کہ شہرین متتابعین کے روزے لازم ہون اور وہ اونکے رکھنے سے عاجز ہو تو اوسکو اٹھارہ دن کا روزہ رکھنا کافی ہوگا پس اگر اسپر بھی قدرت نرکھتا ہو تو ہر روزہ کے عوض ایک مد طعام کے ساتھ تصدق کریگا اور اگر اسپر بھی قادر نہو تو استغفار کریگا اور اوسپر کچھ واجب نہوگا

کتاب الایلاء

اور اس کتاب مین چار امر قابل ذکر ہین **امر اوّل** صیغہ کے بیان مین پس ایلاء (زوج دائم کا اپنی زوجۂ مدخول بہا سے وطی کے ترک کرنے پر حلف کرنا) بدون اسماء باری تعالے (جو اوسکے ساتھ مختص ہون) منعقد نہین ہو سکتی اور اسیطرح اوسکے منعقد ہونے مین جملہ قسمیہ کے ساتھ تلفظ کرنا بھی شرط ہے پس اگر کوئی شخص لاترکن وطئک (البتہ مین تیری وطی کو ترک کرونگا) پر اقتصار کریگا تو واقع نہوگی اگرچہ لام مین قسم کا اشعار ہے اسلیے کہ اصل عدم وقوع ہے اور اوسکے منعقد ہونے مین خصوص زبان عربی کا اعتبار نہین ہے بلکہ ہر زبان مین واقع ہو سکتی ہے بشرطیکہ اوسکا قصد بھی متحقق ہو پس سکران یا ساہی وغیرہما کی ایلاء صحیح نہوگی اور جو عبارت کہ ایلاء مین صریح ہے وہ لفظ لا ادخلت فرجی فی فرجک ہے

اور اسیطرح جو عبارت اس فعل کے ساتھ مختص ہو جیسے آلیتک یا صریحًا اوسپر دلالت کرتی ہو وہ بھی لفظ صریح مین داخل ہوگی اور جو عبارت کہ ایلاء مین صریح نہین ہو اوس سے وہ الفاظ مراد ہین جو غیر ایلاء کو بھی محتمل ہین جیسے لاجامعتک (مین تجھسے جماع نکرونگا) یا لاوطأتک (مین تجھسے وطی نکرونگا) وغیرہ بس اگر ان لفاظ سے ایلاء کا قصد بھی کیا جائے تو صحیح ہوگی ورنہ صحیح نہوگی لکن اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے لا جمع راسی و راسک بیت (میرے اور تیرے سر کو کوئی حجرہ جمع نکرے) یا لاجمع راسی و راسک مخدۃ (میرے اور [redacted] سر کو کوئی تکیہ جمع نکرے) یا لاساقفتک (مین تیرے ساتھ سقف خانہ کے نیچے مجتمع نہونگا) تو شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہو کہ الفاظ مذکورہ سے ایلاء منعقد نہوگی اور مبسوط مین فرمایا ہو کہ اگر ان الفاظ کے ساتھ ایلاء کا قصد کیا جائے تو منعقد ہو جائیگی اور یہ قول خوب ہو اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے لاجامعتک فی دبرک (مین تجھسے از راہ دبر وطی نکرونگا) تو شخص مذکور مولی (ایلاء کا وقوع کرنیوالا) نہوگا اور آیا ایلاء کا شرط وصفت سے مجرد کرنا اوسکی صحت مین شرط ہی یا نہین اس مین شیخ الطائفہ رح کے دو قول ہین اون دونون مین اظہر یہ ہو کہ شرط ہو پس اگر اوسکو کسی شرط یا ایسی زمانہ پر معلق کرے جسکا حصول یقینی ہو (جیسے آفتاب کا طلوع کرنا) تو یہ کلام لغو ٹھہریگا اور اگر کوئی شخص وطی زوجہ کے ترک کرنے پر عتاق (غلام کا آزاد ہونا) کے ساتھ حلف کرے (جیسے ان جامعتک فعبدی حر) تو ایلاء منعقد نہوگی
اگر مین تجھسے جماع کرون تو میرا غلام آزاد ہو ۱۲

اور اسیطرح اگر تصدق مال کے ساتھ حلف کرے (جیسے ان جامعتک فمالی صدقۃ) تب بھی منعقد نہوگی
اگر مین تجھسے جماع کردن تو میرا مال صدقہ ہو ۱۲

اور اسیطرح اگر زن محللہ کی تحریم کے ساتھ حلف کرے (جیسے ان جامعتک فانت محرمۃ علی یا ان جامعتک ففلانۃ محرمۃ علی) تب بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ ان جملہ صورتون مین قصد ایلاء کا کیا ہو
اگر مین تجھسے جماع کرون تو فلان عورت مجھپر حرام ہو ۱۲

اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے ان اصبتک فعلیّ کذا (اگر مین تجھسے مقاربت کرون تو مجھپر ہزار درہم لازم ہین) تو ایلاء صحیح نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی کسی زوجہ سے ایلاء کرے اور اپنی دوسری زوجہ سے کہے شرکتک معہا (مین نے تجھکو اوسکے ساتھ شریک کیا) تو دوسری زوجہ کی ایلاء صحیح نہوگی

اگرچہ اوسکا قصد رکھتا ہو اسلیے کہ جبتک اسم حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق نکیا جائے اوسوقت تک ایلاء واقع نہین ہو سکتی اور اسیطرح اگر ایلاء سے ضرار زوجہ (ضرر رسانی) کا قصد نکیا جائے تب بھی منعقد نہوگی پس اگر صلاح شیر یا علاج مرض کی غرض سے وطی زوجہ کے ترک کرنے پر حلف کرے تو اوسپر حکم ایلاء جاری نہوگا بلکہ اوسپر حکم قسم جاری ہوگا **امر دوم** مولی (ایلاء کرنیوالا) کے بیان مین پس اوسکا بالغ اور کامل العقل اور صاحب اختیار و ارادہ ہونا صحت ایلاء مین شرط ہی اور غلام کا ایلاء کرنا بھی صحیح ہی خواہ اوسکی زوجہ حرّہ (آزاد) ہو یا کنیز اور اسیطرح کافر ذمی (یہود و نصاریٰ) اور خصی (خواجہ سرا) کا ایلاء کرنا بھی صحیح ہی اور آیا مجبوب (مقطوع الذکر) کا ایلاء کرنا بھی صحیح ہی یا نہین اسمین تردد ہی لکن اوسکا صحیح اور جائز ہونا اشبہ ہی اور اوس سے عود کرنے مین بجائے وطی عود عاجز پر اکتفا کیجائیگی (یعنے جسطرح کہ مریض عاجز سے بجائے وطی اوسکے قول انی لو قدرت لفعلت پر اکتفا کیجاتی ہی اسیطرح مجبوب سے بھی اسی قول پر اکتفا کیجائیگی اور اوس سے وطی کرنے کی تکلیف ساقط ہوجائیگی **امر سوم** زن مولی منہا (جس عورت سے کہ ایلاء کیا جائے) کے بیان مین پس اوسکا منکوحہ بعقد دائم ہونا و منکوحہ بالملک نہونا وقوع ایلاء مین شرط ہی اور اسیطرح اوسکا مدخول بہا ہونا بھی شرط ہی اور آیا زن متمتع بہا (جس عورت سے متعہ ہوا ہو) پر بھی ایلاء واقع ہوتی ہی یا نہین اسمین تردد ہی اظہر یہ ہی کہ واقع نہین ہوتی اور زن حرّہ و مملوکہ دونون سے ایلاء کرنا صحیح ہی اور اسیطرح تعیین مدت کے لیے حاکم شرع کی طرف مرافعہ کرنیکا حق زن مولی منہا کو حاصل ہوتا ہی اور اسیطرح انقضائے مدت کے بعد مطالبۂ فئۃ (وطی کیطرف عود کرنا) کا بھی اوسی کو استحقاق ہوگا اگرچہ کنیز ہو اور اوسکے آقا کو تعرض کرنا صحیح نہوگا اور جسطرح کہ زن مسلمہ سے ایلاء کرنا صحیح ہی اسیطرح زن ذمیہ (یہودیہ و نصرانیہ) سے بھی صحیح ہی **امر چہارم** احکام ایلاء کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** ایلاء مین تحریم بحلف کا مطلق ہونا غیر مقید (جو تحریم دائمی پر محمول ہوگی) یا مقید بدوام ہونا (جس سے مقتضائے اطلاق کی تاکید ہوتی ہی) یا ایسی مدت کے ساتھ مقرون ہونا جو چار مہینے سے زائد ہو یا کسی ایسے فعل کیطرف مضاف ہونا جو مدت تربص

(انتظار) کے منقضی ہونے سے قبل یقینًا یا غالبًا حاصل نہو (مثلًا کوئی شخص عراق مین موجود ہو اور اپنی زوجہ سے
واللہ لا اجامعک حتی امضی الی بلاد الترک واعود یا واللہ لا اجامعک ما بقیت وغیرہ کہے) اوسکی
قسم بخدا کہ مین تجھسے اوسوقت تک جماع نکرونگا جبتک کہ بلاد ترک مین جاکر دیکھ نہ آؤن یا قسم بخدا کہ مین تجھسے اوسوقت تک جماع نکرونگا جبتک کہ مین باقی ہون
صحت مین شرط ہے اور اگر کوئی شخص تحریم بحلف کو چار مہینے یا کم کے ساتھ مقرون کرے تو ایلاء واقع نہوگی
اور اسیطرح اگر اوسکو ایسے فعل پر معلق کرے جو چار مہینے سے قبل یقینًا یا غالبًا منقضی ہوجائے یا اوسکے
منقضی ہونے اور نہونے کا مساوی احتمال ہو تب بھی ایلاء منعقد نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے
واللہ لا وطیتک حتی ادخل ھذہ الدار (قسم بخدا کہ مین تجھسے وطی نکرونگا تا انیکہ اس مکان مین داخل ہون)
کہے تو ایلاء واقع نہوگی اسلیے کہ اوسکو مکان مذکور مین داخل ہونے کے بعد بدون کفارہ وطی کرنا ممکن ہے
اور یہ منافی ایلاء ہے (کیونکہ ایلاء مین چار مہینے کے بعد بدون کفارہ وطی حرام ہوتی ہے علاوہ برین
اس صورت مین اندار چار ماہ تک ترک وطی پر حلف کرنا بھی صادق نہین آتا اسلیے کہ دخول مکان اوسکا امر اختیاری ہے) دوسرا مسئلہ
مدت تربص زن حرہ و کنیز دونون مین چار ماہ ہین خواہ شوہر حر ہو یا مملوک اور مدت مذکورہ حق شوہر ہے اور زوجہ کو
اوس مدت مذکور مین وطی کا مطالبہ صحیح نہین ہے (لکن اگر اوسکا شوہر اثنائے مدت مین اوس سے وطی کرنیکا ارادہ کریگا
تو اوسپر کفارہ دینا لازم ہوگا) پس جبکہ چار مہینے منقضی ہوجائینگے تو زوجہ پر انقضائے مدت کے ساتھ
طلاق واقع نہوگی اور اگر انقضائے مدت کے بعد شوہر طلاق نہ دے تو حاکم شرع کو اوسکی زوجہ کا
طلاق دینا صحیح نہوگا اور جبکہ زن مولی منہا حاکم شرع کے پاس مرافعہ کرے تو شوہر کو طلاق دینے اور عود
کرنے مین اختیار رہیگا پس اگر شوہر اوسکو طلاق دے تو اوسکے حق سے خارج ہوجائیگا اور یہ طلاق
علی الاشہر (مشہور کی بناپر) رجعی ہوگی اور اسیطرح اگر عود کرے (یعنے زوجہ سے وطی کرے) تب بھی اوسکے
حق سے خارج ہوجائیگا اور اگر بعد مرافعہ ان دونون امرون (طلاق دینا اور عود کرنا) سے انکار کرے
تو حاکم شرع کو اوسوقت تک اوسکا محبوس کرنا اور اوسپر تنگی کرنا جائز ہوگا جبتک کہ وطی اور طلاق مین سے
ایک کو اختیار نکریگا اور حاکم کو اوسکا احد الامرین پر بخصوصہ مجبور کرنا صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے

ولو آلی مدة معینة ودافع بعد المرافعة حتی انقضت المدة سقط حکم الایلاء ولم تلزمه الکفارة مع الوطی ولو اسقطت حقها من المطالبة لم یسقط لانه حق یتجدد فیسقط بالعفو ما کان لا ما یتجدد وفیه فروع الاول

تا مدتِ معینہ ایلا کرے اور مرافعہ کے بعد بیانتک مدافعت کرے کہ وہ مدت منقضی ہوجائے تو حکم ایلا ساقط ہوجائیگا (اگرچہ بوجہ مدافعت گنہگار ہوگا) اور اوسپر وطی کے ساتھ کفارہ دینا لازم نہوگا اور اگر عورت کچھ زمانہ تک اپنے حق مطالبہ کو ساقط کردے تو اصل مطالبہ ساقط نہوگا اسلیے کہ یہ ایسا حق ہے جو حادث ہوتا رہتا ہے پس اوسکے عفو کرنے سے فقط وہ حق ساقط ہوگا جو گذر چکا ہے اور جو وقتاً فوقتاً حادث ہوتا ہے وہ ساقط نہوگا اور اسمقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین **اول** اگر زن و مرد انقضائے مدت مین اختلاف کرین (بایں معنی کہ عورت انقضائے مدت کی مدعی ہو اور مرد اوسکے بقا کا دعویٰ کرے) تو اون دونون مین سے اوس شخص کا قول مقبول ہوگا جو اوسکے باقی رہنے کا دعویٰ کرے اسلیے کہ اصل عدم انقضا ہے اور اسیطرح اگر وہ دونون ایقاع ایلا کے زمانہ مین اختلاف کرین تو اوس شخص کا قول معتبر ہوگا جو تاخر زمان کا مدعی ہو **دوم** اگر مدت تربص منقضی ہوجائے اور وطی شوہر سے کوئی مانع موجود ہو (جیسے عورت کا حائض یا مریض ہونا) تو عورت کو تا زوال مانع اوس سے وطی کا مطالبہ صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکا عذر واضح ہے اور اگر قائل ہون کہ اس صورت مین عورت کو مرد سے فئہ عاجز (عاجز کا رجوع کرنا جیسے بوسہ لینا یا لمس کرنا) کا مطالبہ صحیح ہے تو خوب ہے اور اگر عورت کے اعذار اثنائے مدت مین حادث ہون تو شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہے کہ حیض کے علاوہ باقی اعذار سے استدامت (استمرار) مدت منقطع ہوجائیگی (یعنی عورت کے اعذار کا زمانہ مدت تربص مین محسوب نہوگا) اسلیے کہ مطالبۂ فئہ عورت کا حق ہے اور اعذار بھی اوسی کی طرف سے حادث ہوئے ہین اور مدت تربص مرد کا حق ہے لہذا عورت کے وہ اعذار مدت تربص مین محسوب نہونگے جن مین مرد کو رجوع کرنے پر قدرت نہین ہے اور اس قول مین تردد ہے اسلیے کہ فئہ عاجز کے مطالبہ کا کوئی مانع نہین ہے لہذا اعذار مذکورہ کو مدت تربص مین محسوب ہونا چاہیے اور مرد کے اعذار سے مدت تربص منقطع نہوگی خواہ وہ اعذار ابتدائی ہون یا اثنائے مدت مین عارض ہوئے ہون (اور خواہ اعذار شرعیہ ہون جیسے صوم اور احرام یا حسیہ ہون جیسے جنون اور دیگر اسقام) اور اسیطرح مرد کے اعذار مدت تربص کی انتہا مین مانع موافقت

لو اختلفا في انقضاء المدة فالقول قول من يدعي بقاءها وكذا لو اختلفا في زمان ايقاع الايلاء فالقول قول من يدعي تأخره الثاني لو انقضت مدة التربص وهناك ما يمنع من الوطي كالحيض والمرض لم تكن لها المطالبة لظهور عذره ولو قيل لها المطالبة بفئة العاجز عن الوطي كان حسناً ولو تجددت اعذارها في اثناء المدة قال في المبسوط تنقطع الاستدامة عدا الحيض وفيه تردد ولا تنقطع باعذار الرجل ابتداءً كانت او اعتراضاً

انتهی ولا یمنع من المواقفة

الثالث اذا جن بعد ضرب المدة احتسبت عليه وان كان مجنونا فان انقضت المدة والجنون باق تربص به حتى يفيق الرابع اذا انقضت المدة وهو محرم الزم بفئة المعذور وكذا لو اتفق صائما ولو واقع اثم واجزأ في الفئة وكذا في كل وطء محرم الخامس اذا ظاهر ثم آلى صح الامران ويوقف بعد انقضاء مدة الظهار فان طلق خرج من الحقين وان امتنع الزم التكفير والوطء لانه اسقط حقه من التربص بالظهار فان كفر ووطئ لزمه كفارة الايلاء السادس اذا آلى ثم ارتد قال الشيخ لا يحتسب عليه زمان الردة لان المنع بسبب الارتداد لا بالايلاء وفيه اشكال ينشأ من تمكنه من الوطء بازالة المانع [illegible]

(زن و مرد کا مجلس خصومت مین کھڑا ہونا) بھی ہونگے) **سوم** اگر شوہر کو تعیین مدت کے بعد جنون عارض ہو تو مدت تربص کا اوسپر متساب کیا جائیگا اگرچہ وہ مجنون ہو پس اگر مدت تربص منقضی ہو جائے اور اوسکا جنون باقی رہے تو تا حصول افاقہ تربص کیا جائیگا اسلیے کہ وہ مرفوع القلم ہو (ہان اگر اوسکا عذر رافع تکلیف نہو تو عورت کو اوس سے فئہ عاجز کا مطالبہ صحیح ہوگا) **چہارم** جبکہ مدت تربص منقضی ہو جائے اور شوہر محرم ہو تو اوسکو فئہ معذور (صاحب عذر) کا الزام دیا جائیگا اور اسیطرح اگر ختم تربص کے وقت صائم ہو (اور صوم کا افطار کرنا جائز نہو) تب بھی اوسکو فئہ معذور کا الزام دینا صحیح ہوگا اور اگر حالت صوم مین وطی کرے تو ادائے فئہ مین کافی ہوگا اگرچہ گنہگار رہوگا اور اسیطرح ہر وطی محرم (جیسے حالت حیض یا صوم واجب مین وطی کرنا) کا بھی یہی حکم ہو **پنجم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ظہار کرے بعد ازان اوسی سے ایلاء کرے تو دونون امر صحیح ہونگے اور مدت ظہار کے بعد مجلس خصومت مین کھڑا کیا جائیگا پس اگر زوجہ کو طلاق دے تو اوسکے حق سے بری اور حکم ظہار و ایلاء سے خارج ہو جائیگا اور اگر انکار کرے تو اوسکو کفارہ و وطی کا الزام دیا جائیگا اسلیے کہ اوسنے اپنا حق تربص بوجہ ظہار ساقط کر دیا پس اگر کفارہ ظہار کے بعد اوس سے وطی کریگا تو اوسپر کفارہ ایلاء واجب ہوگا **ششم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ایلاء کرے بعد ازان مرتد ہو جائے (اور ارتداد فطری نہو) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ مدت تربص مین ردہ کا زمانہ محسوب نکیا جائیگا اسلیے کہ منع وطی کا سبب ارتداد ہو نہ ایلاء لکن زمانہ ردہ کا مدت تربص مین محسوب ہونا بیوجہ نہین ہو اسلیے کہ اوسکو ازالہ مانع کے بعد وطی کرنے پر تمکن حاصل ہو **تیسرا مسئلہ** جبکہ مولے (ایلاء کرنے والا) اپنی زوجہ مولی منہا (جس عورت سے ایلا ہوئی ہی) سے مدت تربص مین وطی کرے تو اوسپر اجماعا کفارہ لازم ہوگا اور اگر مدت تربص کے بعد ایسے زمانہ مین وطی کرے جسکو اوسکا حلف شامل ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہو کہ اوسپر کفارہ لازم نہوگا اور خلاف مین فرمایا ہو کہ لازم ہوگا اور یہی قول اشبہ ہو اسلیے کہ اوسپر کفارہ کا لازم ہونا بوجہ وطی نہین ہو بلکہ مخالفت حلف کیوجہ سے ہو جو اس صورت مین مفروض ہو

الثالثة اذا وطئ في مدة التربص لزمته الكفارة اجماعا ولو وطئ بعد المدة قال في المبسوط لا كفارة وفي الخلاف تلزمه وهو الاشبه

چوتھا مسئلہ جبکہ مُولی اپنی زوجۂ مولی منہا سے سہوًا یا حالت جنون مین وطی کرے یا وہ اوسکے باقی حلائل کے ساتھ مشتبہ ہوجائے (یعنے اوس سے وطی بالشبہ واقع ہوجائے) توشیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ تحقق وطی کیوجہ سے حکم ایلاء باطل ہوجائیگا اور اوسپر کفارہ لازم نہوگا اسلیے کہ اوسنے قسم کی مخالفت نہین کی **پانچوان مسئلہ** جبکہ شخص مؤلی اصابت (مقاربت) کا مدعی ہو اور عورت اسکا انکار کرے تو مولی کا قول مع اوسکی قسم کے مقبول ہوگا اسلیے کہ وقوع وطی پر بینہ کا قائم کرنا متعذر ہی **چھٹا مسئلہ** شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہو کہ مدت تربص کا وقت مرافعہ سے حساب کیا جائیگا اور وقت ایلاء سے نکیا جائیگا اور اسمین تردد ہی **ساتوان مسئلہ** جبکہ زن ذمیہ (نصرانیہ ویہودیہ) و مرد ذمی (نصرانی ویہودی) حاکم شرع کی طرف مرافعہ کرین تو اوسکو بمقتضائے شرع حکم کرنے اور اونکے اہل نحلہ کیطرف رد کرنے مین اختیار ہوگا **آٹھوان مسئلہ** فئہ قادر (جو شخص کہ جماع کرنے پر قدرت رکھتا ہو اوسکا وطی زن کی طرف عود کرنا) سے غیبوبت حشفہ فی القبل (حشفہ کا فرج زن مین غائب ہونا) مراد ہی اور فئۂ عاجز (جو شخص کہ جماع کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اوسکا وطی زن کی طرف عود کرنا) سے عزم علی الوطی کا حالت قدرت مین ظاہر کرنا مراد ہی اور اگر کوئی شخص جماع کرنے پر قدرت رکھتا ہو اور کسی عذر کیوجہ سے مہلت کا طالب ہو تو اوتنے وقت تک اوسکو مہلت دیجائیگی جسوقت تک کہ عرفًا اور عادۃً وہ عذر برطرف ہوجاتا ہو مثلًا اگر شبعان (شکم سیر) ہی تو اوسوقت تک مہلت دیجائیگی جبتک کہ اوس سے گرانی غذا زائل و خفت حاصل ہو اور اگر گرسنہ ہی تو اوسوقت تک مہلت دیجائیگی کہ وہ کھانے سے فارغ ہو اور اگر متعب (تھکا ہوا) ہی تو تا حصول راحت مہلت دیجائیگی و علی ہذا القیاس **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجۂ کنیز سے ایلاء کرے بعد ازان اوسکو خرید کرلے پھر آزاد کرنے کے بعد اوس سے عقد کرے تو حکم ایلاء عود نکریگا اور اسیطرح اگر کوئی غلام اپنی زوجۂ حرہ سے ایلاء کرے بعد ازان اوس غلام کو زن مذکورہ خرید کرلے اور آزاد کرنے کے بعد اوس سے عقد کرے تب بھی حکم ایلاء عود نکریگا **دسوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی چار زوجاؤن سے کہے

واللہ لا وطئیکن (قسم بخدا کہ مین تمسے وطی نکرونگا) تو وہ شخص فی الحال مولی (ایلا کرنے والا) ہوگا اور اوسکو اون چارون مین سے تین عورتون کی وطی جائز ہوگی اور زنِ چہارم کی وطی مخصوص تحریم ہوگی اور ایلا ثابت ہوگی اور اوسکو مرافعہ کرنا جائز ہوگا اور بعد مرافعہ اوسکے لیے مدت کی تعیین کیجائیگی اور انقضائے مدت کے (یعنی زن چہارم کو) بعد شوہر کو مجلس خصومت مین قائم کریگی اور اگر اونمین سے کوئی عورت قبل وطی مرجائے تو حکم یمین (حلف) برطرف ہوجائیگا اسلیے کہ اوسکی مخالفت (یعنی قسم کی مخالفت) وسوقت تک متحقق نہوگی جبتک کہ کل ازواج سے وطی واقع نہو اور حق میت مین وطی معتبر کا حصول متعذر ہے اسلیے کہ وطی میت کا کوئی حکم نہین ہے اور اگر زمانۂ مذکورہ مین سے ایک یا دو یا تین عورتون کو طلاق دے تو تعذر وطی کا حکم جاری نہوگا اسلیے کہ حکم یمین اسمقام پر باقی عورتون مین باقی ہے کیونکہ وطی مطلقات (جن عورتون کو طلاق ہوئی ہو) ممکن ہے اگرچہ بالشبہہ ہو اور اگر کوئی شخص اپنی ازواج اربعہ سے کہے واللہ لا وطئت واحدۃ منکن (قسم بخدا کہ مین تم مین سے ایک کے ساتھ وطی نکرونگا) تو کل ازواج سے ایلا متعلق ہوگی اور اون سب کے لیے عاجلاً مدت تربص مقرر کیجائیگی ہان اگر اونمین سے ایک زوجہ کے ساتھ وطی کریگا تو حانث (قسم کی مخالفت کرنیوالا) ہوگا اور باقی ازواج سے حکم یمین برطرف ہوجائیگا اور اگر اونمین سے ایک دو یا تین عورتون کو طلاق دیگا تو باقی عورتون مین حکم ایلا باقی رہیگا اور اگر اس صورت مین شخص مولی بیان کرے کہ مینے اونمین سے واحدۂ معینہ کا ارادہ کیا تھا تو اوسکا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہے اور اگر کوئی شخص اپنی ازواج اربعہ سے کہے واللہ لا وطئت کل واحدۃ منکن (قسم بخدا کہ مین تم مین سے کسیکے ساتھ وطی نکرونگا) تو ہر ایک زوجہ سے ایلا متعلق ہوگی جسطرح کہ ایک زوجہ سے علیحدہ علیحدہ ایلا متعلق ہوتی ہے اور اونمین سے جس عورت کو طلاق دیگا اوسکے حق سے بری ہوجائیگا اور باقی عورتون کے حق مین حکم یمین برطرف نہوگا اور اسیطرح اگر اونمین سے کسی ایک کے ساتھ وطی کریگا تو اوسپر کفارہ لازم ہوگا اور باقی عورتون کے حق مین حکم ایلا باقی رہیگا **گیارھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص مطلقہ رجعیہ سے ایلا کرے تو صحیح ہوگا

اور عدّہ کا زمانہ مدّت تربّص مین محسوب ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ایلاء کرے بعد ازان اوسکو طلاق رجعی دے اور مراجعت کرے تب بھی عدّہ کا زمانہ مدّت تربّص مین محسوب ہوگا **بارھوان مسئلہ** تکرار یمین سے اتحاد زمان کی صورت مین کفارہ کی تکرار نہوگی خواہ قصد تاکید کیا جائے یا نکیا جائے یا دوم سے اوّل کے مغائر کا قصد کیا جائے (مثلاً کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللّٰہ لا وطیتک واللّٰہ لا وطیتک یا ان دونون کے بعد لفظ ابدًا یا لفظ خمسۃ اشہر کو زائد کرے) ہان اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللّٰہ لا وطیتک خمسۃ اشہر فاذا انقضت فواللّٰہ لا وطیتک سنۃ (قسم بخدا کہ مین تجھسے پانچ مہینے تک وطی نکرونگا پس جبکہ وہ منقضی ہوجائینگے تو قسم بخدا کہ مین تجھسے ایک سال تک وطی نکرونگا) تو یہ دو ایلا مین شمار کیجائینگی اسلیے کہ دونون کا تعلق ایک زمانہ سے نہین ہوا اور زن مذکورہ کو بعد یمین مدّت تربّص کی تعیین کے لیے مرافعہ کرنیکا اختیار رہوگا اور اگر بعد مرافعہ اوسکا شوہر مدافعت کرے تا اینکہ پانچ مہینے منقضی ہوجائین تو یمین اوّل کا حکم برطرف ہوجائیگا شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ بعد ازین ایلائے ثانی کا وقت داخل ہوگا اور تقریر شیخ کی بنا پر ایلائے ثانی کا باطل ہونا بوجہ نہین ہو اسلیے کہ وہ صفت پر معلق ہو **تیرھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللّٰہ لا اصبتک سنۃ الا مرۃ (قسم بخدا کہ مین تجھسے ایک سال مین ایکدفعہ کے سوا وطی نکرونگا) تو فی الحال وہ مولی (ایلاء کرنیوالا) نہوگا اسلیے کہ ایکدفعہ کی وطی کو اوسنے مستثنی کر لیا ہی پس اوسکو بدون کفارہ وطی کرنا جائز ہی اور اگر وطی کریگا تو ایلا صحیح ہوگی بعد ازان نظر کیجائیگی پس اگر انقضاے سال مین چار مہینے سے زائد زمانہ باقی رہے تو اوسی روز سے ایلا صحیح اور عورت کو اوسکا مجلس خصومت مین قائم کرنا جائز ہوگا اور اگر ختم سال مین چار مہینے یا کم زمانہ باقی رہے تو حکم ایلا باطل ہوگا۔

کتاب اللعان

(زن و شوہر کا بطور خاص مباہلہ کرنا) اس کتاب مین دو مطلب ہین **پہلا مطلب** ارکان لعان کے بیان مین اور وہ چار ہین **رکن اوّل** سبب لعان کے بیان مین اور وہ دو ہین **پہلا سبب** قذف

(زناکی نسبت دینا) ہی اور قذف پر لعان اوسوقت مترتب ہوتا ہی کہ جب کوئی شخص اپنی زوجہ محصنہ (جو عفیفہ ہو اور مشہور بزنا نہو) اور مدخول بہا کو (جس عورت سے دخول واقع ہوا ہو) قبلاً یا دبراً زناکی نسبت دے اور مشاہدہ کا مدعی ہو اور بینہ نہ رکھتا ہو پس اگر کوئی شخص کسی زن اجنبیہ کو زناکی نسبت دے تو اوس شخص پر حدِ قذف کا جاری کرنا معین ہوگا اور لعان نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو زناکی نسبت دے اور مدعی مشاہدہ نہو تو اوسپر بھی حد قذف جاری ہوگی اور لعان نہوگی اور اگر اوسکے پاس بینہ موجود ہو تو لعان اور حد دونون نہونگی اور اسیطرح اگر زن مقذوفہ (جسکو زناکی نسبت دیگئی ہو) مشہور بزنا ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور اشتراطِ مشاہدہ پر متفرع ہوتا ہی کہ حق اعمی (نابینا) مین قذف کیوجہ سے لعان ساقط ہو اسلیے کہ مشاہدہ متعذر ہی اور اوسکے حق مین فقط نفی ولد کیوجہ سے لعان ثابت ہوگی اور اگر قاذف (زناکی نسبت دینے والا) کے پاس بینہ موجود ہو اور اوس سے لعان کی طرف عدول کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہی کہ صحیح ہوگا اور مبسوط مین فرمایا ہی کہ صحیح نہوگا اسلیے کہ آیۂ کریمہ مین عدم بینہ کی شرط ہوئی ہی اور یہی قول اشبہ ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو زناکی نسبت دے اور اوسکو ما قبل نکاح کی طرف منسوب کرے تو اوسپر حد کا جاری کرنا لازم ہوگا اور آیا اوسکو بوجہ لعان حد کے ساقط کرنے کا اختیار ہوگا یا نہین شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہی کہ اوسکو لعان کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسنے زناکو ایسے زمانہ کیطرف منسوب کیا ہی جسمین اوسکے ساتھ لعان کرنا مشروع نتھا پس اوسی کا اعتبار کیا جائیگا اور مبسوط مین فرمایا ہی کہ اوسکو لعان کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسنے جسوقت اوسکو نسبت دی ہی اوسوقت مین لعان کرنا مشروع ہی پس اسی کا اعتبار کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور کسی عورت کا بوجہ شبہ قذف کرنا جائز نہین ہی اور اسیطرح اگر ظن غالب حاصل ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ کسی ثقہ نے اوسکو خبر دی ہو یا یہ امر حد شیاع کو پہونچا ہو کہ فلان شخص نے اوسکے ساتھ زناکی ہی اور جبکہ کوئی شخص عورت کا عدۂ رجعیہ مین قذف کرے تو اوسکو لعان کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ وہ بحکم زوجہ ہی اور اوسکو مطلقہ ثانیہ سے لعان کرنا

صحیح نہین ہی پس صورت قذف مین اوسپر حد ثابت ہوگی اگرچہ اوسکو زمان زوجیت کی طرف منسوب کرے
اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا سحق کے ساتھ قذف کرے تو لعان ثابت نہوگی اگرچہ مشاہدہ کا مدعی ہو اور
اوسپر حد ثابت ہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجۂ مجنونہ کا قذف کرے گا تو حد ثابت ہوگی لکن اوسوقت تک اوسپر
قائم نکی جائیگی جبتک کہ زن مذکورہ حالت صحت مین اوسکا مطالبہ نکرے پس اگر بعد افاقہ مطالبہ کرے
تو شوہر کو اسقاط حد کے لیے لعان کرنا صحیح ہوگا اور جبتک کہ زن مجنونہ زندہ ہی اوسوقت تک اوسکے ولی کو
قاذف پر حد کے جاری کرانیکا مطالبہ صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجۂ کنیز کا قذف کرے تو
آقائے کنیز کو اوسکے شوہر سے اوسوقت تک تعزیر کا مطالبہ صحیح نہوگا جبتک وہ زندہ ہی پس اگر کنیز مذکورہ
مرجائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسکے آقا کو تعزیر کا مطالبہ صحیح ہوگا اور یہ قول خوب ہی دوسرا سبب
انکار ولد ہی اور انکار ولد سے لعان اوسوقت ثابت ہوتی ہی جبکہ وہ وقت وطی سے چھ مہینے یا زائد
کے بعد پیدا ہو تاوقتیکہ اقصائے حمل سے تجاوز نکرے اور اوسکی ماں موطوءۂ بعقد دائم ہو اور اگر کوئی
مولود تمام وطی شوہر سے چھ مہینے گذرنے کے قبل پیدا ہو تو اوس سے ملحق نہوگا اور بغیر لعان منتفی ہو جائیگا لکن اگر
زن و شوہر دخول کے بعد مدت حمل مین اختلاف کرین (شوہر کہے کہ یہ مولود وقت دخول سے چھ مہینے
گذرنے کے قبل یا اقصائے حمل کے بعد پیدا ہوا ہی اور عورت مدعی ہو کہ وہ چھ مہینے کے بعد اور اقصائے حمل کے
قبل پیدا ہوا ہی) تو لعان کرینگے اور مولود کا الحاق اوسوقت صحیح ہوگا جبکہ وطی ممکن ہو اور شوہر وطی پر
قادر ہو پس اگر کوئی ایسا طفل اپنی زوجہ سے دخول کرے جبکا سن نو سال سے کم ہو تو مولود اوس سے
ملحق نہوگا (اگرچہ وقت وطی سے چھ مہینے کے بعد اور اقصائے حمل کے قبل ولادت ہو) اور اگر طفل مذکور دہ سالہ ہو
تو مولود اوس سے ملحق ہوگا اسلیے کہ اوسکے حق مین تحقق بلوغ ممکن ہی اگرچہ ایسا اتفاق شاذ و نادر ہوتا ہی
اور اگر طفل دہ سالہ مولود کا انکار کرے تو اوسکا لعان کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ جبتک اوسکا بلوغ ثابت نہو
اوسوقت تک اوسکی لعان کے واسطے کوئی حکم نہین ہی (اور اوس سے مولود کا احتمال بلوغ کی بنا پر ملحق کرنا

تحقق بلوغ کو مقتضی نہین ہی ہان لعان مین تاخیر کیجائیگی پس اگر بعد بلوغ و رشد بھی اوسکا انکار کریگا تو اوسکا لعان کرنا صحیح ہوگا اور اگر طفل مذکور (دہ سالہ) قبل بلوغ یا بعد بلوغ اور قبل انکار وفات پائے تو مولود اوس سے ملحق رہیگا (اور قبل بلوغ کے انکار کا اعتبار نکیا جائیگا) اور اوسکی زوجہ اور مولود دونون اوسکے وارث ہونگے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے از راہ دبر وطی کرے اور وہ حاملہ ہوجائے تو مولود اوس سے ملحق ہوگا اسلیے قطرات منی کا اوسکی قبل مین پہونچ جانا ممکن ہی اگرچہ وطی دوسری راہ سے واقع ہوا و خصی مجبوب (وہ خواجہ سرا جو مقطوع الذکر ہو) سے مولود کا الحاق نکیا جائیگا اور ہمین تردد ہی اسلیے کہ بواسطہ مساحقت مولود کے حامل ہونیکا احتمال باقی رہتا ہی اگرچہ ابعد ہی اور خصی (خواجہ سرا) کا مولود اوس سے ملحق ہوگا اور اسیطرح مجبوب (مقطوع الذکر) کا بھی مولود اوس سے ملحق کیا جائیگا اور ان دونون (خصی و مجبوب) مین سے کسی کا مولود بدون لعان منتفی نہوگا اسلیے کہ مولود کا بواسطہ مساحقت وغیرہ حاصل ہونا محتمل ہی اگرچہ یہ احتمال بعید ہی اور جبکہ کسی عورت کا شوہر ولادت کیوقت حاضر ہو اور باوجود ارتفاع اعذار کے مولود کا انکار نکرے تو اوسکو بعد ازان مولود کا انکار کرنا صحیح نہوگا ہان اگر بعد ولادت اوسکے انکار مین اوسیقدر تاخیر کرے جسقدر کی کہ عادت جاری ہی (جیسے حاکم کے پاس جانا) تو صحیح ہوگا اور اگر قائل ہون کہ اوسکو مولود کے انکار کرنے کا اوسوقت تک اختیار رہیگا جبتک کہ اوسکا اقرار نکرے تو خوب ہو اور اگر کوئی شخص نفی حمل مین تا وقت ولادت سکوت کرے تو وضع حمل کے بعد اوسکو دونون قولون کی بنا پر اختیار نفی باقی رہیگا اسلیے کہ اوسکے حق مین حمل کا قبل وضع مجہول ہونا اور اوسکے حمل یا ریح ہونیمین اوسکا متردد ہونا اور اسی تردد کا منشاء توقف و سکوت ہونا محتمل ہی اور اگر کوئی شخص مولود کا صریحًا اقرار کرے تو بعد ازان اوسکا انکار کرنا جائز اور صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر اوسکا بفحوائے کلام اقرار کرے مثلًا کوئی شخص اوسکو مولود کی بشارت دے اور وہ ایسے کلام کے ساتھ جواب دے جو اوسکی رضا پر متضمن ہو (مثلًا کوئی شخص اوس سے کہے بارک اللہ لک فی مولودک اور وہ اوسکے جواب مین کہے آمین یا انشاء اللہ تعالی) تب بھی اوسکا انکار کرنا صحیح نہوگا

اما لو قال مجیبا بارك الله فیك او احسن الله الیك لم یكن اقرارا واذا انكر الرجل الدخول وادعت حاملا فاقامت بینة انه ارخی الستر لاعنها وحرمت وكان علیه المهر وان لم تقم بینة فان علیه نصف المهر ولا لعان وعلیها الحد وقیل لا یثبت اللعان ما لم یثبت الدخول وهو الوطی ولا یكفی ارخاء الستر ولا یتوجه علیه الحد لانه لم یقذف ولا انكر ولدا یلزمه الاقرار به ولعل هذا اشبه ولو قذف امرأته ونفی الولد واقام بینة سقط الحد ولم ینتف الولد الا باللعان ولو طلقها بائنا فاتت بولد یلحق به فی الظاهر لم ینتف الا باللعان ولو تزوجت واتت بولد لدون ستة اشهر من دخول الثانی ولتسعة اشهر فما دون من دخول الاول

لکن اگر اوسکے جواب مین کہے بارک اللہ فیك یا احسن اللہ الیك تو اقرار نہوگا اسلیے کہ یہ
جواب متضمن رضا نہین ہو اور جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے اور دخول کا انکار کرے اور اوسکی
زوجہ مدعی دخول ہو اور مطلق مذکور سے اپنے حاملہ ہونیکا دعوی کرے پس اگر زن مذکورہ اوسکے
ارخاء ستر (پردہ چھوڑنا) پر بینہ قائم کرے تو مطلق مذکور کو اوس سے لعان کرنا صحیح ہوگا اور مہر کامل
اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر زن مذکورہ بینہ قائم نکریگی تو مطلق کو نصف مہر کا اوسکے حوالہ کرنا
واجب ہوگا اور لعان کرنا صحیح نہوگا اور زن مذکورہ پر سو کوڑون کے ساتھ حد جاری کیجائیگی اور
بعض علماء نے فرمایا ہو کہ لعان اوسوقت تک ثابت نہوگی جبتک کہ دخول (جس سے وطی کرنا مراد ہو)
ثابت نہو اور محض ارخاء ستر کا ثابت ہونا کافی نہین ہو اور مطلق پر حد بھی جاری نکیجائیگی اسلیے کہ اوسنے
زن مذکورہ کا قذف نہین کیا بلکہ فقط اپنے دخول کا انکار کیا ہو اور اسیطرح اوسنے ایسے مولود کا انکار
نہین کیا جسکا اقرار کرنا اوسپر لازم ہو اور شاید کہ یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اور اگر
کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف اور مولود کا انکار کرے اور بینہ قائم کردے تو شخص مذکور سے حد ساقط
ہوگی لیکن وہ مولود اوس سے بدون لعان منتفی نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق بائن
دے بعد ازان زن مذکورہ سے ایسے وقت مین ولادت ہو کہ مطلق سے مولود کا علی الظاہر
ملحق کرنا صحیح ہو تو وہ مولود اوس سے بدون لعان منتفی نہوگا اور اگر زن مذکورہ کسی دوسرے
شخص سے عقد کرے بعد ازان شوہر ثانی کے دخول کرنے سے چھ مہینے قبل اور شوہر اول کے دخول کر
نو مہینے یا کم کے بعد ولادت ہو تو وہ مولود شوہر اول سے ملحق ہوگا اور بدون لعان منتفی نہوگا

رکن دوم ملاعن (لعان کرنیوالا) کے بیان مین اور اوسکا بالغ اور عاقل ہونا صحت لعان مین
شرط ہو اور آیا کافر کی لعان صحیح ہو یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین ان دونون مین اشہر
یہ ہو کہ صحیح ہو اور اسیطرح مملوک کی لعان بھی مشہور کی بنا پر صحیح ہو اور اخرس (گونگا) کی لعان بھی صحیح ہو

الملاعن

الركن الثانی فی الملاعن ویعتبر فیه البلوغ وكمال العقل وفی لعان الكافر روایتان اشهرهما انه یصح وكذا المملوك ویصح لعان الاخرس

بشرطیکہ ایسا اشارہ کرے جو قذف پر دلالت کرتا ہو جسطرح کہ اوسکا اقرار اور طلاق صحیح ہی اور بعض علمانے
اوسکے لعان کے صحیح ہونے مین توقف کیا ہی اسلیے کہ اشارہ سے ایقاع لعان کا معلوم ہونا متعذر ہی
اور یہ ضعیف ہی کیونکہ لعان کا حال اقرار بالقتل (جسکا ثبوت اوسکے اشارہ سے ہوتا ہی) کے حال سے زائد نہین ہی
ہان اوسکی لعان بدون نطق و اشارۂ معقولہ (جس سے قذفِ زوجہ مفہوم ہو) صحیح نہوگی اور اگر کوئی شخص
اپنی زوجۂ مجنونہ کے مولود کی نفی کریگا تو اوس سے بدون لعان منتفی نہوگا ہان اگر بعد افاقہ لعان کیگی
تو صحیح ہوگی اور مولود منتفی ہوگا والا نسب ثابت ہوگا اور زوجیت باقی رہیگی اور اگر کوئی شخص ولد شبہ کا
انکار کرے تو منتفی ہوگا اور لعان ثابت نہوگی اور جبکہ شوہر کو الحاق کے کل شروط یا بعض کے مختل
ہونے کیوجہ سے انتفاء حمل کا علم حاصل ہو تو مولود کا انکار کرنا لازم ہوگا اور لعان واجب ہوگی تاکہ
اوسکے نسب سے وہ شخص ملحق نہوجائے جو اوس سے خارج ہی اور کسی شبہ کیوجہ سے انکار مولود جائز
نہین ہی اور اسیطرح اگر مولود کے منتفی ہونیکا ظن حاصل ہو تب بھی اوسکا انکار جائز نہوگا اور اسیطرح اگر صفات
مولود و والدین مین مخالفت ہو تب بھی یہی حکم ہوگا رکن سوم زن ملاعنہ (جس عورت سے لعان کیا جائے)
کے بیان مین اور اوسکا بالغ اور کامل العقل ہونا اور صمم (بہرا ہونا) وخرس (گونگا ہونا) سے سالم ہونا صحت لعان مین
شرط ہی اور اسیطرح اوسکا منکوحہ بعقد دائم ہونا بھی صحت لعان مین شرط ہی اور آیا مشروعیت لعان مین اوسکا
مدخول بہا ہونا شرط ہی یا نہین اسمین خلاف ہی اور روایت مین وارد ہوا ہی کہ غیر مدخول بہا کی لعان صحیح نہین ہی
اور بعض علما قائل بجواز ہوئے ہین اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ صورت قذف مین غیر مدخول بہا کی لعان
صحیح ہوگی اور نفی ولد کی صورت مین صحیح نہوگی اور حرہ اور مملوکہ مین بھی لعان ثابت ہوتی ہی اور ایک
روایت مین اسکی ممانعت وارد ہوئی ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ مابین حرہ و مملوکہ نفی ولد مین لعان ثابت ہوگی اور
صورت قذف مین ثابت نہوگی اور زن حاملہ کی لعان بھی صحیح ہی لیکن صورت اقرار مین تاوضع حمل اوسپر حد جاری
نکیجائیگی اور کوئی کنیز محض ملک کیوجہ سے فراش نہوگی (پس اوسکا مولود اوسکے آقا سے بدون اقرار ملحق نکیا جائیگا)

وهل تصير فراشا بالوطي فيه روايتان اظهرهما انها ليست فراشا ولا يلحق ولدها الا باقراره ولو اعترف بوطئها ولو نفاه لم يفتقر الى لعان الركن الرابع في كيفية اللعان ولا يصح الا عند الحاكم او من نصبه لذلك ولو تراضيا برجل من العامة فلاعن بينهما جاز ويثبت حكم اللعان بنفس الحكم وقيل يعتبر رضاهما بعد الحكم وصورة اللعان ان يشهد الرجل بالله اربعا انه لمن الصادقين فيما رماها به ثم يقول لعنة الله عليه ان كان من الكاذبين ثم تشهد المرأة اربعا بالله انه لمن الكاذبين فيما رماها به ثم تقول ان غضب الله عليها ان كان من الصادقين ويشتمل اللعان على واجب ومندوب فالواجب التلفظ بالشهادة على الوجه المذكور وان يكون الرجل

اور اگر آیا تحقق وطی کے بعد فراش ہوگی یا نہیں اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین اور دونون مین اظہر یہ ہی
کہ فراش نہوگی اور اوسکا مولود بدون اقرار اوسکے آقا سے ملحق نہوگا اگرچہ اوس سے وطی کرنیکا اعتراف کرے
اور اگر اوسکی نفی کریگا تو منتفی ہوجائیگا اور لعان کی حاجت نہوگی **رکن چہارم** کیفیت لعان کے بیان مین
اور لعان کا حاکم شرع (امام علیہ السلام) یا اوس شخص کے پاس واقع ہونا اوسکی صحت مین شرط ہی جسکو اونسے
اسلیے منصوب کیا ہو اور اگر حضور امام علیہ السلام کے زمانہ مین زن وشوہر کسی مرد عامی (وہ فقیہ مجتہد جسکو
امام علیہ السلام نے منصوب نکیا ہو) پر راضی ہوجائین اور وہ اون دونون مین لعان کو واقع کرے
تو جائز ہوگا اور محض اوسکے حکم سے لعان ثابت ہوگی (جسطرح کہ حکم امام علیہ السلام سے ثابت ہوتی ہی) [یعنی مرد عامی کے]
اور اوسکے بعد اون دونون کی رضا کا اعتبار نکیا جائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ بعد حکم اونکی رضا کا
بھی اعتبار کیا جائیگا اور کیفیت لعان یہ ہی کہ حکم حاکم سے اول مرد اوس امر مین اپنے راستگو ہونے کی چار مرتبہ
شہادت دے جسکو اونسے اپنی زوجہ کیطرف منسوب کیا ہی [اور اوسکا ضمنا دفع ہو] جسکی صورت یہ ہی اشهد بالله انی لمن
الصادقین فیما رمیتها به من الزنا (مین حقتعالی کو شاہد کرتا ہون کہ مین اس عورت کے منسوب بزنا
کرنے مین ازجملہ صادقین ہون) اور جبکہ مرد شہادت کو چار دفعہ ادا کرچکے تو پانچوین مرتبہ صیغہ لعن کو
جاری کرے جسکی صورت یہ ہی ان لعنة الله علی ان کنت من الکاذبین (اگر مین منجملہ کاذبین ہون
تو مجھپر لعنت خدا ہو) بعد ازان عورت اپنے شوہر کے اوس امر مین دروغگو ہونے کی چار مرتبہ شہادت دے
جسکو اوسکی طرف منسوب کیا ہی جسکی صورت یہ ہی اشهد بالله انه لمن الکاذبین فیما رمانی به
من الزنا (مین حقتعالی کو شاہد کرتی ہون کہ یہ شخص میرے منسوب بزنا کرنے مین ازجملہ کاذبین ہی) اور جبکہ عورت
شہادت کو چار دفعہ ادا کرچکے تو پانچوین مرتبہ صیغہ غضب کو جاری کرے جسکی صورت یہ ہی ان غضب الله
علی ان کان من الصادقین (اگر یہ شخص ازجملہ صادقین ہو تو مجھپر غضب خدا نازل ہو) اور جن امور پر
کہ لعان مشتمل ہی اون مین چھہ امر واجب ہین **اول** شہادت کا بروجہ مذکور تلفظ کرنا **دوم** مرد کا اپنے

وان یکون النطق بالعربیة مع القدرة المميزة لها عن غيرها ايسهما او صفاتها كذكر اسمها واسم ... وبعدها المرأة وان بعضهما لم يعتبر الترتيب فيبدأ الرجل ... التلفظ بعد ذكر وان يبدأ الرجل بين يدى الحاكم يكونا جميعا قائمين وكذا المرأة وقيل قيما عند التلفظ

تلفظ کیوقت قائم رہنا (یعنے جسوقت کہ الفاظ پنجگانہ کے ساتھ تلفظ کرے اوسوقت قائم رہے) اور عورت کا بھی یہی حکم ہو (یعنی عورت کا بھی اپنے تلفظ کیوقت قائم رہنا لازم ہے) اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ دونون کا اون حاکم شرع کے سامنے ہر ایک کے تلفظ کی حالت مین قائم رہنا لازم ہو سوم مرد کا ترتیب مذکور کے موافق ابتدار بتلفظ کرنا بعد ازان عورت کا تلفظ کرنا پس اگر لعان کے واقع کرنے مین عورت ابتدار کریگی تو صحیح نہوگی اسلیے کہ عورت کا ابتدار کرنا طریق منصوص کے خلاف ہو چہارم مرد کا زن ملاعنہ کو اسطرح معین کرنا کہ احتمال خلاف باقی نہ رہے جیسے اوسکے نام کا مع ولدیت ذکر کرنا یا اوسکے اون اوصاف کا بیان کرنا جو اوسکو باقی ازواج سے ممتاز کردین پنجم زن و مرد کا الفاظ پنجگانہ کو زبان عربی مین واقع کرنا بشرطیکہ اوسپر قدرت رکھتے ہون اور درصورت تعذر دوسری زبان مین ادا کرنا بھی جائز ہو اور جبکہ حاکم شرع کو اوس لغت کی معرفت حاصل نہو جسمین کہ زن و مرد یا احدہما نے تلفظ کیا ہو تو ایسے دو مترجمون کے حاضر ہونے کی بھی احتیاج ہوگی جو متصف بعدالت ہون اور لغت مذکورہ سے بخوبی عارف ہون اور ایک مترجم کا حاضر ہونا کافی نہوگا ششم مرد کا ابتدار بشہادت کرنا بعد ازان صیغہ لعن کا تلفظ کرنا اور اسیطرح عورت کا ابتدار بشہادت کرنا اور اوسکے بعد صیغہ غضب کا تلفظ کرنا اور اگر زن و مرد مین سے کوئی شخص اشہد باللہ کے عوض احلف یا اقسم وغیرہ ایسے الفاظ (جو معنی قسم پر دلالت کرتے ہون) کا تلفظ کریگا تو کافی نہوگا اور چار امر مستحب ہین اول حاکم شرع کا پشت بقبلہ ہو کر بیٹھنا دوم مرد کا یمین حاکم کیطرف اور عورت کا یمین مرد کیطرف کھڑا ہونا سوم اعیان و صلحار بلد مین سے ایک جماعت کا سماعت لعان کے لیے حاضر ہونا چہارم حاکم کا ادائے شہادت کے بعد اور ذکر لعن کے قبل مرد کو وعظ کرنا اور اوسکو عذاب آخرۃ سے ڈرانا اور اسیطرح ذکر غضب کے قبل عورت کو وعظ کرنا اور اوسکو ڈرانا اور بھی لعان کی قول کے ساتھ (جیسے حق سبحانہ و تعالیٰ کے اون اسمائے متبرکہ کا ذکر کرنا جن مین انتقام اور عظمت و ہیبت وغیرہ کی طرف اشعار ہو) تغلیظ کیجاتی ہو اور اسیطرح کسی مکان بزرگ (جیسے اوسکا مابین رکن و مقام یا قبر سید الشہدا)

ويجوز بغيرها مع التعذر ان كان الحاكم غير عارف بتلك اللغة افتقر الى حضور عدلين يعرفان ولا يكفي الواحد ويجب ان يبدأ الرجل بالشهادات ثم باللعن ... المرأة تبدأ بالشهادات ثم تعقبها بان غضب الله عليها ولو قال احلف او اقسم او شهدت عوض اشهد بالله ... ويستحب ان يجلس الحاكم مستدبر القبلة وان يقف الرجل عن يمينه و المرأة عن يمين الرجل وان يحضر من يسمع اللعان وان يعظه الحاكم قبل ذكر اللعن وكذا المرأة قبل الغضب وان يغلظ اللعان بالقول والمكان

یا ضریح حضرت امیر یا دیگر مشاہد متبرکہ کے قریب واقع کرنا یا زمان متبرک (جیسے اوسکا یوم جمعہ خصوصًا بعد عصر یا یوم عید غدیر وغیر موقع کرنا) مین واقع کرنے کے ساتھ ہی لعان کی تغلیظ کیجاتی ہی اور لعان کا مساجد جامع مین واقع کرنا بھی جائز ہی بشرطیکہ کون فی المسجد سے کوئی مانع (جیسے جنب یا حائض ہونا) نہو پس اگر اتفاقًا عورت کو مسجد مین داخل ہونیسے اوسکا حائض ہونا مانع ہو تو حاکم کو اوسکے پاس کسی ایسے شخص کے بھیجنے کا اختیار ہگو جو اوس سے شہادات اربعہ کا استیفا کرلے اور اسی طرح اگر زن ملاعنہ غیر برزہ (جسکو مجامع رجال کیطرف خارج ہونے کی عادت نہو) ہو تو اوسکو اپنے مکان سے خارج ہونے کی تکلیف نہ دیجائیگی اور اوس سے اوسکے مکان مین شہادات اربعہ کا استیفا کرالینا جائز ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ لعان از قبیل ایمان (جمع یمین بمعنی قسم) ہی اور از قبیل شہادت نہین ہی اور شاید کہ شیخ علیہ الرحمہ نے لفظ کیطرف نظر فرمائی ہی اسلیے کہ الفاظ لعان بصورت یمین واقع ہوئے ہین **دوسرا مطلب** احکام لعان کے بیان مین اور وہ کئی مسئلون پر مشتمل ہی **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرتا ہی تو اوس سے وجوب حد متعلق ہوتا ہی اور اوسکے لعان کرنے کی وجہ سے اوسکی حد ساقط ہو جاتی ہی اور اوسکی زوجہ سے وجوب حد متعلق ہوتا ہی اور جبکہ زن و شوہر دونون لعان کرتے ہین تو اوسپر چار حکم مترتب ہوتے ہین **اوّل** اون دونون (زن و شوہر) سے حد کا ساقط ہونا **دوم** مولود کا مرد سے منتفی ہونا اور عورت سے ملحق ہونا **سوم** فراش کا زائل ہونا **چہارم** زن مذکورہ کا شوہر پر حرام مؤبد ہو جانا اور اگر کوئی مرد اثنائے لعان مین اپنے نفس کی تکذیب کرے یا قبل اکمال نکول (رد کرنا) کرے تو اوسپر حد ثابت ہوگی اور باقی احکام ثابت ہونگے اور اگر کوئی عورت نکول کرے یا زنا کا اقرار کرے تو سنگسار کیجائیگی اور اوسکے شوہر سے حد ساقط ہوگی اور فراش باقی رہیگا اور تحریم ثابت نہوگی اور اگر کوئی شخص لعان کے بعد اپنے نفس کی تکذیب کریگا تو مولود اوس سے ملحق ہوگا اور اوسکا وارث ہوگا لکن پدر مولود اوسکا وارث نہوگا اور اسیطرح کوئی متقرب بالاب بھی اوسکا وارث نہوگا اور مادر مولود اوسکی وارث ہوگی اور اسیطرح جو متقرب بالام ہوگا وہ بھی اوسکا وارث ہوگا اور فراش عود کریگا اور تحریم باقی رہیگی اور آیا شخص مذکور (جسنے بعد لعان اپنے نفس کی تکذیب کی ہی)

پر حد بھی جاری ہوگی یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین اون دونون مین اظہر یہ ہو کہ اوسپر نہوگی اور اگر کوئی عورت بعد لعان اپنے زنا کا اعتراف کرے تو اوسپر حد واجب نہوگی ور آیا اوسکے چار مرتبہ اقرار کرنے کے بعد بھی اوسپر حد واجب ہوگی یا نہین پس مشہور یہ ہو کہ اوسپر حد واجب ہوگی کیونکہ جب کوئی مکلّف چار مرتبہ زنا کا اقرار کرتا ہو تو اوسپر حد واجب ہوتی ہو اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ شہادت اربعہ کے بعد اوس سے بحکم قرآن حد ساقط ہوجاتی ہو لہذا بعد اقرار مذکور بھی اوسی کا استصحاب کیا جائیگا **دوسرا مسئلہ** اگر کسی شخص کا کلام بعد قذف اور قبل لعان اوسکے زبان کے بستہ ہوجانے یا بوجہ مرض تکلّم پر قادر نہ رہنے کے سبب سے منقطع ہوجائے تو اوس سے حکم اخرس (گونگا) متعلق ہوگا اور اوسکے لعان مین بجائے تلفظ اشارہ پر اکتفا کیجائیگی اگرچہ اوس سے نا امیدی حاصل نہو (یعنی اوسکا عذر مرجو الزوال ہو یا نہو دونون صورتون مین اوسکے اشارہ پر اکتفا کیجائیگی) **تیسرا مسئلہ** جب کوئی عورت اپنے شوہر پر ایسے قذف کا دعوی کرے جو موجب لعان ہو اور شوہر انکار کرے لیکن عورت اپنے دعوے کی تصدیق کے لیے بیّنہ قائم کرے تو لعان ثابت نہوگی اور اوسپر حد کا جاری کرنا معیّن ہوگا اسلیے کہ وہ قذف کا انکار کرتا ہو اور لعان سے اقرار قذف ثابت ہوتا ہو جس مین اوسکے نفس کی تکذیب لازم آتی ہو **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا کسی مرد کے ساتھ اسطرح قذف کرے کہ اون دونون کا منسوب بہ زنا ہونا لازم آئے (مثلاً اپنی زوجہ سے کہے کہ زنیت بزید) تو شخص مذکور پر دو حدون کا جاری کرنا لازم ہوگا اور اوسکو حد زوجہ کا لعان کرکے ساقط کرنا جائز ہوگا اور اگر شخص مذکور کے پاس تصدیق دعوی کے لیے کوئی بیّنہ موجود ہوگا تو اوس سے دونون حدین ساقط ہوجائینگی **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور وہ قبل لعان اپنی زنا کا اقرار کرلے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اگر زن مذکورہ چار مرتبہ اقرار کریگی تو اوسپر حد واجب ہوگی اور اوسکے شوہر سے حد ساقط ہوگی اگرچہ ایک ہی مرتبہ اقرار کرے اور اگر اس مقام پر کوئی نسبت ہوگا (مثلاً زن مذکورہ کا شوہر

تو بدون لعان منتفی نہوگا اور شوہر کو اوسکی نفی کے لیے لعان کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ زوجین کا تحقق نا بر
تحقق ہونا نفی نسب کا سبب نہین ہوسکتا اسلیے کہ نسب کا ثبوت بوجہ فراش ہوتا ہو لکن صورت مذکورہ مین
نفی ولد کے لیے لعان کا صحیح ہونا محل تردد ہو **چھٹا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے بعد ازان اوسکے
اعتراف بزنا کا مدعی ہو اور وہ انکار کرے پھر شخص مذکور اوسکے اعتراف کرنے پر دو شاہدون کو قائم کرے
تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ چار شاہدون سے کم کی شہادت مقبول نہوگی اور در صورت عدم لعان
اوسپر حد قذف کا جاری کرنا واجب ہوگا اور اسمین اشکال ہو جسکا منشا یہ ہو کہ صورت مفروضہ مین
شاہدین کا قول شہادت باقرار ہو (جس مین دو شاہدون کا قول مقبول ہوتا ہو) اور شہادت بزنا نہین ہو
(جس مین چار شاہدون کی حاجت ہو) **ساتوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے لیکن بعد اون
اوسکی زوجہ مذکورہ قبل لعان وفات پائے تو لعان ساقط ہوگی ور شوہر اوسکا وارث ہوگا اسلیے کہ
اون دونون مین علاقہ نکاح باقی ہو اور زن متوفاۃ کے وارث کو اوسکے شوہر سے حد کا مطالبہ
صحیح ہوگا ہان اگر اوسکا شوہر بذریعہ لعان حد کا ساقط کرنا چاہے تو جائز ہوگا اور بعد لعان بھی وہ اوسکا
وارث ہوگا اور روایت ابو بصیر مین (جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو) وارد ہوا ہو
کہ اگر زن متوفاۃ کے اہل مین سے کوئی شخص اوسکے مقام پر قائم ہو کر اوسکے شوہر کا لعان کریگا تو
شوہر کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا والا میراث کو اخذ کریگا اور اسی قول کو شیخ الطائفہ رح نے
خلاف مین اختیار فرمایا ہو اور اصل یہ ہو کہ میراث کا استحقاق بمجرد موت ثابت ہو جاتا ہو پس لعان سے مستحق
ساقط نہوگا **آٹھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور لعان نکرے اور اوسپر
حد جاری کیجائے بعد ازان زوجہ مذکورہ کا بار دوم اوسی امر کے ساتھ قذف کرے جسکے ساتھ بار اول
کیا تھا تو آیا شخص مذکور پر دوسری مرتبہ حد جاری کیجائیگی یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہو کہ جاری
نکیجائیگی اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ جاری کیجائیگی اسلیے کہ موجب حد کا حصول مفروض ہو اور یہی

اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور اسیطرح اگر زن و شوہر مین لعان واقع ہو پھر زن ملاعنہ کو اوسکا شوہر اوسی امر کے ساتھ باردوم قذف کرے جسکے ساتھ بار اول کیا تھا تب بھی اوسپر وجوب حد وعدم وجوب مابین العلماء خلاف ہی لیکن یہان پر سقوط حد اظہر ہی اور اگر کوئی شخص اجنبی زن مذکورہ کا اوسی امر کے ساتھ قذف کرے گا تو اوسپر حد جاری کیجائیگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور وہ اقرار کرے بعد ازان اوسکا شوہر یا کوئی اجنبی اوسکا قذف کرے تو حد نہوگی اسلیے کہ اوسکی عفت نفس اقرار سے زائل ہوجاتی ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور لعان کرے اور اوسکی زوجہ نکول کرے بعد ازان کوئی شخص اجنبی اوسکا قذف کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اجنبی مذکور پر حد نہوگی اسلیے کہ زن مذکورہ کے نکول نے اوسکی عفت کو زائل کردیا تھا جسطرح کہ اقامت بینہ کی صورت مین اوسکی عفت زائل ہوجاتی لیکن اسمقام پر اجنبی سے تعلق حد کا قائل ہونا خوب ہی اسلیے کہ محض نکول کا مزیل عفت ہونا مشکوک ہی **نوان مسئلہ** اگر کسی عورت پر چار شخص زنا کی شہادت دین اور منجملہ اون چارون کے ایک شخص اوسکا شوہر ہو تو اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین پس ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ زن مذکورہ سنگسار کیجائیگی اور دوسری مین وارد ہوا ہی کہ شہود ثلثہ پر حد جاری کیجائیگی اور اوسکے شوہر کو اسقاط حد کے لیے لعان کرنا صحیح ہوگا اور بعض فقہاء نے رد شہادت کو شرائط قبول مین سے بعض شروط کے مختل ہونے یا قذف شوہر کے سابق علی الشہادۃ ہونے پر محمول کیا ہی اور یہ قول خوب ہی **دسوان مسئلہ** جبکہ زن و شوہر مین سے کوئی شخص لعان کے الفاظ واجبہ مین سے کسی لفظ کو ترک کریگا تو لعان صحیح نہوگی اور اگر کوئی حاکم لعان ناقص کیوجہ سے مابین زن و شوہر مفارقت کا حکم کریگا تو نافذ نہوگا اسلیے کہ یہ خطا ہی **گیارھوان مسئلہ** جو مفارقت کہ بوجہ لعان حاصل ہوتی ہی وہ داخل فسخ ہی اور داخل طلاق نہین ہی پس اوسمین شرائط طلاق کا اعتبار نہوگا اور اوس سے احکام طلاق بھی ملحق نہونگے

کتاب العتق (آزاد کرنا) عتق سے عرف فقہا مین کسی آدمی کا قید رقیت سے بصیغۂ مخصوصہ رہا کرنا مراد ہی اور اوسکے فضل و رجحان پر اہل اسلام نے اتفاق کیا ہی حتی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہی من اعتق مؤمنا اعتق اللہ بکل عضو منہ عضوا لہ من النار (جو شخص کسی مومن کو آزاد کریگا حق سبحانہ وتعالیٰ بعوض ہر عضو اوس شخص کے ہر ایک عضو کو آتش جہنم سے آزاد فرمائیگا) اور صحت استرقاق (مملوک بنانا) فقط کفار حربی کے ساتھ مخصوص ہی اور یہود و نصاری و مجوس کا استرقاق اوسوقت تک صحیح نہین ہی جبتک کہ وہ شرائط ذمہ پر قائم رہین پس اگر یہ لوگ شرائط ذمہ مین اخلال کرین تو کفار حربی مین داخل ہو جائینگے اور اونکا استرقاق (مملوک بنانا) بھی صحیح ہوگا اور جو شخص اپنے مملوک ہونیکا اقرار کرے اور اوسکی حریت (آزاد ہونا) معلوم نہو تو اوسکی رقیت (مملوک ہونا) کا حکم کیا جائیگا اور اسیطرح لقیط دار الحرب پر بھی اوسکی رقیت کا حکم کیا جائیگا اور اگر کوئی انسان کسی کافر حربی سے اوسکی اولاد یا اوسکی زوجہ یا اوسکے اہل قرابت مین سے کسی شخص کو خرید کرے تو جائز ہوگا اور اوسکا مالک ہوجائیگا اسلیے کہ یہ لوگ درحقیقت فی سلین ہین اور استباحت رق (استرقاق اور بندہ بنانے کی اباحت) مین مومنین اور اہل ضلالت کا اسیر کرنا مساوی ہی اور ازالۂ رق (قید رقیت کا دور کرنا) کے چار سبب ہین پہلا سبب مباشرت ہی اور اوسکی تین قسمین ہین قسم اول عتق ہی اور جو عبارت کہ وقوع عتق مین صریح ہی وہ فقط لفظ تحریر (آزاد کرنا) ہی (جیسے انت حر) اور آیا لفظ اعتاق (جیسے اعتقتک) سے بھی عتق صحیح ہی یا نہین اسمین تردد ہی اور علاوہ لفظ تحریر کے اور کسی لفظ سے انشائے عتق صحیح نہین ہی گرچہ اوس سے انشائے عتق کا قصد بھی کیا جائے خواہ صریح ہو جیسے فککت رقبتک (مینے تیری رقبت کو دور کیا) یا کنایہ ہو جیسے انت سائبۃ (تو آزاد ہی) اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز سے یا حرۃ کہے اور اوسکے آزاد کرنے کا قصد کرے تو آیا وہ کنیز آزاد ہو جائیگی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اشبہ اور قاعدہ کے موافق یہ ہی کہ وہ آزاد نہوگی اسلیے کہ عبارت مذکورہ شبہ انشاء سے بعید ہی اور اگر کسی کنیز کا نام حرہ ہو اور آقائے کنیز

اوسکو انتِ حرّۃ کہے اور قصدِ اخبار رکھتا ہو تو آزاد نہوگی ور اگر قصدِ انشاء رکھتا ہو تو آزاد ہوجائیگی اور اگر دونون امر (قصد اخبار یا قصدِ انشاء) مجہول ہون اور استعلام ممکن نہو تو کنیز مذکورہ محکوم بحرّیت نہوگی اسلیے کہ قصدِ انشا کا یقین نہین ہے اور اصل بقائے رقیت ہے اور اسمین توجیہ جسکا منشا یہ ہی کہ لفظ مذکور انشاء عتق مین صریح اور حقیقت ہی لہذا صحتِ عتق کا کوئی مانع نہین ہی اور چونکہ لفظ مذکور مین قصد اخبار عن الاسم کا بھی احتمال ہی اور اصل بقائے رقیت ہی لہذا عدم صحت کا قائل ہونا چاہیے اور انشائے عتق مین عبارت صریحہ کے ساتھ تلفظ کرنا ضرور ہی اور باوجود قدرت علی النطق کے اشارہ یا کتابت کافی نہوگی ور اسیطرح انشائے عتق کا مجرد از شرط ہونا بھی اوسکی صحت مین شرط ہی پس اگر اوسکو کسی شرط مترقب (جسکا وقوع و عدم وقوع مشکوک ہو جیسے زید کا آنا) یا صفت متوقعہ (جسکا وقوع یقینی ہو جیسے آفتاب کا طلوع کرنا) پر معلق کریگا تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے یدک حرّۃ (تیرا ہاتھ آزاد ہی) یا رجلک حرّۃ (تیرا پاؤن آزاد ہی) یا وجہک حرّ (تیرا چہرہ آزاد ہی) یا راسک حرّ (تیرا سر آزاد ہی) کہیگا تب بھی اوسکا عتق صحیح نہوگا لکن اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے بدنک حرّ (تیرا بدن آزاد ہی) یا جسدک حرّ (تیرا جسم آزاد ہی) کہے تو اس صورت مین صحت عتق کا قائل ہونا اشبہ ہی اسلیے انت حرّ سے بھی عرفاً اوسکا بدن و جسم ہی مراد ہوتا ہی اور آیا صحتِ عتق مین مملوک کا معین ہونا بھی شرط ہی یا نہین ظاہر یہ ہی کہ شرط نہین ہی پس اگر کوئی شخص احد عبیدی حرّ (میرے غلامون مین ایک غلام آزاد ہی) کہیگا تو عتق صحیح ہوگا اور اوسکی تعیین مین معتِق (آزاد کنندہ) کی طرف رجوع کیجائیگی پس اگر ایک غلام کی تعیین کریگا تو وہی آزاد ہوگا اور اگر بعد تعیین اوس سے عدول کریگا تو مقبول نہوگا اور اگر قبل تعیین وفات پائیگا تو بعض علمائے فرمایا ہی کہ اوسکے وارث کو ایک غلام کے معین کر دینے کا اختیار ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ قرعہ ڈالا جائیگا اور یہی قول اشبہ ہی اسلیے کہ وارث کو اوسکے قصد پر اطلاع نہین ہوسکتی لکن اگر کوئی شخص مملوک معین کو آزاد کرے بعد ازان وہ مشتبہ ہو جائے تو اوسوقت تک اوسکو

مہلت دیجائیگی جبتک کہ یاد کرے پس اگر اوسکو مملوک مذکور یاد آجائے تو اوسکے قول پر عمل کیا جاویگا اور اگر بعد کو عدول کریگا

تو مقبول نہوگا اور اگر یاد نہ آئے تو جبتک کہ وہ زندہ ہے اوسوقت تک قرعہ نڈالا جائیگا اسلیے کہ اوسکے یاد کرلینے کا احتمال ہے اور اگر

شخص مذکور مرجائے اور اوسکا وارث مدعی علم ہو تو اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور اگر اوسکو بھی معلوم نہوگا تو متوفی کی

کل غلاموں مین قرعہ ڈالا جائیگا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین زوال اشتباہ سے یاس و ناامیدی حاصل

ہے اور اگر اوسکے غلامون مین سے کوئی غلام اپنے مقصود بالعتق ہونیکا مدعی ہو اور آقا انکار کرے تو

آقا کا قول مع اوسکی قسم کے مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ منکر ہے اور اوسکے وارث کا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر

آقا قسم سے نکول کریگا تو مملوک مذکور آزاد کیا جائیگا اور معتق (آزاد کرنیوالا) مین چند شرطون کا اعتبار

لازم ہے **اوّل** بالغ ہونا **دوم** کامل العقل ہونا **سوم** صاحب اختیار ہونا **چہارم** عتق مملوک کا قصد کرنا

پنجم نیّت قربت کا تحقق ہونا **ششم** جائز التصرف اور غیر محجور علیہ ہونا اور طفل دہ سالہ کے عتق و صدقہ کا

صحیح ہونا محل تردد ہے اور جواز عتق و صدقہ کا مستند روایت زرارہ ہے جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے

منقول ہے اور عتق سکران (جسکی عقل بوجہ نشہ زائل ہوگئی ہو) صحیح نہین ہے اور صحت عتق مین نیّت قربت

کی شرط کرنے سے عتق کافر باطل ہوتا ہے اسلیے کہ نیّت قربت کا تحقق اوسکے حق مین متعذر (دشوار) ہے

اور شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین اوسکی صحت کو اختیار فرمایا ہے اور معتَق (آزاد کردہ) مین دو شرطون کا

تحقق معتبر ہے **اوّل** اوسکا مسلمان ہونا **دوم** اوسکا مملوک ہونا پس اگر کوئی مملوک کافر ہوگا تو اوسکا

عتق صحیح نہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مطلقاً صحیح ہوگا اور بعض نے فرمایا ہے کہ صورت نذر مین صحیح

اور حالت تبرع مین باطل ہوگا اور ولد الزنا کا عتق بھی صحیح ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صحیح نہین ہے

اسلیے کہ وہ باعتبار حالات کافر ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ امر ثابت نہین ہوا اور اگر کسی غلام کو غیر مالک

آزاد کرے تو اوسکا عتق نافذ نہوگا اگرچہ اوسکا مالک اجازت بھی دے اور اگر کوئی شخص اجنبی کسی غلام سے

مخاطب ہو کر کہے ان ملکتک فانت حر (اگر مین تیرا مالک ہوا تو تو آزاد ہے) بعد ازان وہ اوسکا

مالک ہو جائے تو آزاد نہوگا اسلیے کہ شخص مذکور اجرائے انشاء کیوقت اوسکا مالک نتھا علاوہ برین اوسکو معلق بشرط کیا تھا ہان اگر اپنے مالک ہونے کے بعد اوسکے عتق کی نذر کرے (مثلاً کہے للہ علیّ اعتاقک ان ملکتک تو آزاد ہو جائیگا اور اگر عتق غلام کو یمین قرار دے مثلاً کہے ان فعلتُ فانت حُرّ (اگر مین نے فلان کار نیک کیا تو تو آزاد ہی) یا کہے ان فعلت فانت حرّ (اگر تونے فلان امر بد کیا تو تو آزاد ہی) تو صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے ولد صغیر کے غلام کی قیمت لگاکر اوسکو آزاد کردے تو صحیح ہوگا اور اگر بدون قیمت لگائے (یعنے اپنی ملک مین داخل کرے) اوسکو آزاد کریگا تو صحیح نہوگا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین وہ اوسکا مالک نہین ہوا حالانکہ عتق کی صحت مین معتق کا مملوک ہونا شرط ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے ایسے فرزند کے مملوک کو آزاد کرے جو بالغ رشید ہو تب بھی صحیح نہوگا خواہ اوسکی قیمت لگائے یا نہ لگائے اسلیے کہ اوسکو فرزند مذکور پر ولایت حاصل نہین ہی اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے اوسکے آزاد کرنے مین کسی امر جائز کی شرط کرلے (مثلاً کہے انت حرّ وعلیک ان تخدمنی شہراً) تو مملوک مذکور آزاد ہو جائیگا اور اوسکو شرط پر وفا کرنا لازم ہوگا اور اگر بر تقدیر مخالفت اوسکے عود الی الرقیت کو بھی شرط کرلے تو شرط پر عمل کرنا لازم ہوگا اور بر تقدیر مخالفت رقیت کی طرف عود کریگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ عتق مذکور باطل ہوگا اسلیے کہ اوسمین ایسے شخص کے استرقاق کی شرط ہی جسکی حریت ثابت ہو لہذا یہ شرط جائز نہوگی اور وہ عتق بھی باطل ہوگا جسکا وقوع اس شرط غیر جائز پر مقصود تھا اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے اوسکے آزاد ہونے مین کسی زمان معین تک خدمت کرنے کی شرط کرلے تو صحیح ہوگا اور اگر مملوک مذکور مدت مشروطہ کو حالت اباق (غلام کا گریختہ ہونا) مین بسر کردے تو رقیت کیطرف عود کریگا اور آیا مالک یا اوسکے ورثہ کو غلام مذکور سے خدمت کی اجرة المثل کا مطالبہ صحیح ہوگا یا نہین پس بعض علماء نے فرمایا ہی کہ صحیح نہوگا لکن غلام پر خدمت کی اجرة المثل کا لازم ہونا بیوجہ نہین ہی اور جس شخص پر کسی کفارہ مین مملوک کا آزاد کرنا واجب ہو تو اوسکا مدبر کرنا (یعنی اوسکے عتق کی وصیت کرنا) ادائے کفارہ مین کافی نہوگا

اگرچہ اوس سے ادائے کفارہ کا قصد بھی کرلے اسلیے کہ اوسپر عتق منجز واجب تھا اور تدبیر غلام از قبیل معلق ہی اور جس مملوک مومن پر کسی شخص کی ملک مین سات برس گذرجائین تو مالک پر اوسکا آزاد کرنا مستحب ہی بلکہ مملوک مومن کا آزاد کرنا مطلقاً مستحب ہی اور مسلم مخالف کا آزاد کرنا مکروہ ہی اور اسیطرح اوس مملوک کا آزاد کرنا بھی مکروہ ہی جو اکتساب پر قدرت نرکھتا ہو اور مملوک مستضعف (جو کسی خاص شخص کی ولایت یا عداوت نرکھتا ہو) کے آزاد کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہی اور جو شخص کسی ایسے مملوک کو آزاد کرے جو اکتساب معیشت سے عاجز ہو تو شخص مذکور پر اوسکی اعانت کرنا مستحب ہی اور اس فصل سے کئی مسئلے ملحق کیے جاتے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کوئی شخص ایسے مملوک کے آزاد کرنے کی نذر کرے جسکا کہ وہ اول مالک ہو (مثلاً کہے للہ علی ان اعتق اول مملوک املکہ) بعد ازان شخص مذکور ایک جماعت کا دفعۃً مالک ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوس جماعت مین سے ایک مملوک کو بذریعہ قرعہ آزاد کریگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ اوسکو جماعت مذکورہ مین سے ایک مملوک کے آزاد کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ اوسپر کسی مملوک کا آزاد کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین شرط نذر (وحدت مملوک) کا تحقق ہی نہین ہوا اور قول اول منقول ہی **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اوس حمل کے آزاد کرنے کی نذر کرے جو اوسکی کنیز سے اوّل پیدا ہو بعد ازان اوسکے دو مولود توام پیدا ہون تو وہ دونون آزاد کیے جائینگے **تیسرا مسئلہ** اگر کسی شخص کے پاس کئی مملوک ہون اور اونمین سے بعض کو آزاد کردے بعد ازان اوس سے کوئی شخص سوال کرے ھل اعتقت ممالیکک (آیا تونے اپنے ممالیک کو آزاد کیا ہی) اور وہ اوسکے جواب مین نعم (ہان مین نے آزاد کیا ہی) کہے تو یہ جواب خصوص اونھین ممالیک (جمع مملوک غلام وکنیز) کی طرف منصرف ہوگا جسکے عتق کا کہ وہ مباشر ہوچکا ہی **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے کنیز کے آزاد کرنے کی بشرط وطی نذر کرے (مثلاً للہ علی عتق امتی ان وطیتہا) تو نذر صحیح ہوگی اور کنیز مذکورہ کا تحقق وطی کے بعد آزاد کرنا لازم ہوگا ہان اگر اوسکو بدون وطی اپنی ملک سے خارج کریگا تو حکم مین باقی نرہیگا اور اگر اوسکو از سر نو اپنی ملک مین داخل کریگا

الخامسة لو نذر عتق كل عبد قديم انصرف الى من مضى عليه في ملكه ستة اشهر فصاعداً السادسة من اعتق عبده وله مال فماله لمولاه وقيل ان لم يعلم به المولى فهو له وان علم به فهو للمعتق الا ان يستثنيه المولى والاول اشهر السابعة اذا اعتق ثلث عبيده وهم ستة استخرج الثلث بالقرعة

توحکم بین ع‍ہ ذکر ہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے ہر غلام قدیم کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو یہ نذر اون غلامون کی طرف منصرف ہوگی جنکو اوسکی ملک مین چھ مہینے یا زائد منقضی ہوئے ہونگے **چھٹا مسئلہ** جو مملوک آزاد کیا جائے اور اوسکے پاس کچھ مال موجود ہو تو ملک آقا شمار کیا جائیگا اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ اگر آقا کو اوسکے مال پر اطلاع حاصل نہوگی تو آقا کا مال قرار دیا جائیگا اور اگر آقا کو اطلاع حاصل ہوگی تو ملک معتق (آزاد کردہ) مین داخل ہوگا اگر اوسکو آقا نے مستثنےٰ نہین کیا والّا اوسکے آقا ہی کا مال قرار دیا جائیگا اور قول اول اشہر ہی **ساتوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص ثلث عبید (غلامون کا ثلث) کو آزاد کرے اور وہ چھ عدد ہون تو اونکا ثلث (دو) قرعہ سے نکالا جائیگا اور صورت قرعہ یہ ہو کہ تین رقعون مین فی رقعہ دو غلامون کا نام لکھا جائے بعدہ ایک ایک رقعہ کا بقصد حریت یا رقیت استخراج کیا جائے پس اگر پہلا ہی رقعہ حریت پر خارج ہو تو وہی کافی ہوگا اور اگر رقیت پر خارج ہو تو یہ دونون غلام بقید رقیت باقی رہینگے (جنکا نام اس رقعہ مین خارج ہوا ہی) اور انکے علاوہ دو غلامون کے اخراج کی اور حاجت ہوگی پس اگر دوسرا رقعہ بھی رقیت پر خارج ہو تو باقی دونون غلام آزاد کیے جائینگے اور اگر حریت پر خارج ہو تو یہ دونون (جو دوسرے رقعہ مین خارج ہوئے ہین) آزاد سمجھے جائینگے اور باقی دونون بقید رقیت باقی رہینگے اور جبکہ وہ جملہ غلام عدد یا قیمت مین مساوی ہون یا قیمت مختلف ہو لکن اونکی تعدیل اثلاثا (تین حصے مساوی کرنا) ممکن ہو (مثلاً جملہ غلامون کا عدد چھ فرض کیا جائے اور تین غلامون کی قیمت فی کس دو سو روپیہ کے حساب سے چھ سو روپیہ اور تین غلامون کی قیمت فی کس ایکسو روپیہ کے حساب سے تینسو روپیہ فرض کیجائے تو اسمین کوئی بحث نہین ہی پس صورت اولی (تساوی عدد یا قیمت) مین فی رقعہ دو غلامون کا نام لکھا جائیگا اور بطریق مذکور استخراج کیا جائیگا اور صورت ثانیہ (اختلاف قیمت وامکان تعدیل) مین خسیس (کم قیمت) کا نام ایک نفیس (بیش قیمت) کے ساتھ لکھا جائیگا اور بطریق مذکور دو غلامون کا استخراج

ان يكتب في كل رقعة اسم اثنين ثم تخرج على الحرية او الرقية ... فان خرج على الحرية كفت ... وان اخرج على الرقية ... والقيمة او اختلفت القيمة مع امكان التعديل اثلاثا ...

وان اختلفت القيمة ولم يمكن التعديل بالعدد عدلت بالقيمة وطرح اعتبار العدد وان تعذر التعديل عددا وقيمة اخرج على القرعة حتى يستوفى الثلث قيمة ولو قصر المخرج عن الثلث اكمل من الثامنة من اشترى امة نسية

کیاجائیگا اور اگر اون غلامون کی قیمت مختلف ہو اور اونکی تعدیل باعتبار عدد ممکن نہو (مثلاً ایک اور دو اور تین غلامون کی قیمت دو دو سو روپیہ فرض کیجائے) تو اونکی قیمت کا ثلث خارج کیا جائیگا (اگرچہ ایک ہی غلام خارج ہو) اور اعتبار عدد ساقط ہوگا اسلیے کہ اصل مقصود غلامون کی قیمت ہوتی ہے اور اسمین تردد ہے اور اگر اونکی تعدیل عدداً اور قیمتہً کسیطرح ممکن نہو (مثلاً جملہ غلامون کا عدد پانچ ہو اور اونمین سے ایک اور دو کی سو سو اور دو کی تین سو روپیہ قیمت ہو) تو رقعہ کا بقصدِ حریت اوسوقت تک اخراج کیاجائیگا جبتک کہ ثلث قیمت کامل ہو اور اگر عددِ مخرج (جو بذریعہ قرعہ خارج ہوا ہے) کی قیمت قاصر ہوگی تو ثلث کی تکمیل کیجائیگی اگرچہ کسی دوسرے غلام کے ایک جزہی سے حاصل ہو **آٹھوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی کنیز کو بطور نسیہ (اودھار) خرید کرے اور اوسکی قیمت بائع کے حوالہ نکرے بعد ازان کنیز مذکورہ کو آزاد کردے اور اوس سے عقد کرلے او رعتق کو اوسکا مہر قرار دے پھر شخص مذکور وفات پائے اور کنیز مذکورہ کے سوا کوئی مال نچھوڑے تو اوسکا عتق و نکاح دونون باطل ہونگے اور کنیز مذکورہ ملک بائع کیطرف عود کریگی اور اگر حاملہ ہوگی تو اوسکا مولود بھی مملوک ہوگا اور اس روایت کو ہشام بن سالم نے نقل کیا ہے اور بعض علمائنے فرمایا ہے کہ عتق باطل نہوگا اور مولود مملوک نہوگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنے کسی غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے اور اوسکی قیمت ثلث متروکہ قرار پائے تو وارث کو اوسکا آزاد کرنا لازم ہوگا پس اگر انکار کریگا تو حاکم شرع پر اوسکا آزاد کرنا واجب ہوگا اور وہ غلام وقتِ اعتاق (آزاد کرنا) سے محکوم بحریت ہوگا اور محض وقتِ وفات سے اوسپر حکم حریت جاری نہوگا اور جس مال کو کہ قبل اعتاق اور بعد وفات کسب کریگا وہ غلام ہی کا مال ہوگا اسلیے کہ وفات ہی کیوجہ سے سبب عتق (وصیت) کا استقرار ہوجاتا ہے اور اگر مال مذکور کو ملکِ وارث قرار دین تو خوب ہے اسلیے کہ وقتِ اکتساب اوسکی قیمت متحقق تھی **دسوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنے مملوک کو کسی دوسرے شخص کیطرف سے اوسکی اجازت کے بعد آزاد کرے تو آمر (اجازت دینے والا)

اشتری امۃ نسیۃ ولم ینقد ثمنہا فاعتقہا وتزوجہا وجعل عتقہا مہرہا ومات ولم یخلف سواہا بطل العتق والنکاح ورجعت الی البائع رقا ولو کانت حاملا کان الولد رقا وہی روایۃ ہشام بن سالم وقیل لا یبطل العتق ولا یرق الولد وہو اشبہ باصول المذہب

التاسعۃ اذا اوصی بعتق عبدہ وخرج من الثلث لزم الوارث اعتاقہ فان امتنع اعتقہ الحاکم ویحکم بحریتہ حین الاعتاق لا حین الوفاۃ وما اکتسبہ بین الوفاۃ والاعتاق ... للوارث ... لاستقرار سبب العتق

العاشرۃ اذا اعتق مملوکہ عن غیرہ باذنہ

کی طرف سے اوسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا اور مملوک مذکور آمر کی ملک مین وقت اجازت سے منتقل ہوگا
کیونکہ تحقق عتق کے لیے حصول ملک لازم ہی اور وقت انتقال مین تردد ہی (اسلیے کہ یہ از قبیل ثمن ہی
اور قدر متیقن تحقق عتق از جانب آمر ہی جیسا ذکر قبل ازین ہو چکا ہی) **گیارھوان مسئلہ** جو عتق کہ مرض الموت
مین واقع ہو وہ فقط ثلث متروکہ مین نافذ ہوتا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اصل متروکہ مین نافذ ہوتا ہی
اور قول اول روایت مین وارد ہوا ہی اور اس مقام پر دو تفریعین مذکور ہوتی ہین **اوّل** جبکہ کوئی شخص
مرض الموت مین تین کنیزون کو آزاد کرے اور اوسکے پاس علاوہ اونکے کوئی مال نہو تو اونمین سے
ایک کنیز کا بذریعہ قرعہ استخراج کیا جائیگا (بشرطیکہ تینون کی قیمت مساوی ہو و الا بقدر ثلث کے استخراج
کیا جائیگا جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا) پس اگر کنیز مذکورہ ایسے حمل کے ساتھ حاملہ ہو جو بعد اعتاق حادث ہوا ہو
تو وہ اجماعًا حر ہوگا اور اگر قبل اعتاق موجود ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ وہ بھی حر ہوگا اور اسمین
تردد ہی (اسلیے کہ اوسکو قیمت مین کنیز کا تابع ہونا چاہیے جسطرح کہ بیع مین تابع ہوتا ہی) **دوم** جبکہ
کوئی شخص تین غلامون کو مرض الموت مین آزاد کرے اور علاوہ اونکے اوسکے پاس کچھ مال نہو بعد ازان
اونمین سے ایک غلام وفات پائے تو غلام میّت اور دونون زندہ غلامون مین قرعہ ڈالا جائیگا پس اگر
بذریعہ قرعہ غلام میّت کی حریّت خارج ہو تو وہی محکوم بحریت ہوگا اور مالک کے حق مین ثلث متروکہ
محسوب کیا جائیگا اسلیے کہ اوسکا اجر و ثواب اوسکو حاصل ہو چکا اور اگر دونون زندہ غلامون مین سے
کسیکی حریت خارج ہو تو غلام میّت پر حالت رقیت مین وفات پانیکا حکم کیا جائیگا لیکن وہ وارث
کے لیے منجملہ ترکہ محسوب نکیا جائیگا (اوسکے دو ثلث مین داخل نہوگا) اسلیے کہ وارث نے اوسپر قبضہ
نہین کیا اور دونون زندہ غلامون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور ان دونون مین سے اوسقدر
آزاد کیا جائیگا جسکی کہ ترکہ باقیہ کا ثلث گنجایش رکھتا ہوگا (پس اگر دونون غلامون کی قیمت مساوی
فرض کیجائے تو اونمین سے اوس غلام کے دو ثلث آزاد کیے جائینگے جسکی حریت بذریعہ قرعہ خارج ہو)

ولو عجز احدهما كمل من الثلث من الآخر ولو فضل منه كان فاضلاً ... واما السراية فمن اعتق شقصاً من عبده سرى العتق فيه كله اذا كان المعتق صحيحاً جائز التصرف وان كان له فيه شريك قوّم عليه ان كان موسراً وسعى العبد في فك ما بقي منه ان كان معسراً وقيل ان قصد الاضرار فكه ان كان موسراً وبطل عتقه ان كان معسراً وان قصد القربة عتق حصته وسعى العبد في حصة الشريك ولم يجب على المعتق فكه فان عجز العبد او امتنع من السعي كان له من نفسه ما اعتق وللشريك ما بقي وكان كسبه بينهما ونفقته وفطرته عليهما ولو هاياه شريكه في نفسه صحت وتناولت المهاياة المعتاد والنادر كالصيد والالتقاط ولو كان المملوك بين ثلاثة فاعتق اثنان نصيبهما دفعة قوّمت حصة الثالث عليهما بالتسوية تساوت حصصهما فيه او اختلفت وتعتبر القيمة وقت العتق

اور اگر منجملہ اون دونون کے ایک غلام (جسکی حریت بذریعۂ قرعہ خارج ہوئی ہی) کی قیمت ثلث تر وکہ سے
قاصر ہو تو اوسکی تکمیل دوسرے غلام مین کیجائیگی اور اگر اوسمین سے کچھ فاضل رہیگا تو وہ فاضل بقید
رقیت باقی رہیگا **دوسرا سبب** سرایت ہی یعنی جو شخص کہ اپنے مملوک (غلام یا کنیز) کے کسی جزء کا اعتاق
(آزاد کرنا) کریگا تو یہ عتق مجموع مملوک مین سرایت کریگا (اگرچہ اوسکے پاس علاوہ مملوک مذکور کے کوئی مال نہو)
بشرطیکہ اوسکا معتق (آزاد کرنیوالا) صحیح اور جائز التصرف ہو (مریض اور محجور علیہ نہو) اور اگر معتق مذکور کا
اوس مملوک مین کوئی دوسرا شخص بھی شریک ہو تو اوسپر حصۂ شریک کی قیمت کا اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا
بشرطیکہ موسر (خوشحال) ہو اور اگر معسر (تنگ حال) ہو تو مملوک پر اپنے مابقی کے چھوڑانے مین سعی کرنا واجب ہوگا
اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اگر معتق نے شریک کے اضرار (ضرر رسانی) کا قصد کیا ہو تو اوسپر مملوک کا چھوڑانا
لازم ہوگا بشرطیکہ موسر ہو اور اگر معسر ہو تو اوسکا عتق باطل ہوگا اور اگر معتق نے اوسکو بقصد قربت
آزاد کیا ہو تو اوسی کا حصہ آزاد ہوگا اور حصۂ شریک کے قیمت کے بہم پہونچانے مین مملوک پر سعی کرنا لازم ہوگا
اور معتق پر اوسکا چھوڑانا واجب نہوگا پس اگر مملوک عاجز ہو جائے یا سعی کرنے سے انکار کرے تو اوسکو
اپنے نفس پر بقدر حریت اختیار رہیگا اور باقی شریک کا مال ہوگا اور جو مال کہ مملوک مذکور کے کسب سے
حاصل ہوگا وہ اون دونون (مملوک اور شریک) مین بہ نسبت تقسیم ہوگا اور اسیطرح اوسکا نفقہ وفطرہ
وغیرہ بھی اون دونون سے بہ نسبت متعلق ہوگا اور اگر مملوک مذکور سے اوسکے نفس کا شریک مہایاۃ
(آقا کا اپنے مملوک کے زمانہ کو باہم اسلیئے تقسیم کر لینا کہ جسکے زمانے مین اوسکا جسقدر کسب ہو وہ اوسی سے متعلق ہے)
کرے تو صحیح ہوگی اور مہایاۃ مذکورہ کسب معتاد (غالب) اور نادر دونون کو شامل ہوگی جیسے صید
(شکار کرنا) اور التقاط (لقطہ وغیرہ کا پانا) اور اگر کوئی مملوک تین مالکون مین مشترک ہو اور اونمین سے
دو شریک اپنے حصون کو دفعۃً آزاد کر دین تو اون دونون پر شریک ثالث کے حصہ کی قیمت بالتسویہ
لازم ہوگی خواہ مملوک مذکور مین اون دونون کے حصے مساوی ہون یا مختلف اور تشخیص قیمت مین وقت عتق کی

بعوده وان عليه حينئذ العتق نصيبه ولو عسر به هو مراعى وقال الشيخ الاعتاق القيمة النصيب بالاداء ينعتق نصيبه بالجملة والمتوقف

قیمت کا اعتبار کیا جائیگا اسلیے کہ وقت حیلولت (شریک کو اوسکے حصہ مین تصرف کرنے سے ممنوع کرنا) یہی ہی اور شریک کا حصہ ادائے قیمت کیوقت آزاد ہوگا اور وقتِ اعتاق آزاد نہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ حصۂ شریک کے آزاد ہونیمین ادائے قیمت کے وقت کی مراعات کیجائیگی (پس اگر قیمت کو ادا کیا تو اوسکا وقتِ صیغہ سے آزاد ہونا منکشف ہوگا والا اوسکا اصل سے مملوک ہونا ظاہر ہوگا) اور اگر معتق بھاگ جائے تو اوسپر تا وقت عود (واپس آنا) صبر کیا جائیگا اور اگر تنگدست ہو تو اوسکو تا حصول یسار (خوشحالی) مہلت دیجائیگی اسلیے کہ اوسکا حق محض بھاگ جانے سے باطل نہوگا کیونکہ اوسکا سبب حاصل ہوچکا ہی اگرچہ ادائے قیمت پر موقوف ہی (پس جسوقت تک کہ حصۂ شریک کی قیمت ادا نہوگی اوسوقت تک مملوک مذکور ملک شریک مین باقی رہیگا اور قول بالمراعات کی بنا پر اگر اوسکی قیمت ادا ہوئی تو اصل سے اوسکا آزاد ہونا منکشف ہوگا اور اگر ادا نہوئی تو اصل سے اوسکا رقیق ہونا معلوم ہوگا اور جو لوگ وقتِ اعتاق سے آزاد ہوجانے کے قائل ہین اونکے نزدیک حصۂ شریک کی قیمت اوسکے ذمہ پر دین ہوگی اور عدم عود کی صورت مین اوسکا نقصان لازم آئیگا) اور اگر قیمتِ مملوک مین معتق و شریک اختلاف کرین تو قول معتق مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل عدم زیادت اور برات ذمہ ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ قولِ شریک مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسکا نصیب اوسکے قبضہ سے منتزع ہوتا ہی اور اگر معتق اوس مملوک مین کسی ایسے عیب کا مدعی ہو جو نقصانِ قیمت کو مستلزم ہو تو قول شریک مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل سلامت از عیب ہی اور قول معتق اوسکے مخالف ہی اور جو یسار (خوشحالی) کہ اسمقام مین معتبر ہی اوس سے علاوہ اپنی قوت روز و شب کے اوسقدر مال کا مالک ہونا مراد ہی جو نصیب شریک کی قیمت کے مساوی ہو اور اگر کوئی شخص ایسے مملوک کے کسی جز کا وارث ہو جو اوسپر آزاد ہوجائے (جیسے ماں یا باپ) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ شخص مذکور پر باقی شرکا کے حصون کی قیمت کا اونکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ یہ سرایت بوجہ مباشرت حاصل نہین ہوئی اور اگر کوئی شخص بعض غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے یا مجموع غلام کے آزاد کرنے کی

اعتبر انقطاع السراية ولو اختلفا في القيمة فالقول قول المعتق وقيل القول قول الشريك لانه ينتزع نصيبه من المعتق فيه عيبا فالقول قول الشريك والسيار المعتبر هو ان يكون مالكا بقدر نصيب الشريك

فاضلا عن قوت يومه وليلته ولو ورث شقصا ممن ينعتق عليه قال في الخلاف يقوم عليه وفيه بعد ولو اوصى بعتق بعض عبده او بعتقه

ولیس لهم علیه سبیل ... علی الورثة بقیمته وکذا لو اعتقه عند موته اعتق من الثلث ولو اعتق ... والاعتبار بقیمة العبد ... بعد الوفاة وبالمنجز عند الاعتاق والاعتبار فی قیمة الترکة باقل الامرین من حین الوفاة الی حین القبض لان التالف بعد الوفاة غیر معتبر والزیادة ملک للوارث ولو اعتق الحامل تحرر الحمل ولو استثنی رقه علی روایة السکونی عن ابی جعفر علیه السلام وفیه اشکال منشأه عدم القصد الی عتقه

تفریع اذا ادعی کل واحد من الشریکین علی صاحبه عتق نصیبه وکان کل واحد منهما موسرا حلف ...

وصیت کرے یا مجموع غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے اور اوسکے پاس علاوہ اوسکے کوئی مال نہو تو ورثہ پر باقی غلام کی قیمت نہ لگائی جائیگی اسلیے کہ اونھون نے غلام مذکور کو اپنی طرف سے آزاد نہین کیا بلکہ مورث کی طرف سے آزاد کیا ہی (اس صورت مذکورہ مین غلام پر سعی کرنا لازم ہوگا) اور اسیطرح اگر اوسکو اپنی وفات کے قریب آزاد کرے تو اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد کیا جائیگا اور اوسپر غلام مذکور کی قیمت نہ لگائی جائیگی اور غلام موصی بہ (جسکے آزاد کرنے کی وصیت ہوئی ہو) کی قیمت مین بعد وفات کا اعتبار کیا جائیگا اور قیمت منجز (غیر معلق علی الموت) مین وقت اعتاق کا اعتبار کیا جائیگا اور قیمت ترکہ مین وقت وفات سے وقت قبض تک اقل الامرین کا اعتبار کیا جائیگا اسلیے کہ وفات موصی کے بعد اور قبضۂ وارث کے قبل جو نقصان واقع ہوگا اوسکا اعتبار نہوگا (یعنے وہ نقصان وارث سے مجرا نہ لیا جائیگا) اور جو زیادتی حادث ہوگی وہ وارث کی مملوک ہوگی اسلیے کہ وہ زیادتی ملک وارث کی نما ہی کیونکہ ترکہ اوسکی طرف منتقل ہوچکا ہی اور اگر کوئی شخص کنیز حاملہ کو آزاد کرے تو روایت سکونی کی بنا پر جو حضرت امام محمد باقر[ع] سے منقول ہی اوسکا حمل بھی آزاد ہوجائیگا اگرچہ اوسکی رقیت کا استثنا بھی کرلے اور اسمین اشکال ہی جسکا منشا یہ ہی کہ معتق نے اوسکے عتق کا قصد نہین کیا **تفریع** جبکہ کسی مملوک مین دو شخص موسر (خوشحال) شریک ہون اور اون دونون مین سے ہر ایک شریک نصیب آخر کے عتق کا مدعی ہو تو ہر ایک شریک دوسرے کے لیے حلف کرنا لازم ہوگا بعد ازان اون دونون کے نصیب کی رقیت مستقر ہوجائیگی اور جبکہ معتق مملوک حصۂ شریک کی قیمت کو ادا کرے تو آیا مملوک مذکور ادائے قیمت کے ساتھ آزاد ہوجائیگا یا ادائے قیمت کے بعد آزاد ہوگا اسمین تردد ہی اشبہ یہ ہی کہ وہ بعد ادا آزاد ہوتا ہی اسلیے کہ وقوع عتق مین مملوک کا مسبوق بالملک ہونا ضرور ہی اور اگر اقتران کے قائل ہون (باینمعنی کہ عتق و ملک کا حصول معًا ہوتا ہی اور تحقق ملک کو وقوع عتق پر فقط سبق ذاتی ہوتا ہی) تو خوب ہی اور جبکہ کوئی وارث اپنے مورث پر ایسے کنیز یا غلام کے عتق کی شہادت دے جو کل ورثہ کا مملوک ہو تو فقط

(اور اسیطرح میت پر بھی نہ لگائی جاویگی[۱۲])
(اور میت پر اسلیے نہ لگائی جائیگی کہ وہ وقت نفوذ عتق کے ... اوسکا ترکہ ورثہ کی طرف منتقل ہوگیا[۱۲])
(دوسرے شریک کا حصہ[۱۲])
(آزاد کرنے والا[۱۲])
(یعنے سبق زمانی[۱۲])

فتستقر رقبة نصیبهما ولو ادعی ... فهل ینعتق عند دفع القیمة او بعده فیه تردد والاشبه انه بعد الدفع لان العتق عن ملک ... بلا اقتران ... ولو شهد بعض الورثة بعتق مملوک لهم ...

اوسکے نصیب مین عتق نافذ ہوگا اور اگر کوئی دوسرا وارث بھی مملوک مذکور کے عتق کی شہادت دے اور
وہ دونون وارث مقبول الشہادت ہون تو مجموع مملوک مین عتق نافذ ہوگا اسلیے کہ شہادت علامین مطلقاً ہی
اور اگر مقبول الشہادت نہون تو فقط اونھین دونون کے نصیب مین نافذ ہوگا اور اون دونون مین سے
کسی کو باقی مملوک کے خرید کرنے کی تکلیف نہ دیجائیگی اسلیے کہ وہ خود معتق نہین ہر (لکن مملوک سے باقی شرکاو
کے لیے سعی کرائی جائیگی) **تیسرا سبب** ملک ہر پس جبکہ کوئی مرد یا عورت احد الابوین مین سے کسی شخص کا
مالک ہو تو وہ بمجرد ملک آزاد ہوجائیگا اگرچہ عالی (جیسے دادا و دادی اور نانا و نانی اور اونکے
مان باپ اور اجداد اور علی ہذا القیاس) ہو اور اسیطرح اگر کوئی مرد یا عورت اپنی اولاد مین سے
کسی شخص کا مالک ہو (خواہ وہ اولاد ذکور ہو یا اناث) تب بھی فوراً آزاد ہوجائیگا اگرچہ پست
(جیسے پوتا پوتی اور اونکی اولاد اور اولاد الاولاد اور علی ہذا القیاس) ہو اور اسیطرح اگر کوئی مرد اپنے
محارم نسبیہ (جیسے عمہ و خالہ وغیرہ) مین سے کسی عورت کا مالک ہو تو وہ بھی آزاد ہوجائیگی اور عورت پر
عمودین (آبا و اولاد) کے سوا اور کوئی عزیز آزاد نہین ہوتا اور اگر کوئی مرد جہت رضاع سے اوس شخص کا
مالک ہو جو اوسپر از راہ نسب آزاد ہوجاتا ہر تو آیا وہ بھی اوسپر آزاد ہوجائیگا یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین
منقول ہوئی ہین لکن اون دونون مین اشہر یہ ہر کہ وہ بھی آزاد ہوجائیگا اور جسوقت کہ ملک کا تحقق
ہوگا اوسیوقت عتق کا بھی ثبوت ہوگا (یعنے اون دونون کے حصول مین اقتران اور ملک کو عتق پر
محض سبق ذاتی ہوگا جیساکہ قبل ازین مذکور ہوا) اور جو شخص کہ بعد ملک آزاد ہوجاتا ہر اور اگر کوئی شخص
اوس عزیز کے کسی جزو کا مالک ہو جسکا مجموع بعد ملک آزاد ہوجاتا ہر تو وہ جسنرو بھی آزاد ہوجائیگا
(مثلاً اگر کوئی شخص نصف پدر یا مادر کو خرید کرے تو وہ نصف بھی اوسپر اوسیطرح آزاد ہوجائیگا جسطرح
مجموع پدر یا مادر کو خرید کرتا اور وہ آزاد ہوجاتا) اور جبکہ کوئی شخص اوس عزیز کے کسی جزو کا مالک ہو جو
اوسپر آزاد ہوجاتا ہر تو اوسپر حصہ شریک کی قیمت لازم ہوگی بشرطیکہ معسر (تنگدست) ہو اور اسیطرح

الباقي ... معنى العتق في نصيبه فان شهد اخر وكان مرضيين نفذ العتق ... في نصيبه ولم يكلف ...

والملك فاذا ملك الرجل او المرأة احد الابوين وان علوا او احد الاولاد ذكرانا او اناثا وان نزلوا انعتق ... وكذا لو ملك الرجل المحرمات عليه نسبا ولا ينعتق على المرأة سوى العمودين ولو ملك الرجل

من الرضاع من ينعتق عليه بالنسب ... فيه روايتان اشهرهما انه ينعتق ... العتق حين الملك ... ولو ملك بعضه ... علیه ...

ف ۱

جب کوئی شخص وفات پائے اور اوسکا وارث کسیکا مملوک ہو اور اوسکے سوا کوئی وارث نہو تو اوسکی قیمت اوسکے آقا کو دیجائیگی اور اوسکو خرید کر آزاد کیا جائیگا جیسا کہ کتاب المیراث میں مذکور ہوگا پس ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف قیمت اوسکے آزاد ہوجانے میں کافی ہے بلکہ اوس سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ صیغہ عتق کے جاری کرنے کی بھی حاجت نہوگی مگر بظاہر مصنف علیہ الرحمہ کی یہ مراد نہیں ہے کیونکہ کتاب المیراث میں عنقریب مذکور ہوگا کہ مملوک مذکور اوس مال سے خرید کیا جائیگا اور پھر آزاد کیا جائیگا بلکہ بظاہر مراد یہ ہے کہ دو قیمت بھی مجملہ اسباب عتق ہے اگرچہ کسی دوسرے امر پر موقوف ہو مگر مختصر نافع میں بھی اس مطلب کو کسی قسم کی عبارت سے ادا فرمایا ہے وکذا الوکالت اور شارح علیہ الرحمہ نے عبارت مذکورہ کے بعد عتق قہری کی تصریح فرمائی ہے جس سے وارث مملوک کا وارث ہے کہ اوسکے آقا کو قیمت دیجائیگی اور اوسکے آقا کی رضا کا بظاہر اعتبار نہیں ہے اگرچہ عتق قہری سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ مملوک مذکور کے آزاد کرنے میں اوسکے آقا کی رضا کا اعتبار نہیں ہوگا اور دوسرے مقام پر مصنف نے تحریر فرمایا ہے ولو لم یکن وارث سوی المملوک اجبر مولاہ علی اخذ قیمتہ فیعتق لیحوز المال جس سے معلوم ہوا کہ آقا سے مملوک بجبر خرید کیا جائیگا اور اوسکی رضا کا اعتبار نہیں ہوگا لیکن اس سے قہری کے یہ معنی کہ صیغہ عتق کے جاری کرنیکا اعتبار کلام مصنف سے ثابت نہیں ہوتا ہے

ہے کہ وہ خود بخود آزاد ہوجائے جسکا ظاہر شارح علیہ الرحمہ نے بھی اختیار کیا ہے اور وہو صریح فی ذلک تبعاً للشہید کا مطلب یہ ہے کہ مصنف کی عبارت اوسی طرف اشارہ کرتی ہے اور اعتاق پر موقوف ہونا ظاہر العبارۃ کا لعباۃ وغیرہما ومن تبعہ الشہید ثانی علیہ الرحمہ نے اوسکے بعد فرمایا ہے فان ظاہرہا عدم الاحتیاج الی الاعتاق جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مطلب کا اشتباہ ہے لیکن مصنف کی مراد یہ ہے کہ وہ خود بخود آزاد ہوجائے جیسا کہ تعلیق میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے کہ توقف عتقہ بعد الشراء علی الاعتاق اولا یتوقف کما ہو ظاہر عبارات المصنف فی غیر ہذا الکتاب بعد از خود آزاد ہونے کا نتیجہ مصنف کی ظاہر عبارت کے بعد اس سے ہے کہ صاحب تحریر نے بھی مصنف کی اس تعلیق میں یہ فرمایا ہے کہ لم یذکر الشیخ فی المبسوط وفات الوارث کی مراد بہ ہے کہ شرائع کی عبارت میں اشارۃ الی ذلک حاجت ہوگی کہ صاحب جواہر علیہ الرحمہ نے بھی تفصیل فرمائی ہے اور کتاب العتق کی عبارت بھی یہی ہے مصنف علیہ الرحمہ کی عبارات مختلف ہیں

متعلقہ صفحہ ۱۰۶ فرماتے ہیں اول عتق کے بیان میں اور دوم مباشرت کے بیان میں اور سوم سبب کے بیان میں اور چہارم عوارض کے بیان میں

بیان اول سبب کے بیان میں ہے

ان اسباب کو ذکر فرمایا اور مباشرت کی دو قسمیں ہیں … سوم سبب … چہارم … مقصد اول … مقصد دوم …

اگر اوسکا بدونِ اختیار (جیسے بذریعۂ میراث پہونچنا) مالک ہو تب بھی اوسپر حصۂ شریک کی قیمت لازم نہوگی اور اگر اوس جزو کا اپنے اختیار سے (جیسے اوسکا خرید کرنا) مالک ہوا اور موسر (خوشحال) ہو تو شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسپر حصۂ شریک کی قیمت کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ اوسنے ایسے سبب کو اختیار کیا ہو جو مباشرتِ عتق کے مثل ہو اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ صورتِ مذکورہ مین اوسنے ملک کو اختیار کیا ہو جسپر اوسکا درحقیقت مباشرِ عتق ہونا صادق نہین آتا اور اسمقام پر **دو فرعین** مذکور ہوتی ہین **اوّل** جبکہ کوئی شخص کسی طفل یا مجنون کے لیے اوس مملوک کی وصیت کرے جو اوسپر آزاد ہو جائے تو ولی کو اونکی طرف سے وصیّت کا قبول کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ قبول کرنے کی وجہ سے اونکا کوئی ضرر (جیسے انفاق کرنا[مملوک مذکور ۱۲]) نہو اور اگر کوئی ضرر ہو تو قبول کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ ایسی وصیّت کے قبول کرنے مین [طفل و مجنون ۱۲] طفل و مجنون کے لیے کوئی مصلحت و فائدہ نہین ہی جسطرح کہ کسی مریض و فقیر کے ساتھ وصیّت کر نہین قبول کرنا جائز نہین ہی تا کہ وجوب نفقہ سے برات رہے **دوم** اگر کوئی شخص طفل یا مجنون کے لیے ایسے مملوک کے کسی جزو کی وصیّت کرے جو اوسپر آزاد ہو جائے اور مولی علیہ (طفل یا مجنون) معسر (تنگدست) ہو تو اوسکے ولی کو وصیّت مذکورہ کا قبول کرنا جائز ہوگا اور اگر موسر (خوشحال) ہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ قبول کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ مولی علیہ پر مملوک مذکور کا قید رقیّت سے چھوڑانا واجب ہوگا جو باعثِ ضرر ہی لیکن جواز قبول بیوجہ نہین ہی اسلیے کہ صورتِ مذکورہ مین علی الاشبہ مولی علیہ پر حصۂ شریک کی قیمت لازم نہوگی کیونکہ مملوک مذکور کا دخول مولی علیہ کی ملک مین اوسکے اختیار سے ہوا ہی **چوتھا سبب** عوارض ہین اور وہ پانچ ہین **اوّل** عمی (نابینائی) **دوم** جذام (کوڑھ) **سوم** اقعاد (زمین گیر ہونا) **چہارم** مملوک کا دار الحرب مین اپنے آقا سے قبل اسلام لانا **پنجم** مملوک وارث کی قیمت کا اوسکے آقا کے حوالہ کرنا اور آیا جس مملوک کا کہ اوسکے آقا نے مثلہ (آنکھ کا نکالڈالنا یا ہاتھ یا پاؤن وغیرہ کا قطع کرنا جسکو تنکیل بھی کہتے ہین جسکی تشخیص کا عرف پر مدار ہی) کیا ہو وہ بھی آزاد ہو جائیگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن روایت مین منقول ہوا ہی کہ وہ بھی آزاد ہو جائیگا اور کبھی استدلا

(کنیز کا اپنے آقا سے حاملہ ہونا) بھی تدبیر و کتابت کی طرح سبب عتق ہوتا ہی بہذا فصول ثلثہ کا ایک ہی کتاب مین ذکر کیا جاتا ہی اسلیے کہ اونکا ثمرہ ازالہ رق ہی جو ان تینون مین مشترک ہو —

کتاب التدبیر والمکاتبۃ والاستیلاد پس اس کتاب مین تین فصلین ہین **پہلی فصل** تدبیر کے بیان مین تدبیر سے عتق مملوک کا وفات آقا پر معلق کرنا مراد ہی اور آیا تدبیر مین عتق مملوک کا آقا کے علاوہ کسی دوسرے شخص (جیسے زوج کنیز یا مخدوم مملوک) کی وفات پر معلق کرنا بھی صحیح ہی یا نہیں اسمین تردد ہی (جسکی خدمت کے لیے مملوک کو بعاریت وغیرہ دیا ہو ۱۲) لکن تعلیق مذکور کا صحیح اور جائز ہونا اظہر ہی جسکا مستند نقل ہی اور احوال تدبیر پر مطلع ہونے کے لیے تین مقصدون کا بیان کرنا ضرور ہی **پہلا مقصد** عبارات صیغہ اور اون امور کے بیان مین جنسے کہ تدبیر حاصل ہوتی ہی پس جو لفظ کہ حصول تدبیر پر بصراحت دلالت کرتا ہی وہ فقط انت حر بعد وفاتی (تو میری وفات کے بعد آزاد ہی) اور اذا مت فانت حر یا عتیق یا معتق (جبکہ مین مر جاؤن تو تو آزاد ہی) ہی اور ادوات شرط (وہ حروف جو تعلیق پر دلالت کرتے ہین جیسے ان - اذا - متی - مہما وغیرہ وغیرہ) کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہین ہی اور اسیطرح اون الفاظ کے اختلاف کا بھی اعتبار نہین ہی جنسے مملوک مدبر کی تعبیر کیجاتی ہی جیسے ہذا یا ہذہ یا انت یا ہو یا فلان وغیرہ اور اسیطرح اگر متی مت یا ای وقت یا ای حین وغیرہ کہے تب بھی کافی ہوگا اور کسی خاص لفظ کا اعتبار نکیا جائیگا اور تدبیر کی دو قسمین ہین **اوّل** مطلق (جسمین کوئی شرط نہو) جیسے اذا مت فانت حر **دوم** مقید (جسمین کوئی قید و شرط ہو اور اسیکو مشروط بھی کہتے ہین) جیسے اذا مت فی سفری ہذا یا مرضی ہذا یا فی سنتی ہذہ یا فی شہری یا فی شہر کذا وغیرہ اور اگر کوئی شخص اپنے غلام سے انت مدبر کہے اور اسی پر اقتصار کرے تو تدبیر منعقد نہوگی لیکن اگر عبارت مذکورہ کے بعد فاذا مت فانت حر بھی کہے تو تدبیر صحیح ہوگی اور صیغہ تدبیر کا اعتبار کیا جائیگا اور عبارت سابقہ کا کوئی اعتبار نہوگا اور اگر کوئی مملوک دو مالکون مین مشترک ہو اور وہ دونون اوس مملوک سے مخاطب ہو کر کہین اذا متنا فانت حر (جبکہ ہم دونون وفات پائین تو تو آزاد ہی) تو اون دونون مین سے

ہر ایک کا قول وسی کے نصیب کیطرف منصرف ہوگا اور تدبیر صحیح ہوجائیگی ور معلق علی الشرط نہوگی اور
مملوک مذکور اون دونون کی وفات کے بعد آزاد ہوجائیگا بشرطیکہ ہر ایک کے نصیب کی وسکا ثلث متروکہ
گنجائش رکھتا ہو اور اگر اون دونون مین سے ایک کا ثلث متروکہ اوسکے نصیب کی گنجائش رکھتا ہو تو اوسیکا
نصیب آزاد ہوگا اور دوسرے کا نصیب کلاً یا بعضاً بقید رقیت باقی رہیگا (یعنی جسقدر نصیب کی
اوسکا ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہوگا اوسیقدر آزاد ہوگا اور باقی بقید رقیت باقی رہیگا) اور اگر اون
دونون مین سے ایک شریک وفات پائے تو فقط اوسی کا نصیب اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد ہوجائیگا
اور دوسرے کا نصیب اوسکے وفات پانے تک بقید رقیت باقی رہیگا اور صیغہ مذکورہ مین دو شرطون کا
اعتبار ضرور ہے پہلی شرط نیت کا متحقق ہونا پس عبارت ساہی (بھولے سے کلام کرنے والا) وغالط
(غلطی سے کہنے والا) وسکران (جسکی عقل بوجہ نشہ زائل ہوجائے) کے لیے کوئی حکم نہوگا اور اسی طرح
اوس مکرہ (مجبور) کی عبارت کا بھی اعتبار نکیا جائیگا جسکا قصد بوجہ اکراہ مرتفع ہوجائے اور آیا صحت تدبیر
مین نیت قربت کا متحقق ہونا بھی شرط ہے یا نہین اسمین تردد ہے لیکن اوسکا شرط نہونا بیوجہ نہین ہے دوسری شرط
صیغۂ تدبیر کا قول مشہور کی بنا پر شرط (جسکا تحقق ضروری نہو جیسے مسافر کا واپس آنا) و صفت (جسکا تحقق ضروری
ہو جیسے آفتاب کا طلوع کرنا) سے مجرد (خالی) کرنا پس اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے کہے ان قدم المسافر
انت حر بعد وفاتی (اگر مسافر واپس آئے تو تو میری وفات کے بعد آزاد ہے) تو تدبیر منعقد نہوگی اور
اسیطرح اگر کوئی شخص کہے اذا اھل شھر رمضان فانت حر بعد وفاتی (جبکہ ماہ رمضان کا ہلال نمودار ہو
تو تو میری وفات کے بعد آزاد ہے) تب بھی منعقد نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے انت حر بعد وفاتے
بسنۃ یا بشھر (تو میری وفات سے ایک سال یا ایک مہینہ کے بعد آزاد ہے) تب بھی تدبیر
صحیح نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے ان ادیت الی یا الی ولدی کذا فانت حر بعد وفاتی
(اگر مجھکو یا میرے فرزند کو پانچسو روپیہ دے تو تو میری وفات کے بعد آزاد ہے) تب بھی مدبر یا کتابت

صحیح نہوگی اور کنیز مدبّرہ (جسکی تدبیر کی گئی ہو) اپنے آقا کی رقیت مین باقی رہتی ہو اور اوسکو کنیز مذکورہ سے وطی کرنے اور اوسمین استخدام (خدمت لینا) وغیرہ کے ساتھ تصرّف کرنے کا اختیار باقی رہتا ہو اور اگر کنیز مدبّرہ اپنے آقا سے حاملہ ہوجائے تو اوسکی تدبیر باطل نہوگی اور اگر اوسکا آقا وفات پائے تو بوجہ وفات اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد ہوگی ور اگر ثلث متروکہ قاصر ہو تو اوسکا ما بقی نصیب ولد سے آزاد کیا جائیگا (اور اگر نصیب ولد بھی قاصر ہو تو کنیز مذکورہ کو ما بقی کے لیے سعی کرنا لازم ہوگا جسکا ذکر آئندہ آئیگا) اور اگر کنیز مدبّرہ کسی مملوک سے حاملہ ہوجائے تو کنیز مذکورہ کی طرح اوسکا مولود بھی مدبر ہوگا خواہ بوجہ عقد حاملہ ہوا یا بوجہ زنا یا بشبہا ور اگر کنیز مذکورہ کا آقا اوسکی تدبیر مین رجوع کرے (یعنی تدبیر کو فسخ کرے) تو اوسکے مولود کی تدبیر مین رجوع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ رجوع کرنا اوس تدبیر مین صحیح ہو جو بصیغہ تدبیر حاصل ہوا اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ آقائے کنیز کو اوسکے مولود کی تدبیر مین بھی رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ جو ادلہ جواز رجوع فی التدبیر پر دلالت کرتے ہین وہ عام ہین لکن قول اول مروی ہوا ور اسیطرح اگر غلام مدبر سے کوئی ایسا مولود پیدا ہو جو اوسکے آقا کا مملوک ہو (مثلاً اوسکی کنیز سے پیدا ہو یا کسی دوسرے شخص کی کنیز سے پیدا ہوا اور آقائے مدبر نے رقیت مولود کو شرط کر لیا ہو) تو اپنے باپ کیطرح وہ مولود بھی مدبر ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز کی تدبیر کرے بعد ازان اوسکو فسخ کرے پھر وقت فسخ سے چھ مہینے بعد کنیز مذکورہ کے ولادت ہو تو اوسکا مولود مدبر نہوگا اسلیے کہ بعد فسخ اوسکے متجدد ہونیکا بھی احتمال ہو ہان اگر چھ مہینے سے قبل ولادت ہو تو مولود بھی مدبر ہوگا اسلیے اس صورت مین حمل مذکور کا بعد تدبیر موجود ہونا ثابت ہوا اور اگر کوئی شخص کنیز حاملہ کی تدبیر کرے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ اگر آقائے کنیز کو اوسکا حاملہ ہونا معلوم ہو تو حمل بھی مدبر ہوگا و الّا اوسکی رقیت مین باقی رہیگا جیسا کہ روایت وشا مین حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہوا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ وہ حمل مدبر نہوگا (خواہ آقا کو وقت تدبیر اوسکا موجود ہونا معلوم ہوا ہو) اسلیے کہ آقا نے اوسکی تدبیر کی

قصد نہین کیا تھا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی **دوسرا مقصد** مباشر (شخص تدبیر کرنیوالے) کے بیان مین مباشر تدبیر کا بالغ اور عاقل اور قاصد اور مختار (غیر مجبور) اور جائز التصرف (غیر محجور علیہ) ہونا اوسکی صحت مین شرط ہی پس اگر کوئی صبی تدبیر کریگا تو اوسکی تدبیر صحیح نہوگی لیکن روایت مین وارد ہوا ہی کہ طفل بالغ دہ سالہ ومميز کی تدبیر صحیح ہوگی اور مجنون ومکرہ (مجبور) وسکران جسکی عقل نشہ کیوجہ سے زائل ہوجائے) اور ساہی (بھولے سے کلام کرنے والا) کی تدبیر صحیح ہی اور آیا کافر کا تدبیر کرنا صحیح ہی یا نہین اشبہ یہ ہی کہ صحیح ہی خواہ حربی ہو یا ذمی اور اگر کوئی مسلم اپنے مملوک کی تدبیر کرنیکے بعد مرتد ہوجائے تو اوسکی تدبیر باطل نہوگی اسلیے کہ بوجہ ارتداد اوسکا مال اوسکی ملک سے خارج نہین ہوا پس اگر مرتد مذکور حالت ارتداد مین وفات پائے تو مملوک مدبر اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد ہوگا یہ کلام اوس صورت مین تھا کہ جب ارتداد از فطرت نہو (بلکہ ارتداد از ملت ہو) اور اگر ارتداد از فطرت ہو تو مدبر مذکور وفات مولی کے بعد آزاد نہوگا اسلیے کہ اوسکی ملک اوس سے خارج ہوگئی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ ارتداد از فطرت بمنزلہ موت ہی لہذا مدبر مذکور کے انعتاق کا قائل ہونا چاہیے اور اگر کوئی شخص ارتداد از ملت کے بعد اپنے مملوک کی تدبیر کرے تو صحیح ہوگی اسلیے کہ اوسکی ملک باقی ہی اور صحت تدبیر مین نیت قربت کا تحقق شرط نہین ہی اور اسمین تردد ہی کیونکہ وہ محجور علیہ ہی لہذا اوسکا تصرف صحیح نہونا چاہیے اور اگر کوئی شخص ارتداد از فطرت کے بعد تدبیر کرے تو صحیح نہوگی اسلیے کہ اوسکا مال بوجہ ارتداد اوسکی ملک سے خارج ہوجاتا ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے تدبیر مرتد کے جواز وصحت مین اطلاق کیا ہی اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ مرتد فطری کی ملک زائل ہوجاتی ہی اور اگر کوئی کافر اپنے مملوک کی تدبیر کرے بعد ازان مملوک مذکور اسلام کو قبول کرلے تو اوسکا کسی مسلمان کے ہاتھ قہراً فروخت کرنا واجب ہوگا خواہ آقائے مدبر اوسکی تدبیر کو فسخ کرے یا نکرے اسلیے کہ کافر کو مسلم پر تسلط نہین ہوسکتا اور اگر آقائے مدبر اوسکے فروخت کرنے اور تدبیر کے فسخ کرنے سے قبل وفات پائے تو مدبر مذکور اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد ہوگا اور اگر ثلث متروکہ قاصر ہو تو اوسیقدر آزاد ہوگا جسکی وہ گنجائش رکھتا ہوگا اور باقی مملوک اوسکے وارث کیطرف

فهو ما يحتمله وكان الباقي للوارث +

منتقل ہوگا پس اگر وارثِ مذکور مسلم ہوگا تو مملوکِ مذکور پر اوسکی ملک مستقر ہو جائیگی اور اگر کافر ہوگا تو وہ
مملوک کسی مسلم کے ہاتھ قہراً فروخت کیا جائیگا اور تدبیر اخرس (گونگا) اوسکے ایسا اشارہ کرنے سے صحیح ہوگی جو
ایقاع تدبیر پر دلالت کرتا ہو اسلیے کہ اوسکا اشارہ جملہ تصرفات مین لفظ کے قائم مقام ہو اور اسیطرح اوسکو
تدبیر کا اشارہ سے فسخ کرنا بھی صحیح ہوگا اور اگر کوئی شخص حالت صحت مین اپنے مملوک کی تدبیر کرے بعد ازان
اخرس ہوجائے اور تدبیر کو باشارۂ مفہمہ (جو رجوع فی التدبیر پر دلالت کرتا ہو) فسخ کرے تو صحیح ہوگا

تیسرا مقصد احکامِ تدبیر کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** تدبیر مملوک صحتِ رجوع اور
خروج از ثلث وغیرہ مین بمنزلۂ وصیت ہو (اور وصیت محضہ نہین ہو) پس تدبیر کا وصیت کی طرح
فسخ کرنا جائز ہو خواہ قولاً فسخ کرے مثلاً کہے رجعت فی ہذا التدبیر (مین نے اس تدبیر مین رجوع کیا)
یا فعلاً جیسے مملوک مدبر کا کسی کے لیے ہبہ یا وقف کر دینا یا اوسکو آزاد کر دینا یا اوسکے ساتھ وصیت کرنا
خواہ تدبیر مطلق ہو (وفات مین کوئی شرط نکی ہو) یا مقید ہو (وفات مین سفر یا مرض وغیرہ کی شرط کی ہو)
اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے مملوک مدبر کو فروخت کرے تو اوسکی تدبیر باطل ہو جائیگی (اگرچہ فسخ تدبیر
کا قصد نکیا ہو) اسلیے کہ فروخت کرنے سے اوسکی ملک زائل ہو جاتی ہو جو بقائے تدبیر کے منافی ہو
اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اگر تدبیر مین رجوع کرنے کے بعد اوسکو فروخت کریگا تو اوسکے رقبہ کی بیع
صحیح ہوگی اور اسیطرح اگر اوسکے فروخت کرنے سے رجوع فی التدبیر کا قصد کریگا تب بھی بیع رقبہ صحیح ہوگی
اور اگر قصد نکریگا تو عقد بیع فقط اوسکی خدمت مین نافذ ہوگا اور اوسکے رقبہ مین نافذ نہوگا اور
وفاتِ آقا کے بعد آزاد ہو جائیگا اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی تدبیر کا اسطرح انکار کرے کہ اوس سے
تدبیر کا فسخ کرنا مقصود نہو تو یہ انکار داخل رجوع نہوگا (اسلیے کہ انشائے رجوع اور انکارِ اصل مین فرق بین
موجود ہو علاوہ برین نسیان وغیرہ کا بھی احتمال ہو) اور اگر کوئی مملوک اپنے مدبر ہونیکا مدعی ہو اور اوسکا
آقا انکار کے بعد حلف کرے تو اوسکی تدبیر نفس الامر مین باطل نہوگی (پس اگر ایسی حالت مین اوسکا آقا وفات پائے

بشرطیکہ مملوک مذکور درحقیقت اپنے دعوے مین راستگو ہو ۱۲

تو وہ فیما بینہ وبین اللہ آزاد ہوجائیگا دوسرا مسئلہ مملوکِ مدبر اپنے آقا کی وفات کے بعد اوسکے ثلثِ متروکہ سے آزاد ہوگا پس اگر مجموع مدبر کے آزاد ہونے کو اوسکا ثلثِ متروکہ کافی ہو فبہا والا اوسمین سے فقط اوسقدر حصہ آزاد ہوجائیگا جسکی کہ ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہو اور اگر مورث کے پاس مملوکِ مذکور کے سوا کوئی مال نہوگا تو اوسی کا ثلث آزاد ہوجائیگا اور اگر کوئی شخص اپنے کئی مملوکون کی تدبیر کرے اور جملہ ممالیک اوسکے ثلث ترکہ سے خارج ہون تو وہ سب آزاد ہوجائینگے والا اونمین سے بقدر ثلث آزاد کیے جائینگے پس اگر اونکی ترتیب معلوم ہو تو آزاد کرنے مین الاول فالاول سے ابتدا کیجائیگی تا اینکہ ثلث متروکہ ختم ہو اور اگر اونکی ترتیب مجہول ہو تو قرعہ سے استخراج کیا جائیگا اور اگر میت پر اوسقدر دین ہو جو مستوعب ترکہ ہو تو تدبیر باطل ہوگی اور وہ جملہ مدبر فروخت کیے جائینگے اور اگر اوسکا دین مستوعب ترکہ نہو تو اونمین سے بقدر دین فروخت کیے جائینگے اور باقی کا ثلث آزاد ہوگا اور دین میت کی علی الاصح (مذہب صحیح کی بناپر) مطلقاً تقدیم کیجائیگی خواہ تدبیر سابق ہو یا اوس سے لاحق اور جسطرح کہ مجموع مدبر مین رجوع کرنا صحیح ہی اسیطرح بعض مدبر مین بھی رجوع کرنا صحیح ہی تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص بعض غلام کی تدبیر کرے تو باقی غلام آزاد نہوگا (یعنے سرایت نہوگی) اور اگر شخص مذکور کا کوئی شریک ہو گا تو اوسکو حصہ شریک کے خرید کرنے کی تکلیف نہیجائیگی (یعنے اوسکا ضامن نہوگا) اور اسیطرح اگر کوئی شخص مجموع غلام کی تدبیر کرے بعد ازان بعض غلام مین رجوع کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر کسی غلام کی دونون شریک تدبیر کرین بعد ازان اون دونون مین سے ایک شریک اپنے حصہ کو آزاد کردے تو اوسپر دوسرے شریک کے حصہ کی تقویم (قیمت لگانا) نکی جائیگی لیکن اس صورت مین تقویم کا قائل ہونا بیوجہ نہین ہی اسلیے کہ یہان پر سرایت کا کوئی مانع نہین ہو لہذا ادلہ سرایت کا عموم محل نزاع کو بھی شامل ہوگا اور اگر احد الشریکین تدبیر کرے بعد ازان آزاد کردے تو اوسپر شریک آخر کے حصہ کا قید رقیت سے چھوڑانا واجب ہوگا اور اگر حصہ قن (مملوک محض) کا مالک اوسکو آزاد کرے تو اوسپر حصہ مدبرہ کا چھوڑانا واجب نہوگا اسلیے کہ حصہ مدبرہ

لم یجب علیہ فک الحصۃ المدبرۃ

کے واسطے جہت عتق (تدبیر) موجود ہی لہذا سرایت نہوگی اور آمین تردد ہی اسلیے کہ حصہ مدبر اونیے
مالک کی ملک مین باقی ہی لہذا سرایت کا کوئی مانع نہین ہی **چوتھا مسئلہ** جبکہ کوئی مملوک مدبر بھاگ جائے
تو اوسکی تدبیر باطل ہوجائیگی اور مملوک مذکور اور اوسکی وہ اولاد جو بعد اباق (بھاگ جانا) کسی کنیز سے
پیدا ہوا اوسکے آقا کی مملوک ہوگی اور مملوک مذکور کی وہ اولاد تدبیر پر باقی رہیگی جسکی ولادت قبل اباق
ہوئی ہو اور اباق مملوک سے اوس اولاد کی تدبیر باطل نہوگی اور اگر کوئی مملوک مرتد ہوجائے تو اوسکی تدبیر
باطل نہوگی پس اگر دار الحرب سے ملحق ہوجائے تو اوسکی تدبیر باطل ہوجائیگی اسلیے کہ یہ اباق ہی اور اگر آقا مملوک
اوسکے فرار کرنیسے قبل وفات پائے تو آزاد ہوجائیگا **پانچوان مسئلہ** مملوک مدبر کا مال کتسب
اوسکے آقا کی ملک ہوگا اسلیے کہ وہ بقید رقیت باقی ہی اور اگر وفات آقا کے بعد مدبر و وارث اوس مال مین
اختلاف کرین جو اوسکے پاس موجود ہو پس مدبر کہے کہ مین نے اس مال کو اوسکی وفات کے بعد حاصل کیا ہی تو اوسکا
قول مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل عدم تقدم ہی اور اگر مدبر و وارث مین سے ہر ایک شخص اپنے مدعی پر
بینہ قائم کرے تو بینۂ وارث کو ترجیح دیجائیگی اسلیے کہ وہ بینہ خارج ہی جو بینۂ داخل پر مقدم ہی **چھٹا مسئلہ**
اگر مدبر پر نفس کے علاوہ کوئی جنایت واقع ہو تو ارش کا استحقاق اوسکے آقا کو حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ اوسکا مملوک ہی
اور اگر قتل کردیا جائے تو فوات محل کیوجہ سے اوسکی تدبیر بھی باطل ہوجائیگی اور اوسکی قیمت کا استحقاق اوسکے
آقا کو حاصل ہوگا اور اوس قیمت کا اعتبار کیا جائیگا جو اوسکے مدبر ہونے کی حالت مین قرار پائیگی اسلیے کہ
بوجہ تدبیر اوسکی قیمت مین تفاوت ہوجاتا ہی **ساتوان مسئلہ** جبکہ مدبر کسی شخص پر جنایت کرے تو ارش جنایت
اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور آقا کو ارش جنایت کے عوض اوسکا چھوڑانا جائز ہوگا اور آقا کو بوجہ جنایت
اوسکے فروخت کرنے کا بھی اختیار ہوگا پس اگر آقا اوسکو چھوڑالیوے تو وہ اپنی تدبیر پر باقی رہیگا اور اگر اوسکو
فروخت کرے اور جنایت مستغرق ہو تو اوس قیمت کا مستحق ارش مالک ہوگا اور اگر مستغرق نہو تو مملوک کا
اوسقدر حصہ فروخت کیا جائیگا جو بقدر جنایت ہو اور باقی حصہ تدبیر پر باقی رہیگا اور آقا کو مملوک مدبر کی

منفعتِ خدمت کا فروخت کرنا بھی جائز ہے اور اسیطرح آقا کو مملوک مذکور کا رجوع فی التدبیر کے بعد فروخت کرنا بھی صحیح ہے اور اگر رقبہ مدبّر کو ابتداءً فروخت کرے تب بھی جائز ہوگا اور بیع مذکور سے اوسکی تدبیر باطل ہوگی (اگرچہ فسخ تدبیر کا قصد نکیا ہو) جیسا کہ ہم سابقاً بیان کر چکے ہین اور ایک روایت کی بنا پر اگر اوسکی تدبیر کے باطل کرنیکا قصد کریگا تو تدبیر باقی رہیگی اور وفاتِ آقا کے بعد آزاد ہوجائیگا اور اوسپر کوئی سبیل باقی نرہیگی اور اگر مدّبر جانی (جنایت کرنیوالا) کے چھوڑانے یا فروخت کرنے سے قبل اوسکا آقا وفات پائے تو آزاد ہوجائیگا اور ترکۂ آقا مین ارش جنایت ثابت نہوگی اسلیے کہ اخذ ارش کے قبل قیدِ رقیت سے اوسکا خروج ہوگیا **آٹھوان مسئلہ** جبکہ مملوکِ مدبر فرار کرے تو اوسکی تدبیر باطل ہوجائیگی اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی خدمت کو کسی غیر کے لیے تاحیاتِ مخدوم مقرر کرے اور اوسکی حرّیت کو اوس غیر کی وفات پر معلّق کرے تو مملوکِ مذکور کی تدبیر اوسکے فرار کرنے کیوجہ سے باطل نہوگی اور اس مقام پر چار فرعین مذکور ہوتی ہین **اوّل** جبکہ مملوکِ مدبر اپنے آقا کی وفات کے بعد کسی مال کو حاصل کرے پس اگر مملوکِ مذکور آقا کے ثلثِ ترکہ سے خارج ہو تو وہ کل مال اوسی کی ملک ہوگا ورنہ اوسکو مالِ مذکور مین سے اوسقدر مال کا استحقاق ہوگا جسقدر کہ وہ آزاد ہوا اور باقی مال کا ورثہ کو استحقاق ہوگا **دوّم** جبکہ کوئی شخص اپنے مملوک کی تدبیر کرنے کے بعد وفات پائے اور اوسکے متروکہ مین اوسقدر مال غائب ہو جو مملوک مذکور کی قیمت کا ضعف ہو تو ثلثِ مملوک فی الحال آزاد ہوجائیگا اور مال غائب مین سے جسقدر مال کہ ورثہ کو حاصل ہوتا جائیگا اوسی نسبت سے مملوک مذکور بھی آزاد ہوتا جائیگا اور اگر وہ مال تلف ہوجائے تو ثلث مملوک مین عتق کو استقرار رہیگا **سوم** جبکہ کسی مملوک سے کتابت کیجائے بعد ازان اوسکی تدبیر کیجائے تو دونون صحیح ہونگے پس اگر مال کتابت کو ادا کریگا تو بوجہ کتابت آزاد ہوجائیگا اور اگر مال کتابت کی ادائی مین یہانتک تاخیر ہو کہ اوسکا آقا وفات پائے تو بوجہ تدبیر آزاد ہوجائیگا بشرطیکہ اوسکے ثلثِ متروکہ سے خارج ہو ورنہ ثلث مملوک آزاد ہوگا اور مال کتابت مین سے بنسبت حریت

نو دبر صح فان ادّی مال الکتابة عتق بالکتابة وان تاخر حتی مات المولی عتق بالتدبیر ان خرج من الثلث والا عتق

ولو کاتبہ بعد التدبیر بطل التدبیر وفیہ اشکال اما لو دبرہ ثم قاطعہ علی مال لیعجل العتق لم یکن ابطالا للتدبیر قطعا

ساقط ہو جائیگا اور باقی مکاتب رہیگا لکن اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی تدبیر کرنے کے بعد اوس سے کتابت کرے
تو اوسکی تدبیر باطل ہو جائیگی اور سہمین اشکال ہی لکن اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی تدبیر کرے بعد ازان اوس سے
کسی مال پر بغرض مقاطعہ کرے کہ اوسکے عتق مین تعجیل ہو تو اس سے مملوک مذکور کی تدبیر قطعاً باطل ہوگی
چہارم اگر کوئی شخص اپنی کنیز کے حمل کی تدبیر کرے تو صحیح ہوگی اسلیے کہ وہ آدمی مملوک ہی اور مادر حمل کیطرف
سرایت نکریگی اور اگر اوسکی تدبیر کو فسخ کریگا تو صحیح ہوگا پس اگر وقت تدبیر سے چھ مہینے کے قبل حمل مذکور کی
ولادت ہو تو تدبیر صحیح ہوگی اسلیے کہ وہ وقت تدبیر محقق تھا اور اگر چھ ماہ سے زائد کے بعد ولادت ہو تو محکوم
بتدبیر نہوگا اسلیے کہ وقت تدبیر حمل کے متوہم ہونے (موجود نہونے) اور بعد تدبیر اوسکے متجدد (حادث)
ہونیکا احتمال ہی **دوسری فصل** کتابت کے بیان مین کتابت عرف فقہا مین وہ عقد مستقل ہی جو
مابین آقا و مملوک واقع ہوتا ہی اور احکام مخصوصہ اوسپر مترتب ہوتے ہین جنکا ثمرہ حصول عتق بعوض ہی اور
اس کتاب مین تین مطلب ہین **پہلا مطلب** ارکان کتابت کے بیان مین اور وہ چار ہین **رکن اول**
صیغہ وغیرہ کے بیان مین عقد کتابت کا ابتداءً (بدون سوال) واقع کرنا مستحب ہی بشرطیکہ مملوک مین امانت
(دینداری) اور اکتساب (مال) کا تحقق معلوم ہو اور سوال مملوک (غلام یا کنیز) کے بعد واقع کرنا مستحب مؤکد ہی
اور اگر دونون امر (امانت و اکتساب) معدوم ہون تو مباح ہی اور اسیطرح اگر احد الامرین (امانت یا اکتساب
مین سے ایک امر) معدوم ہو تب بھی اوسکا واقع کرنا مباح ہوگا اور عقد کتابت عتق بصفت نہین ہی
اور اسیطرح بیع عبد من نفسہ (غلام کا اپنے نفس کو خود خرید کرنا) بھی نہین ہی بلکہ وہ معاملہ مستقلہ ہی جو شبہ بیع سے
بعید ہی پس اگر کوئی غلام اپنے نفس کو بثمن موجل (وہ قیمت جسکے ادا کرنے کی کوئی مدت معین ہو) فروخت کرے
تو کتابت صحیح نہوگی اور اگر یہ عقد داخل بیع ہوتا تو بیع سلم کیطرح صورت مذکورہ مین بھی صحیح ہوتا
اور کتابت کے ساتھ خیار مجلس بھی ثابت نہین ہوتا اور عقد کتابت کا بدون اجل واقع کرنا
علی الاشبہ صحیح نہین ہی اور اوسکے حکم کا ثبوت ایجاب وقبول کیطرف احتیاج رکھتا ہی اور عقد مکاتبت مین

الرابع اذا دبرها صح ولا یسری الی امه ولو دبر ما فی بطنها صح فان اتت به لاقل من ستة اشهر من حین التدبیر صح التدبیر فیه لتحققه وقت التدبیر وان کان لاکثر لم یحکم بتدبیره لاحتمال تجدده وتوهم الحمل الفصل الثانی فی المکاتبة وفیه مقاصد

کتاب المکاتبة

الاول فی بیان ارکانها واحکامها ولواحقها اما الارکان فالصیغة والموجب والمکاتب والعوض والکتابة مستحبة ابتداء مع الامانة والاکتساب وتتاکد بسؤال المملوک ولو عدما کانت مباحة وکذا لو عدم احدهما ولیست عتقا بصفة ولا بیعا للعبد من نفسه بل هی معاملة مستقلة بعیدة عن شبه البیع فلو باع نفسه بثمن معلوم مؤجل لم یصح ولا یثبت مع الکتابة خیار المجلس ولا بد من الاجل علی الاشبه ویعتبر فی ثبوت حکمها الایجاب والقبول

ويكفي في الكتابة أن يقول كاتبتك مع تعيين الأجل والعوض وهل يفتقر إلى قوله فإذا أديت فأنت حر مع نية ذلك قيل نعم وقيل لا بل يكفي بالنية مع العقد فإذا أدى عتق سواء ضم اللفظ أو أغفله

آقا کا تعیین اجل و عوض کے ساتھ اپنے مملوک سے کاتبتك (مین نے تجھسے کتابت کی) کہنا کافی ہے اور آیا لفظ مذکور
(اور غلام کا تبتك کہنا کافی ہوگا)
کے ساتھ ضمیمہ فاذا ادیت فانت حر (پس جبکہ تو عوض معین کو ادا کردے تو آزاد ہی) کی حاجت ہوگی یا نہین
(در صورتیکہ ایجاب مکاتبت مین اسکی نیت کرچکا ہو) بعض علما نے فرمایا ہے کہ حاجت ہوگی اسلیے کہ لفظ مذکور مین
مکاتبت شرعیہ کے علاوہ اور معانی (جیسے مراسلہ) کا بھی احتمال ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ ضمیمہ کی حاجت
نہوگی بلکہ لفظ مذکور کے ساتھ مکاتبۂ شرعیہ کا قصد کرلینا کافی ہوگا پس جبکہ مال کتابت کو مملوک ادا کردیگا
تو آزاد ہوجائیگا خواہ اوسکے آقا نے ضمیمۂ مذکورہ کا تلفظ کیا ہو یا نکیا ہو اور یہی قول اشبہ اور اصول آئمہ
کے موافق ہے اسلیے کہ اصل عدم اشتراط ہے اور غایات مترتبہ کا ذکر کرنا لازم نہین ہے اور انشاے مکاتبت
اوسپر خود دلالت کرتی ہے اور کتابت کی دو قسمین ہین مشروطہ اور مطلقہ مطلقہ سے وہ کتابت مراد ہے
جس مین فقط عوض اور اجل کے ذکر اور نیت پر اقتصار کیا جائے اور مشروطہ سے وہ کتابت مراد ہے
جس مین امور مذکورہ کے علاوہ عبارت فان عجزت فانت رد فی الرق (پس اگر تو مال کتابت کے
ادا کرنے سے عاجز آئیگا تو رقیت کیطرف عود کریگا) وغیرہ (جو الفاظ عبارت مذکورہ کے معنی پر دلالت کرین) کا بھی تلفظ کیا جائے پس صورت مین
جبکہ مملوک عاجز ہوجائیگا تو آقا کو اوسکا رقیت مین رد کرنا صحیح ہوگا اور جو مال آقا نے مملوک سے
اخذ کیا ہوگا اوسکا واپس کرنا لازم نہوگا اور حد عجز (یعنی کتابت مشروطہ مین مملوک کے ادائے مال سے
عاجز ہونے کی علامت) یہ ہے کہ ایک نجم (وہ مال جسکے ادا کرنے کی مدت مقرر ہو) کو اوسکے محل سے
تا نجم آخر موخر کرے یا اوسکے حال سے معلوم ہو کہ وہ اپنے نفس کے چھوڑانے پر قادر نہین ہے اور
بعض علما نے فرمایا ہے کہ کسی نجم کا اوسکے محل سے موخر کردینا علامت عجز ہے اور یہی قول روایت مین بھی
(اگر ہر نجم کو تا نجم آخر موخر کرے بلکہ فقط وقت معین سے تاخیر کرے ہر چند کہ ادائے مال پر قادر ہو ۱۲)
منقول ہوا ہے اور جبکہ مملوک کا عجز ظاہر ہو تو آقا کو اوسپر صبر کرنا مستحب ہے اور کتابت طرفین سے عقد لازم
(جسکے فسخ کرنے کا اختیار نہو) ہے خواہ مطلقہ ہو یا مشروطہ اور بعض علمائے فرمایا ہے کہ اگر کتابت مطلقہ ہے تو طرفین سے
اور اگر مشروطہ ہے تو فقط جہت آقا سے لازم ہوگی اور جہت عبد سے جائز (جسکے فسخ کرنیکا اختیار رہو) ہوگی

والكتابة وهو أنسب قسمان مشروطة ومطلقة فالمطلقة أن يقتصر على العقد وذكر الأجل والعوض والنية والمشروطة أن يقول مع ذلك فإن عجزت فأنت رد في الرق فمتى عجز كان للمولى رده رقاً ولا يعيد عليه ما أخذ وحد العجز أن يؤخر نجماً إلى نجم أو يعلم من حاله العجز عن فك نفسه وقيل أن يؤخر نجماً عن محله وهو مروي ويستحب للمولى مع العجز الصبر والكتابة عقد لازم مطلقة كانت أو مشروطة وقيل إن كانت مطلقة لازمة وإن كانت مشروطة فهي جائزة من جهة العبد

اسلیے کہ اوسکو اپنے نفس کا اکتساب مال سے عاجز کرنا جائز ہوا اور قول اوّل اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو
اور عبد کو اپنے نفس کے عاجز کر دینے کا جواز ہمارے نزدیک مسلم نہین ہو بلکہ اوسپر سعی کرنا واجب ہوگا اور
صورت امتناع مین اوسپر جبر کرنا صحیح ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسکا مجبور کرنا صحیح نہوگا اور
اس مین اشکال ہو اسلیے کہ عقد کتابت وجوب سعی کو مقتضی ہو پس جواز اجبار (مجبور کرنا) اشبہ ہو ہان اگر
اکتساب سے عاجز ہو جائے تو آقا کو فسخ کتابت کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر وہ دونون (آقا و مملوک)
تقایل کتابت (کسی عقد کا رضائے باہمی کے ساتھ فسخ کرنا) پر اتفاق کرین تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر آقا نے مکاتب
اوسکا مال کتابت سے ابراء (اسقاط مافی الذمہ) کردے تب بھی صحیح ہوگا اور بعد ابراء آزاد ہو جائیگا
اسلیے کہ اسقاط حق بمنزلہ وصول ہو اور عقد کتابت بھی باقی عقود لازمہ کیطرح وفات آقا سے باطل نہوگا اور
ورثہ کو مال کتابت کا مطالبہ صحیح ہوگا اور جبکہ مال کتابت کو ورثہ کے حوالہ کردے تو آزاد ہو جائیگا

رکن دوّم موجِب (آقائے مملوک) (کتابت کا ایجاب کرنیوالا) کے بیان مین اور موجب کا بالغ اور کامل العقل اور
صاحب اختیار اور جائز التصرف ہونا صحت کتابت مین شرط ہو اور آیا اوسکا مسلم ہونا بھی شرط ہو یا نہین اسمین
تردد ہو اور عدم اشتراط بوجہ نہین ہو اسلیے کہ عقد کتابت داخل عتق نہین ہو (اگرچہ اوس پر عتق متفرع ہوتا ہو) لہذا کتابت کافر کی صحت کا کوئی مانع
نہین ہو پس اگر کوئی کافر ذمّی (یہود و نصاریٰ) اپنے مملوک ذمی سے شراب یا خوک پر کتابت کرے اور قبضہ طرفین
متحقق ہو جائے تو اون دونون پر اوسکے التزام کا حکم کیا جائیگا اور اگر کتابت کے بعد وہ دونون
اسلام لے آئین تو باطل نہوگی اور اگر قبل تقابض (طرفین کا قبضہ کرنا) اسلام لائین تو مکاتب پر مال کتابت کی
قیمت کا اپنے آقا کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور ولی یتیم کو اوسکے مملوک سے کتابت کرنا جائز ہو بشرطیکہ
یتیم کے لیے اسمین کوئی مصلحت و فائدہ متصور ہو اور بعض علما نے اسکو منع فرمایا ہو اسلیے کہ عقد کتابت
از قبیل تبرع ہو کیونکہ مملوک کا مال بھی ملک مین اوسکا تابع ہو اور اگر کوئی شخص مرتد ہو جانے کے بعد مملوک مسلم سے
کتابت کرے تو صحیح نہوگی اسلیے کہ مرتد کو رنے ارتداد از فطرت کیا ہو تو اوسکی ملک زائل ہو گئی اور اگر

الثاني في الموجب

ويعتبر فيه البلوغ وكمال العقل والاختيار وجواز التصرف وهل يعتبر الاسلام فيه تردد والاشبه عدم الاشتراط ... ولو كاتب الذمي مملوكه على خمر او خنزير وتقابضا حكم عليهما بالتزام ذلك وان اسلما ... وتقابضا ... ويجوز لولي اليتيم ان يكاتب مملوكه ...

ارتداد از ملت کیا ہی تو مملوک مسلم اوسکے قبضہ مین نہین رہ سکتا بلکہ اوسکا کسی مسلم کے ہاتھہ فروخت کرنا لازم ہوگا رکن سوم مملوک (وہ غلام یا کنیز جس سے کتابت کیجائے) کے بیان مین اور مملوک کا بالغ اور کامل العقل ہونا صحتِ کتابت مین شرط ہی اسلیے کہ احدہما (بالغ اور کامل مین سے ایک) کے لیے اہلیت قبول حاصل نہین ہی اور اگر کوئی مملوک کافر ہو تو آیا اوس سے کتابت کرنا جائز ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی اظہر عدم جواز ہی اسلیے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہی فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا (اپنے غلام وکنیز سے کتابت کرو اگر تمکو اونمین خیر کا تحقق معلوم ہو) اور خیر کی تفسیر دیانت کے ساتھ وارد ہوئی ہی جسکا انتفاء کافر مین معلوم ہی اور آیا صحتِ کتابت مین تعیین اجل (مدت) بھی شرط ہی یا نہین اسمین بین العلماء اختلاف ہی پس بعض اصحاب نے کتابتِ حالّہ (جس مین ادائے مال کے لیے کوئی مدت معین نہو) اور موجلہ (جس مین ادائے مال کے لیے کوئی مدت معین ہو) دونون کی اجازت دی ہی اسلیے کہ ادلہ جواز عام ہین اور اصل عدم اشتراط ہی اور بعض اصحاب نے تعیین اجل کو شرط کیا ہی اور یہی قول اشبہ ہی اسلیے کہ جو مال مملوک کے پاس موجود ہی اوس سے معاملہ کرنا صحیح نہین ہی کیونکہ وہ آقا کی ملک ہی اور جو مال کہ موجود نہین ہی وہ متوقع الحصول ہی پس کسی مدت کا مقرر کرنا متعین ہوا تاکہ جہالت برطرف ہو اور تکلیف بغیر مقدور سے امن حاصل ہو اور اجل واحد کا مقرر کرنا کافی ہی اور اوسکے لیے جانب کثرت مین کوئی حد معین نہین ہی بشرطیکہ معلوم ہو اور مال کتابت کی ادائی کے وقت کا معلوم ہونا بھی شرط ہی پس اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے کاتبتك علی ان تودی الی کذا فی سنة (تجھسے باین شرط کتابت کی کہ تو سال بھر مین پانسو روپیہ ادا کرے) کہے اور سال کو ادائے مال کا ظرف قرار دے تو صحیح نہوگا اسلیے کہ وقتِ ادا مجہول رہتا ہی اور نجوم (وہ اموال جنکے ادا کرنیکے لیے کوئی مدت مقرر کیجائے) کا مساوی و مختلف ہونا جائز ہی اور آیا ادائے مال کی مدت کا متصل بعقد ہونا بھی شرط ہی یا نہین اسمین تردد ہی اور اگر کوئی شخص عوض مین یا مہر خدمت و مال جمع کرے اور کہے کاتبتك علی خدمة شہر و دینار بعد الشہر

(مین نے تجھے ایک مہینہ کی خدمت اور اوس دینار پر کتابت کی جسکا ادا کرنا مہینہ کے بعد لازم ہی) تو صحیح ہوگا بشرطیکہ دینار کی جنس معلوم ہو اور دینار کا کسی دوسری اجل تک متوخر کرنا لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص کتابت مشروطہ مین ایک مہینہ کی خدمت اور دینار کو یا کتابت مطلقہ مین تنہا ایک مہینہ کی خدمت کو عوض قرار دے اور غلام مکاتب خدمت کے مہینہ مین بیمار ہو جائے تو کتابت باطل ہو جائیگی اسلیے کہ عوض کا حصول دشوار ہو گیا اور اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کاتبتک علی خدمتہ شہر بعد ہذا الشہر (مین نے تجھسے اس مہینہ کے بعد ایک مہینہ کی خدمت پر کتابت کی) تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ یہ کتابت اوس قول کی بنا پر باطل ہوگی جسمین عقد کتابت سے مدت کے متصل ہونیکو شرط کیا ہی اور اسمین تردد ہی اور اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کتابت کرے بعد ازان اوسکو ایک مدت تک محبوس رکھے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ آقا پر مملوک کا اوسقدر مدت تک مہلت دینا واجب ہوگا جسقدر مدت تک کہ اوسکو محبوس کیا تھا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ یہ واجب نہوگا بلکہ اوسپر مدت حبس کی اجرت لازم ہوگی اور یہی قول اشبہ ہی اسلیے کہ صورت غصب مین منافع مکاتب کی اوسیطرح ضمانت لازم ہوتی ہی جسطرح کہ مملوک محض کے منافع کی لازم ہوتی ہی **رکن چہارم** عوض کے بیان مین عوض مین چار امرون کا متحقق ہونا صحت کتابت کے لیے شرط ہی **اول** اوسکا دین ہونا **دوم** اوسکا مؤجل جسکی ادائی کے لیے کوئی مدت مقرر ہو ہونا **سوم** اوسکی مقدار او صفت کا معلوم ہونا **چہارم** اوسکے تملک (ملک مین لانا) کا آقا کے لیے صحیح ہونا پس عقد کتابت کا کسی عین مال پر واقع کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر عوض کی مقدار یا اوسکا وصف مجہول ہو تب بھی کتابت صحیح نہوگی پس عوض کے جن اوصاف کیوجہ سے قیمت مین تفاوت ہوتا ہی اونکا اسطرح بیان کرنا ضرور ہوگا کہ جہالت مرتفع ہو جائے پس اگر عوض کتابت از قبیل اثمان (طلا و نقرہ) ہو تو اوسکے اوصاف کا اسطرح ضبط کرنا لازم ہوگا جسطرح کہ نسیہ (اودھار) مین ضبط کیا جاتا ہی اور اگر عوض مذکور از قبیل متاع ہوگا تو اوسکے اوصاف کا

علی الفور لا اشتراط اتصال المدة بالعقد وفیہ تردد ولو کاتبہ ثم حبسہ مدة قیل یجب ان یؤجلہ مثل تلک المدة وقیل لا یجب بل یلزمہ اجرتہ لمدة احتباسہ وهو اشبہ

قیل بطل هذا الشهر شهر بعد علی خدمة العوض ولو قال الکتابة لتعذر نعم الخلقة بطلت لخروج نوم عن العبد الدینار الی اجل ولا یلزم تاخیر معلوم الجنس اذا کان الدینار

فالرابع فی العوض ویعتبر فیہ ان یکون دینا مؤجلا معلوم الوصف والقدر مما یصح تملکہ للمولی فلا تصح الکتابة علی عین ولا مع جهالة العوض بل یذکر فی وصفہ کل ما یتفاوت الثمن بسببہ بحیث ترتفع الجهالة فان کان من الاثمان وصفہ بما یوصف بہ فی النسیة وان کان عرضا وصفہ

اسطرح بیان کرنا ضرور ہوگا جسطرح کہ بیع سلم مین بیان کیا جاتا ہی اور عوض کتابت کے لیے جانب کثرت مین کوئی حد معین نہین ہی پس جس مقدار چاہے اوسکو عوض قرار دے لکن اوسقدر عوض کا مقرر کرنا مکروہ ہی جو قیمت مملوک سے متجاوز ہو اور عقد کتابت کا منفعت (جیسے خدمت کرنا یا کسی مکان کا بنانا) پر واقع کرنا بھی جائز ہی لکن اوسکے اوصاف کا اسطرح بیان کرنا ضرور ہوگا کہ جہالت مرتفع ہو اور جبکہ کوئی شخص ایک ہی عقد مین کتابت و بیع و اجارہ وغیرہ کو جمع کرے تو ہر ایک عقد صحیح ہوگا اور عوض مبذول کا جو حصہ ثمن مملوک قرار پائیگا اوسی کے مقابل عقد کتابت واقع ہوگا اور اسیطرح دو شریکون کا ایک ہی مملوک سے عقد واحد مین کتابت کرنا بھی جائز ہی خواہ اون دونون کے حصے متفق ہون یا مختلف خواہ دونون عوض مساوی ہون یا متفاوت اور مملوک مذکور کو عوض کتابت کا احد الشریکین (دونون شریکون مین سے ایک) کے حوالہ کرنا صحیح نہوگا اور اگر کچھ عوض دے گا تو دونون شریکون کا مال ہوگا اور اگر اون دونون مین سے ایک شریک دوسرے کو اجازت دے تو جائز ہوگا اور اگر ایک شخص اپنے تین غلامون سے ایک ہی عقد مین کتابت کرے تو صحیح ہوگی اور ہر ایک غلام اوس حصہ کے ساتھ مکاتب ہوگا جو عوض مسمّی (معین) مین سے اوسکی قیمت قرار پائیگی (پس اگر اونمین سے ایک غلام کی سو اور دوسرے کی دو سو اور تیسرے کی تین سو روپیہ قیمت ہو تو غلام اول پر عوض مسمّی کا سدس اور دوم پر اوسکا ثلث اور سوم پر اوسکا نصف لازم ہوگا) اور ہر ایک غلام کی اوس قیمت کا اعتبار کیا جائیگا جو وقت عقد مشخص ہوگی اسلیے کہ تسلط آقا کے زوال کا یہی وقت ہی اور اونمین سے جو غلام اپنے حصہ کو ادا کریگا وہی آزاد ہوگا اور اوسکا عتق دوسرے غلام کے حصہ کی ادائی پر موقوف نہوگا اور جو غلام اپنے حصہ کے ادا کرنے سے عاجز ہوگا وہی قید رقیت مین باقی رہیگا اور دوسرا باقی نرہیگا اور اگر اونمین سے ہر ایک غلام دوسرے کی کفالت یا اوسکے حصہ کی ضمانت کو شرط کرلے تو شرط اور کتابت دونون صحیح ہونگی اور اگر کوئی مملوک عوض کتابت کو اجل معین کے قبل

یعنے مملوک کی اوس قیمت سے زیادہ ہو جو وقت مکاتبت متحقق ہو ۱۲

اگر حصہ عوض متعدد ہو ۱۲

چھٹا حصہ ۱۲

تیسرا حصہ ۱۲

حوالہ کرنا چاہے تو اوسکے آقا کو اوسپر قبضہ کرنے اور تا اجل معین تاخیر کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور اگر مکاتب مطلق عوض کے ادا کرنے سے عاجز ہو تو امام علیہ السلام پر اوسکا سہم الرقاب سے چھوڑانا لازم ہوگا اور مکاتبۂ فاسدہ سے کوئی حکم متعلق نہین ہوتا بلکہ وہ ہمارے نزدیک از قبیل لغو و فضول ہے

دوسرا مطلب احکام کتابت کے بیان مین اور وہ کئی مسئلون پر مشتمل ہے **پہلا مسئلہ** جبکہ مکاتب مشروط وفات پائے تو اوسکی کتابت باطل ہو جائیگی اور اوسکا ترکہ آقا کی ملک ہوگا اور اوسکی اولاد قیدِ رقیت مین باقی رہیگی اور اگر مکاتب مطلق وفات پائے تو عوض کتابت مین سے جسقدر مال ادا کیا ہوگا اوسکا اوسیقدر حصہ آزاد ہوگا اور باقی بسبب رقیت باقی رہیگا اور آقا کو اوسکے متروکہ مین سے اوسقدر حصہ کا استحقاق ہوگا جو اوسکے حصۂ رقیت کے مقابل قرار پائیگا اور اوسکے ورثہ کو اوسقدر حصہ کا استحقاق ہوگا جو حصۂ حریت کے مقابل قرار پائیگا اور وارث مکاتب (جو رقیت و حریت مین اوسکا تابع ہے) پر نصیب حریت مین سے بقیۂ مال کتابت کا اوسکے آقا کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر مال نہوگا تو اولاد پر اوس عوض کا ادا کرنا لازم ہوگا جو اوسکے باپ پر باقی ہے اور ادائے عوض کے بعد اوسکی اولاد آزاد ہو جائیگی اور آیا آقا کو مال کتابت کے ادا کرنے پر اوسکی اولاد کا مجبور کرنا صحیح ہے یا نہین اسمین تردد ہے لکن اس مقام پر بعض روایات مین وارد ہوا ہے کہ بقیۂ مال کتابت اصل ترکہ سے ادا کیا جائیگا اور اولاد آزاد ہو جائیگی اور مال کتابت کی ادائی کے بعد جو ترکہ باقی رہیگا وہ اوسکی اولاد کا مال ہوگا اور قول اول اشہر ہے اور جبکہ غلام مکاتب کا کوئی حصہ آزاد ہو جائے بعد ازان کوئی شخص اوسکے لیے کسی مال کی وصیت کرے تو اوسکے لیے کل وصیت مین سے بقدر حریت صحیح ہوگی اور زائد باطل اور اگر کسی مکاتب پر کوئی حد واجب ہو تو بقدر حریت حد احرار اور بقدر رقیت حد عبید اوسپر جاری کیجائیگی اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز مکاتبہ سے زنا کرے تو کنیز مذکورہ کے جسقدر حصہ کا کہ وہ مالک ہوگا حد کا اوسیقدر حصہ ساقط ہو جائیگا اور باقی حد اوسپر جاری کیجائیگی

دوسرا مسئلہ مکاتب کو بدون اجازت آقا اپنے مال مین فروخت یا ہبہ یا آزاد کرنے یا قرض دینے کے ساتھ

تصرف کرنا صحیح نہین ہے اور اسیطرح آقا کو بھی مال مکاتب مین اون تصرفات کے علاوہ جو متعلق باستیفائے حق ہین (جیسے حلول اجل کے بعد اوسکا اخذ کرنا یا باجازت مکاتب اوسکی حفاظت کرنا) کوئی تصرف کرنا جائز نہین ہے اور آقا کو اپنی کنیز مکاتبہ سے مطلقاً وطی کرنا جائز نہین ہے خواہ بملک وطی کرنا چاہے یا بعقد اسلیے کہ علت وطی مین اتحاد سبب درکار ہے جو کنیز مکاتبہ مین مفقود ہے اور اگر مکاتبہ اوسکی اطاعت کریگی تو اوسپر بھی حد جاری کیجائیگی (یعنے تعزیر) اور اسیطرح آقا کو اپنے مکاتب کی کنیز سے وطی کرنا بھی جائز نہین ہے اور اگر وطی بالشبہ واقع ہوگی تو اوسپر مہر کا دینا لازم ہوگا اور جو مال کہ مکاتب کو مال کتابت کے ادا کرنے سے قبل یا بعد حاصل ہوگا وہ اوسیکی ملک ہوگا اسلیے کہ اوسکے آقا کا تسلط بوجہ کتابت زائل ہوچکا اور کنیز مکاتبہ کو بدون اجازت آقا نکاح کرنا جائز نہین ہے اور اگر بدون اجازت مبادرت کریگی تو اوسکا عقد اجازت آقا یا ادائے مال پر موقوف رہیگا خواہ کنیز مذکور مکاتبہ مشروطہ ہو یا مطلقہ اور اسیطرح غلام مکاتب کو بدون اجازت آقا اوس کنیز سے وطی کرنا بھی صحیح نہین ہے جسکو کہ وہ خود خرید کیے اگرچہ مکاتب مطلق ہو **تیسرا مسئلہ** جن امور کو کہ آقا اپنے مملوک سے عقد کتابت مین شرط کرلے اونپر وفا کرنا لازم ہوگا تا وقتیکہ مخالف کتاب (قرآن مجید) یا سنت (حدیث شریف) یا مقتضائے عقد کے منافی نہون **چوتھا مسئلہ** جبکہ کسی کنیز حاملہ سے کتابت کیجائے تو اوسکا حمل داخل کتابت نہوگا اور اگر (ورنہ عقد و شرط دونون باطل ہونگے ۱۲) کسی مملوک کے ساتھ بعد کتابت حاملہ ہوگی تو اوسکی اولاد پر بھی اوسی کا حکم جاری ہوگا پس بحساب مکاتبہ اوسکی اولاد بھی آزاد ہوگی اور اگر زن مکاتبہ باجازت آقا کسی حر سے عقد کرے تو اوسکی اولاد بھی داخل احرار ہوگی اور اگر کوئی مکاتبہ اپنے آقا سے حاملہ ہوجائے تو اوسکی کتابت باطل نہوگی پس اگر اوسکا آقا وفات پائے اور مکاتبہ مذکورہ پر کتابت کا کچھ مال باقی ہو تو اپنے مولود کے نصیب سے آزاد ہوگی اور اگر مولود نہوگا تو وارث کے لیے مال کتابت کے بہم پہونچانے مین خود سعی کریگی **پانچوان مسئلہ** مکاتب مشروط اپنے آقا کی رقیت مین باقی رہتا ہے اور اوسکا فطرہ بھی آقا پر لازم ہوتا ہے اور اگر کوئی مملوک مکاتب مطلق ہو (اگرچہ اکثر عوض کو ادا بھی کرچکا ہو ۱۲) تو اوسکا فطرہ آقا پر لازم نہوگا اور جبکہ مکاتب پر کوئی کفارہ واجب ہو تو اوسکا صوم (روزہ ۱۲) کے ساتھ ادا کرنا معین ہوگا (مطلق ہو یا مشروط ۱۲)

نصيب ولدها وان لم يكن لها ولد سعت في مال الكتابة للوارث **الخامسة** المشروط رق وفطرته على مولاه

اسلیے کہ اوسکو تصرف مالی صحیح نہین ہی اور اگر عتق مملوک کے ساتھ کفارہ کو ادا کریگا تو کافی نہوگا اور اسیطرح اگر
اطعام مساکین کے ساتھ ادا کریگا تب بھی کافی نہوگا اور اگر آقا اوسکو عتق یا اطعام کے ساتھ کفارہ کے ادا کرنیکی
اجازت دے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اس صورت مین بھی کافی نہوگا اسلیے کہ اوسنے کفارہ کو ایسی شی کے
ساتھ ادا کیا ہی جسکے ساتھ اوسکا ادا کرنا واجب نتھا **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی مملوک اپنے نفس کے نصف کا
مالک ہوجائے تو اوسکے مال مکسوب مین وہ اور اوسکا آقا دونون شریک ہونگے اور اگر اون دونون مین سے
کوئی شخص طالب مہایات (آقا و مملوک کا زمانہ کو باہم اسلیے تقسیم کرلینا کہ جسکے زمان مخصوص مین مملوک کا جو کسب
حاصل ہو اوسکا وہی مالک ہو) ہو تو ممتنع (مہایات سے انکار کرنیوالا) پر جبر کیا جائیگا اور بعض علماء نے
فرمایا ہی کہ جبر کرنا صحیح نہوگا اور یہی قول اشبہ ہی **ساتوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے کتابت
کرنے کے بعد وفات پائے اور کوئی وارث مال کتابت مین سے اپنے نصیب کو ساقط یا اپنے حصہ کو آزاد
کردے تو صحیح ہوگا اور مکاتب مذکور مین سے اوسکا حصہ آزاد ہوجائیگا اور اوسپر باقی غلام کی تقویم کیجائیگی
آٹھوان مسئلہ جو شخص کہ اپنے غلام کے ساتھ کتابت کرے اوسپر مال زکوٰۃ مین سے اوسکی اعانت
لازم ہوگی بشرطیکہ زکوٰۃ اوسپر واجب ہو اور اوسکے لیے جانب قلت و کثرت مین کوئی حد معین نہین ہی
اور اگر زکوٰۃ واجب نہو تو تبرعاً عطا کرنا مستحب ہوگا **نوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے دو غلامون سے
کتابت کرے اور اون مین سے ایک غلام مال کتابت کو ادا کرے اور آقا پر مشتبہ ہوجائے تو بغرض تذکر
(یاد کرلینا) اوسپر صبر کیا جائیگا (یعنے آقا کو تا حیات مہلت دیجائیگی) پس اگر آقا وفات پائے تو قرعہ سے
استخراج کیا جائیگا اور اگر وہ دونون غلام علم آقا کے مدعی ہون تو آقا کا قول مع قسم مقبول ہوگا بعد ازان
اگر آقا مرجائے تو اون دونون مین استخراج مکاتب کے لیے قرعہ ڈالا جائیگا **دسوان مسئلہ**
مال کتابت کا فروخت کرنا جائز ہی پس جبکہ مکاتب مال کتابت کو ادا کردیگا آزاد ہوجائیگا اور اگر مکاتب مشروط
مال کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہو اور اوسکا آقا عقد کتابت کو فسخ کرے تو مکاتب کو رسے آقا کی

رقیت مین عود کریگا اور آقا کو مکاتب مشروط کا صورت عجز مین فسخ کتابت کے بعد فروخت کرنا جائز ہی اور مکاتب مطلق کا

درصورت عجز فروخت کرنا جائز نہین ہی اسلیے کہ اوسکی کتابت کا فسخ کرنا صحیح نہین ہی **گیارھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص غلام مکاتب سے

اپنی دختر کا عقد کرکے وفات پائے اور زن مذکورہ اوسکی مالک ہو تو اون دونون کا نکاح باطل

ہوجائیگا اسلیے کہ نکاح کے ساتھ ملک مجتمع نہین ہوسکتی **بارھوان مسئلہ** جبکہ مابین آقا و مکاتب مال کتابت کی

مقدار مین اختلاف ہو (مثلاً آقا دو ہزار کا اور مکاتب یکہزار درہم کا مدعی ہو) تو آقا کا قول مع قسم

مقبول ہوگا اسلیے کہ مکاتب مقدار قلیل کے عوض اپنے خروج از رقیت کا مدعی ہی اور اصل عدم خروج

اور بقائے رقیت ہی اور اسیطرح اگر وہ دونون مقدار مدت مین اختلاف کرین (مثلاً آقا ایکسال کا

اور مکاتب دو سال کا مدعی ہو) تب بھی آقا کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ مکاتب

زیادتی مدت کا مدعی ہی اور اصل عدم زیادت ہی اور اسیطرح اگر وہ دونون مابین نجوم (اقساط)

اختلاف کرین (مثلاً آقا ایکسال مین تین قسطون کا فی قسط چار مہینے کے حساب سے اور مکاتب دو سال مین

دو قسطون کا فی قسط ایکسال کے حساب سے مدعی ہو) تب بھی یہی حکم ہوگا (یعنے آقا ہی کا قول مع قسم معتبر ہوگا)

اسلیے کہ اوسکا قول اصل کے موافق ہی اور اگر قائل ہون کہ صورت مذکورہ مین اوس شخص کا قول مقبول ہوگا

جو زیادتی مال و مدت کا منکر ہو (یعنے مکاتب کا قول مال مین اور آقا کا قول مدت و نجوم مین معتبر سمجھا جائے)

تو خوب ہی اسلیے کہ اصل عدم زیادت ہی **تیرھوان مسئلہ** جبکہ کوئی مکاتب مال کتابت کو اپنے آقا کے

حوالہ کرے اور محکوم بحریت ہوجائے بعد ازان عوض مذکور کا معیوب ہونا ظاہر ہو اور آقا راضی

ہوجائے تو اسمین کوئی بحث نہین ہی اور اگر آقا اوس عوض کو واپس کرے تو حکم حریت باطل ہوجائیگا

اسلیے کہ حکم مذکور حصول عوض کے ساتھ مشروط تھا اور اگر عوض مذکور مین عیب سابق کے علاوہ کوئی

دوسرا عیب حادث ہوجائے تو وہ عیب اول کیوجہ سے واپس کرنیکا مانع نہوگا اسلیے کہ استحقاق رد

حاصل ہوچکا تھا پس اوسی کا استصحاب کیا جائیگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مانع ہوگا اور یہ قول بعید ہی

چودھوان مسئلہ جبکہ مکاتب پر مال کتابت کے ساتھ اور دیون بھی مجتمع ہو جائین اور اوسکے پاس اسقدر مال موجود ہو جو جملہ دیون کے لیے کافی ہو تو اسمین کوئی بحث نہین ہی اور اگر مملوک مذکور محجور علیہ ہو جائے اور مکاتب مطلق ہو تو اوسکے مال مین جملہ قرضخواہ اور آقا حصہ رسد شریک ہونگے اور اگر مکاتب مشروط ہو تو مال کتابت پر دین کی تقدیم کیجائیگی اسلیے کہ اوسکی تقدیم مین دونون حقوق (حق آقا و دیگر قرضخواہ) کا تحفظ متصور ہی اور اگر مملوک مذکور اپنے مال کے تقسیم ہونے سے قبل وفات پائے اور مکاتب مشروط ہو تو کتابت باطل ہو جائیگی اور اوسکا مال فقط دیون مین صرف کیا جائیگا اور اگر دیون سے قاصر ہو تو اوسکے قرضخواہون پر حصہ رسد تقسیم کر دیا جائیگا اور آقا اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ دین کا فقط اسی مال سے تعلق تھا پندرھوان مسئلہ آقا کو بعض غلام سے کتابت کرنا جائز ہی بشرطیکہ باقی غلام حر یا اوسکا رقیق (مملوک) ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے اسکو منع فرمایا ہی اسلیے کہ مکاتب کو اوسمین استقلال باقی رہیگا جو لازم کتابت ہی اور اگر باقی غلام آقا کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی ملک ہو اور وہ اجازت دے تب بھی بعض مملوک سے کتابت کرنا جائز ہوگا اور اگر اجازت نہ دے تو کتابت باطل ہوگی اسلیے کہ وہ ضرر شریک کو متضمن ہی علاوہ برین کتابت کا ثمرہ اکتساب ہی اور صورت شرکت مین غلام مذکور کو تصرف کرنے پر تمکن (قدرت) حاصل نہوگا تیسرا مطلب لواحق کتابت کے بیان مین اور وہ کئی مقصدون پر مشتمل ہی پہلا مقصد اسمین تصرفات مکاتب کے لواحق کا بیان کیا جاتا ہی اور ہم قبل ازین بیان کر چکے ہین کہ مکاتب کو اپنے مال مین بدون اجازت آقا ایسا تصرف کرنا جائز نہین ہی جو منافی اکتساب ہو جیسے ہبہ یا بیع بالمحابات (کسی مال کا ثمن مثل سے کم کے ساتھ فروخت کرنا) یا اقراض (قرض دینا) یا اعتاق (آزاد کرنا) وغیرہ وغیرہ اور حصول اجازت کے بعد جسطرح کہ مملوک مذکور کو اپنے مال کا کسی اجنبی کے لیے ہبہ کرنا صحیح ہی اسیطرح اوسکو اپنے آقا کے لیے ہبہ کرنا بھی صحیح ہی اور اسمقام پر چند مسئلے اور ملحق کیے جاتے ہین پہلا مسئلہ عقد کتابت سے مستحق مملوک کا بعوض مال حاصل کرلینا ہی اور یہ غرض اوسوقت تمام ہوسکتی ہی جبکہ مملوک مذکور اپنے تصرفات مین منجملہ وجوہ اکتساب کسی خاص وجہ کا

الرابعة عشرة إذا اجتمع على المكاتب ديون مع مال الكتابة فإن كان ما في يده يقوم بالجميع فلا بحث وإن كان مطلقا تحاص فيه الديان والمولى وإن كان مشروطا قدم الدين لأن في تقديمه حفظ الحقين ولو مات وكان مشروطا بطلت الكتابة ودفع ما في يده في الديون خاصة ولو قصر تقسم بين الديان بالحصص ولا يضمنه المولى لأن الدين تعلق بذلك المال فقط

الخامسة عشرة يجوز أن يكاتب بعض عبده إذا كان الباقي حرا أو رقا له ومنعه الشيخ ولو كان الباقي رقا لغيره وأذن صح وإن لم يأذن بطلت الكتابة لأنها تتضمن ضرر الشريك ولأن الكتابة تقتضي الاكتساب ومع الشركة لا يتمكن من التصرف

وأما اللواحق فتشتمل على مقاصد الأول في لواحق تصرفاته وقد بينا أنه لا يجوز أن يتصرف بما ينافي الاكتساب أو محاباة أو إقراض أو إعتاق إلا بإذن المولى

پا بند نکیا جائے بناءً علیہ اوسکو اپنے مال کا مطلقًا فروخت کرنا صحیح ہوگا خواہ اپنے آقا کے ہاتھ فروخت کرے یا کسی اجنبی کے ہاتھ اور اسیطرح کسی مال کے خرید کرنے مین بھی اوسکو اختیار ہوگا خواہ اپنے آقا سے خرید کرے یا کسی دوسرے شخص سے اور اوسپر اپنے معاوضات مین غبطہ اور مصلحت کا لحاظ واجب ہوگا پس اوسکو اپنے مال کا ثمن حال (جس قیمت کی ادائی مین کوئی مدت معین نہو) فروخت کرنا لازم ہوگا ہان اگر کوئی مشتری ثمن مثل سے زائد کے بدل پر راضی ہوجائے تو ثمن مثل کا معجل (حال) اور قدر زائد کا موجل (موخر) کرنا صحیح ہوگا لکن جسوقت کہ خود مملوک کسی مال کو بعوض دین خرید کرے تو جائز ہوگا اور اسیطرح اوسکو بیع سلف بھی جائز ہی اور اوسکو رہن کرنا بھی صحیح نہوگا اسلیے کہ اسمین کوئی فائدہ نہین ہی بلکہ کبھی مال مرہون کے تلف ہوجانے سے ضرر حاصل ہوتا ہی اور اسیطرح اوسکو اپنے مال کا بطور قراض (مضاربت جسکی تفصیل معاملات مین مذکور ہوئی) کسیکے حوالہ کرنا بھی صحیح نہین ہی دوسرا مسئلہ جبکہ مکاتب کا اوسکے آقا پر کوئی مال ہو اور مال کتابت کی اقساط مین سے کسی قسط کا زمانہ حال ہوجاوے (مدت ختم ہوجائے) (مطلق ہو یا مشروط ۱۲) اور وہ دونون مال جنس و وصف مین مساوی ہون تو آقا و مملوک کو باہم مقاصہ (ہر ایک کا اپنے مال کے مقابل دوسرے کے مال کو ساقط کرنا) کرنا صحیح ہوگا اور اگر ایک شخص کا مال فاضل (زائد) ہو تو اوسکو دوسرے شخص سے قدر فاضل کا مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور اگر وہ دونون مال جنس و وصف مین مختلف ہون تو مقاصہ کرنا صحیح نہوگا تاوقتیکہ وہ دونون راضی نہون اور اسیطرح اگر آقا و مملوک کے علاوہ دو شخص باہم مدیون ہون تو اونکا بھی یہی حکم ہوگا ہان اگر وہ دونون باہم راضی ہوجائین تو ہر ایک شخص بری الذمہ ہوجائیگا جو اونمین سے کوئی شخص اپنے مال پر قبضہ نکرے اور بعد ازان اوسکو مال آخر کے عوض مین واپس کرے خواہ دونون مال نقد (طلا و نقرہ) ہون یا متاع وغیرہ اور بعض علماء نے اسمقام پر اسطرح تفصیل فرمائی ہی کہ اگر وہ دونون دین نقد ہون تو ایک پر قبضہ کرنا اور اوسکا دوسرے کے دین کی ادائی مین دفع کرنا صحیح ہوگا اور اگر دونون دین متاع ہون تو دونون پر قبضہ کرنا ضرور ہوگا اور اگر ایک دین نقد اور دوسرا

الثالثة اذا اشترى اباه بغير اذن مولاه لم يجز وان اذن له جاز وكذا لو اوصى له به ولو لم يكن عليه ضرر بان يكون مكتسبا بكسبه فقبله فان ادى مال الكتابة عتق المكاتب وعتق الآخر معه

متاع ہو تو متاع پر قبضہ کرنا اور اوسکو بعوض نقد دفع کرنا صحیح ہوگا اور اسکا عکس (نقد پر قبضہ کرنا اور اوسکو بعوض متاع دفع کرنا) صحیح ہنوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی مکاتب بدون اجازت آقا اپنے باپ کو خرید کرے تو صحیح ہنوگا اور اگر اجازت دے تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر پدر مکاتب کا آقا مکاتب کے لیے اوسکے باپ کی وصیت کرے اور وصیت مذکورہ کے قبول کرنے مین مکاتب کا کوئی ضرر ہنو (مثلاً اوسکا باپ اپنے مصارف کیلیے خود اکتساب کرتا ہو اور مکاتب کی طرف احتیاج نرکھتا ہو) تو وصیت صحیح ہوگی پس اگر وصیت مذکورہ کو مکاتب قبول کرے اور مال کتابت کو ادا کرے تو مکاتب آزاد ہوجائیگا اور اوسکے ساتھ اوسکا باپ بھی آزاد ہوجائیگا اور اگر مکاتب مذکور عاجز ہو اور اوسکا آقا کتابت کو فسخ کرے تو آقا کو اون دونون کا استرقاق صحیح ہوگا جسطرح کہ اوسکو مکاتب کے باقی ممالیک کا استرقاق صحیح ہی اور پدر مکاتب کے استرقاق کی صحت مین تردد ہی اسلیے کہ اوسمین شائبہ حریت حاصل ہوچکا ہی کیونکہ وہ ملک پسر مین داخل ہوچکا ہی **چوتھا مسئلہ** جبکہ مکاتب کا غلام کسی شخص پر جنایت کرے تو مکاتب کو اوسکا بعوض ارش چھوڑانا صحیح ہنوگا ہان اگر مکاتب کو اوسکے چھوڑانے مین کوئی نفع ہو (مثلاً اوسکی قیمت سے ارش کی مقدار کم ہو) تو صحیح ہوگا اور اگر کوئی مکاتب کسی وجہ سے اپنے باپ کا مالک ہو بعد ازان اوسکا باپ کسی شخص پر جنایت کرے تو مکاتب کو بعوض ارش اوسکا چھوڑانا مطلقاً جائز ہنوگا اگرچہ اوسکی قیمت سے ارش کی مقدار کم بھی ہو اسلیے کہ اس صورت مین مکاتب اپنے اوس مال کا نقصان کرتا ہی جس مین کہ اوسکو تصرف کرنا صحیح ہی اور اوس مال (پدر مکاتب) کو باقی رکھتا ہی جس سے کہ وہ منتفع نہین ہوسکتا اسلیے کہ مکاتب کو اپنے باپ مین کوئی تصرف مالکانہ جائز نہین ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ اوسکے باقی رکھنے مین حصول غبطہ کی بھی صورتین مفروض ہوسکتی ہین مثلاً اوسکا کسب زائد ہو یا اوسکو مکاتب نے باجازت آقا خرید کیا ہو اور درصورت عجز اوسکی قیمت سے مال کتابت کو ادا کرسکتا ہو

دوسرا مقصد

اون احکام کے بیان مین جو مکاتب کے جنایت کرنے یا اوسپر جنایت ہونے سے متعلق ہین اور اسمین دو قسمین ہین

قسم اول

اون مسائل کے بیان مین جو مکاتب شروط سے متعلق ہین اور وہ سات ہین

المقصد الثاني في جنايات المكاتب والجناية عليه وفيه قسمان الاول مسائل المشروط وهي سبعة

المسئلة الاولى

اذا جنى المكاتب على مولاه عمداً فان كانت نفساً فالقصاص للوارث فان اقتص كان كما لو مات وان كانت طرفاً فالقصاص للمولى فان اقتص فالكتابة بحالها وان كانت الجناية خطأً فهي تتعلق بما في يده وله ان يفدي نفسه بالارش لان ذلك يتعلق بمصلحته فان كان ما بيده يفي بالحقين والا قدم الارش فان قصر وعجز فللمولى فسخ الكتابة وان لم يكن له مال اصلاً وعجز فان فسخ المولى سقط الارش لانه لا يثبت للمولى في ذمة المملوك مال وسقط مال الكتابة بالفسخ الثانية اذا جنى على اجنبي عمداً فان عفا فالكتابة بحالها وان كانت الجناية نفساً واقتص الوارث كان كما لو مات وان كان خطأً كان له فك نفسه بالارش فان لم يكن معه مال فللاجنبي بيعه في ارش الجناية الا ان يفديه السيد

پہلا مسئلہ جبکہ مکاتب مشروط اپنے آقا پر از راہِ عمد کوئی جنایت کرے پس اگر وہ جنایت نفس ہو (یعنے آقا کو قتل کر ڈالے) تو قصاص لینے کا استحقاق وارث کو حاصل ہوگا پس اگر وارث اوس سے قصاص لے تو مکاتب مذکور پر وہی حکم جاری کیا جائیگا جو وفات پانیکے بعد جاری کیا جاتا (یعنے کتابت باطل ہو جائیگی اور مکاتب مذکور کا مال اور اولاد وارث آقا کیطرف منتقل ہوگی) اور اگر وہ جنایت طرف (کسی عضو کا قطع کرنا یا اوسکا زخمی کرنا) ہو تو قصاص لینے کا استحقاق خود آقا کو حاصل ہوگا پس اگر آقا اوس سے قصاص لے تو کتابت بحالہا باقی رہیگی اور اگر مکاتب مشروط اپنے آقا پر از راہِ خطا کوئی جنایت کرے تو وہ اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور آزاد ہونیکے بعد دیت کو ادا کریگا اور مکاتب مذکور کو اس صورت مین اپنے نفس کا بعوض ارش (دیت) رہا کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ یہ اوسکی مصلحت سے متعلق ہے پس اگر مکاتب مذکور کے پاس اوسقدر مال موجود ہو جو دونون حقوق (حق کتابت وحق دیت) کے ادا کرنے کو کافی ہو تو ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جائیگا اور اگر دونون حقوق کے ادا کرنے کو کافی نہو تو ارش جنایت کو آقا کے حوالہ کریگا اور مال کتابت کے ادا کرنے مین سعی کریگا اور اگر اوسکا عجز ظاہر ہو تو اوسکے آقا کو کتابت کا فسخ کرنا صحیح ہوگا (یعنے ارش جنایت کی مال کتابت پر تقدیم ہوگی) اور اگر مکاتب مذکور کے پاس اصلا مال نہو اور عاجز ہو اور اوسکا آقا کتابت کو فسخ کرے تو ارش جنایت ساقط ہو جائیگی اسلیے کہ آقا کے لیے ذمۂ مملوک پر کوئی مال ثابت نہین ہو سکتا اور مال کتابت اوسکے فسخ کر دینے سے ساقط ہو جائیگا **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی مکاتب مشروط کسی اجنبی پر از راہ عمد جنایت کرے اور مجنی علیہ (جسپر جنایت کیجائے) اپنے حق سے درگذر کرے تو کتابت بحالہا باقی رہیگی اور اگر وہ جنایت نفس ہو اور وارث قصاص لے تو حکم وفات اوسپر جاری ہوگا (یعنے کتابت باطل ہو جائیگی) اور اگر کسی اجنبی پر از راہِ خطا جنایت کرے تو مکاتب مذکور کو اپنے نفس کا ارش جنایت کے عوض چھوڑ الینا جائز ہوگا اسلیے کہ یہ اوسکی مصلحت سے متعلق ہے اور اگر مکاتب کے پاس کوئی مال نہوگا تو اجنبی کو (جو مجنی علیہ ہے) اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا ہان اگر آقا اوسکو بعوض دیت رہا کرے تو اجنبی کو اوسکا فروخت کرنا صحیح نہوگا پس آقا اوسکو دیت دیکر چھوڑا لیگا

کتابت ہوالہا باقی رہیگی **تیسرا مسئلہ** اگر مکاتب کا غلام کسی پر ازراہ خطا جنایت کرے اور ارش کی مقدار غلام مذکور کی قیمت سے کم ہو تو مکاتب کو اوسکا بعوض ارش رہا کرنا جائز ہوگا اور اگر زائد ہو تو مکاتب کو اوسکا بعوض ارش رہا کرنا جائز نہوگا جسطرح کہ اوسکو کسی مال کا ثمن مثل سے زائد کے ساتھ خرید کرنا جائز نہین ہے **چوتھا مسئلہ** جبکہ مکاتب مشروطا ایک جماعت پر ازراہ عمد جنایت کرے تو اوس جماعت کو قصاص لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر ازراہ خطا جنایت کرے تو اونکی ارش جنایت اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی پس اگر مکاتب مذکور کے پاس اوسقدر مال موجود ہو جو ارش جنایت کو کافی ہو تو اوسکو اپنے رقبہ کا رہا کرنا جائز ہوگا اور اگر اوسکے پاس کوئی مال نہو تو جماعت مذکورہ اوسکی قیمت مین حصہ رسد شریک ہوگی **پانچوان مسئلہ** جبکہ مکاتب کا باپ موجود ہو اور اوسکا رقیق ہو بعد ازان وہ (پدر مکاتب) مکاتب کے کسی غلام کو قتل کر ڈالے تو مکاتب کو قصاص لینا صحیح نہوگا جسطرح کہ اوس سے قتل والدین قصاص لینا صحیح نہین ہے اور اگر مکاتب کے پاس کئی غلام ہون اور انمین سے ہر ایک غلام دوسرے پر ایسی جنایت کرے جو موجب قصاص ہو تو مکاتب کو حسما لمادۃ التوثب (مادہ فساد و ظلم زائل کرنے کی غرض سے) قصاص لینا جائز ہوگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ مکاتب مشروط کو کوئی شخص قتل کر ڈالے تو اوسپر وہی حکم جاری ہوگا جو اوسکے باجل معہود وفات پانے کیصورت مین جاری ہوا یعنے کتابت باطل ہوجائیگی اور اوسکا مال اور اولاد ملک آقا کی طرف منتقل ہوگی) اور اگر مکاتب مذکور کی کسی طرف (عضو) پر ازراہ عمد جنایت کیجائے اور جنایت کنندہ اوسکا آقا ہو تو قصاص نہوگا اور آقا پر ارش جنایت لازم ہوگی اور اسیطرح اگر جنایت کنندہ کوئی اجنبی حر (آزاد) ہو تب بھی قصاص نہوگا اور اگر جنایت کنندہ کوئی مملوک ہو تو قصاص ثابت ہوگا اور جس مقام پر کہ ارش ثابت ہوگی اوسکا استحقاق مکاتب کو حاصل ہوگا اسلیے کہ ارش مذکور اوسکے کسب کا حکم رکھتی ہے **ساتوان مسئلہ** جبکہ آقا کا غلام اوسکے مکاتب مشروط پر ازراہ عمد جنایت کرے اور مکاتب مذکور غلام جانی (جنایت کنندہ) سے قصاص لینے کا ارادہ کرے تو آقا کو

اوسکا منع کرنا صحیح ہوگا اور اگر ازراہِ خطا جنایت کرے اور مکاتب مذکور اوس سے ارش لینے کا قصد کرے تو آقا کو اوسکا منع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ ارش کا لینا بمنزلہ اکتساب ہے جس سے منع کرنا آقا کو صحیح نہین اور اگر ابراء (حق کا ساقط کرنا) کا ارادہ کرے تو اوسکی صحت آقا کی رضا پر موقوف ہوگی قسم دوم اون مسائل کے بیان مین جو مکاتب مطلق سے متعلق ہین پس جبکہ مکاتب مطلق عوض کتابت مین سے کچھ مال ادا کرے تو مکاتب مذکور کا اوسقدر حصہ آزاد ہوجائیگا جو ادا کردہ مال کے مقابل قرار پائیگا پس اگر مکاتب مذکور کا کوئی حصہ آزاد ہوجانے بعد ازان کسی حر پر ازراہ عمد جنایت کرے تو اوس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر مکاتب مذکور کسی مملوک پر جنایت کرے تو اوس سے قصاص نہ لیا جائیگا اسلیے کہ اوسکا کچھ حصہ آزاد ہوچکا ہے اور ارش جنایت کی جو مقدار حصہ حریت کے مقابل قرار پائیگی وہ اوسپر لازم ہوگی اور جو مقدار حصہ رقیت کے مقابل قرار پائیگی وہ اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور اگر کوئی مکاتب مطلق کسی ایسے مکاتب مطلق پر جنایت کرے جو حصہ حریت مین اوسکا مساوی ہو تو اوس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر مکاتب جانی (جنایت کرنیوالا) مین حصہ حریت زائد ہو تو قصاص نہ لیا جائیگا اور اگر ناقص ہو تو اوس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر ازراہِ خطا جنایت کرے تو ارش کی جو مقدار حصہ حریت کے مقابل ہوگی وہ عاقلہ (قاتل کے اقربائے پدری جیسے اخوت اور اعمام اور اون دونون کی اولاد اگرچہ فی الحال وارث نہون) سے اور جو مقدار حصہ رقیت کے مقابل ہوگی وہ اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور آقا کو مکاتب مذکور کے نصیب رقیت کا ارش جنایت کی اوس مقدار سے ادا کرنا صحیح ہوگا جو اوسکے مقابل قرار پائے خواہ وہ جنایت کسی حر پر ہوئی ہو یا کسی غلام پر اور اگر مکاتب مطلق پر کوئی حر جنایت کرے تو قصاص نہوگا اور اوسپر ارش جنایت لازم ہوگی اور اگر جنایت کنندہ مملوک ہو تو اوس سے قصاص لیا جائے گا

تیسرا مقصد اسمین مکاتب کے اون احکام کا بیان کیا جاتا ہے جو وصایا (جمع وصیت) سے متعلق ہین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ آقا کو رقیت مکاتب کے ساتھ وصیت کرنا (مثلاً کہے کہ میرے فلان

لا تصح الوصية برقبة المكاتب +

غلام مکاتب کو میری وفات کے بعد زید کے حوالہ کر دینا) صحیح نہین ہی جسطرح کہ اوسکا فروخت کرنا صحیح نہین ہی
ہان اگر وصیت مذکورہ کو اوسکے عود فی الرقیت کے ساتھ مشروط کرے (مثلاً کہے ان عجز وفسخت کتابتہ
فقد وصیت لک بہ (اگر میرا فلان غلام مکاتب عاجز ہو جائے اور مین اوسکی کتابت کو فسخ کرون
تو مین نے تیرے لیے اوسکی وصیت کی) تو جائز ہوگی اور آقا کو مال کتابت کے ساتھ وصیت کرنا بھی جائز ہی
اور اگر دونون (مال کتابت اور رقبت مکاتب) وصیتون مین ایک (مثلاً کہے مال الکتابۃ لزید بعد موتی
وان عجز وفسخت کتابتہ فرقبتہ لہ بعد موتی (میری وفات کے بعد مال کتابت کا زید مالک ہی اور
اگر مکاتب عاجز ہو جائے اور مین اوسکی کتابت کو باطل کرون تو اوسکا رقبہ زید کی ملک ہی) یا دو شخصون
(مثلاً کہے مال الکتابۃ لزید بعد موتی وان عجز وفسخت کتابتہ فرقبتہ لعمرو بعد موتی) کے لیے جمع کرے
تب بھی جائز ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے کتابت فاسدہ (جس سے ماتعم الباطلہ مراد ہی
اور دونون کی تفسیر قبل ازین حاشیہ مین بیان ہو چکی ہی) واقع کرے بعد ازان کسی کے لیے اوسکی وصیت کرے
تو جائز ہوگی اسلیے کہ ہمارے نزدیک اوسپر کوئی اثر مترتب نہین ہوتا جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا اور اگر
صورت مذکورہ مین اوس مال کے ساتھ وصیت کرے جو مملوک مذکور کے ذمہ پر ثابت ہو تو صحیح نہوگی اسلیے
جب کتابت ہی فاسد ہوئی تو اوسکے ذمہ پر کوئی مال نہوا لہذا یہ وصیت بھی لغو قرار پائیگی اور اگر صورت مذکور
مین آقا کہے فان قبضت منہ فقد وصیت لک بہ (پس اگر مین اس مملوک سے کسی مال پر قبضہ
کرون تو تیرے لیے اوس مال کی وصیت کی) تو وصیت صحیح ہوگی اسلیے کہ اس وصیت مین مال موصی بہ
(جسکی وصیت کی گئی ہی) سے کسب مملوک مراد ہوگا اور مال کتابت مراد نہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ غلام مکاتب پر
منجملہ عوض کتابت کچھ مال باقی ہو اور اوسکا آقا کسی کے لیے مال باقی کے اکثر کو وضع کرے تو مال باقی کے نصف
اور اوسقدر زیادتی کی وصیت قرار دیجائیگی جسکی وجہ سے باعتبار عرف اکثریت کا تحقق ہو جائے اور
مقدار زیادتی کی تعیین کا ورثہ کو اختیار ہوگا اور اگر آقا کہے ضعوا عنہ اکثر مابقی علیہ ومثلہ

فهو وصية بالجميع وبطلت في الزيادة ولو قال ضعوا عنه ما شاء فان شاء وابقى شيئاً صح وان شاء الكل صح عند البعض ويبقى شيء منه لان من للتبعيض الا ان قال اللفظ الرابعة اذا قال ضعوا عنه اوسط نجومه فان كان فيها اوسط عدداً او قدراً انصرف اليه وان اجتمع الامران كان للورثة اختيار في تعيينهما شاؤا وقيل يستعمل القرعة وهو حسن وان لم يكن له اوسط فلا بد من ان يجمع بين نجمين ليتحقق الاوسط فيؤخذ من الاربعة الثاني والثالث ومن الستة الثالث والرابع الخامسة اذا اعتق مكاتبه في مرضه او ابرأه من مال الكتابة فان برأ وصح لزم العتق والابراء وان مات يخرج من ثلثه وفيه قول انه يخرج من اصل التركة فان كان الثلث يفي بقيمته ومال الكتابة عتق وان كان احدهما اكثر اعتبر الاقل

(میرے غلام مکاتب پر فلان شخص کے لیے مال کے اکثر اور مثل اکثر کو وضع کرو) تو یہ قول مجموع مال کی وصیت قرار دیا جائیگا اور زائد مین وصیت باطل ہوگی کیونکہ اوسکے لیے کوئی محل نہین ہی اور اگر کہے ضعوا عنہ ما شاء (میرے غلام مکاتب سے اوس مقدار کو فلان شخص کیلیے وضع کرو جسکو وہ اختیار کرے) پس اگر مکاتب مذکور کسی مقدار کو اختیار کرے اور کچھ مقدار کو باقی رکھے تو صحیح ہوگا اور اگر کل مال کو اختیار کرے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ صحیح نہوگا بلکہ کچھ مال کا باقی رکھنا ضرور ہوگا اسلیے کہ حال لفظ کا قرینہ اسی کو مقتضی ہی کیونکہ اس مقام پر باعتبار عرف من تبعیضیہ مقدر ہی چوتھا مسئلہ جبکہ آقا کہے ضعوا عنہ اوسط نجومہ (میرے غلام مکاتب پر سے اوسط نجوم کو وضع کرو) پس اگر مال کتابت کے نجوم مین کوئی نجم باعتبار عدد (مثلاً فی ماہ ایک دینار کے حساب سے تین قسطین مقرر ہون) یا باعتبار قدر (مثلاً چار قسطین اسطرح معین ہون کہ پہلی دو قسطون مین فی قسط دو دینار اور تیسری قسط مین تین دینار اور چوتھی قسط مین چار دینار مقرر ہون) موجود ہو تو لفظ اوسط اوسیکی طرف منصرف ہوگا (پس صورت اولی مین ایک دینار کے ساتھ اور ثانیہ مین تین دینار کے ساتھ وصیت قرار دیجائیگی) اور اگر دونون امر (اوسط عدد و قدر) مجتمع ہوجائین تو ورثہ کو اون دونون مین سے ایک امر کے معین کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اگر اس صورت مین استعمال قرعہ کے قائل ہون تو خوب ہو اور اگر نجوم مین کوئی اوسط باعتبار قدر یا عدد موجود نہو تو دو نجمون مین جمع کیجائیگی تاکہ اوسط کا تحقق ہو پس چار مین سے دوم وسوم اور چھ مین سے سوم وچہارم کا اخذ کرنا لازم ہوگا پانچوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص غلام مکاتب کو اپنے مرض کی حالت مین آزاد کرے یا مال کتابت سے اوسکا ابراء کردے بعد ازان اوسکو شفا حاصل ہوجائے تو عتق وابراء دونون لازم ہونگے اور اگر اوسی مرض مین وفات پائے تو تصرف مذکور اوسکے ثلث متروکہ مین نافذ ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اصل ترکہ مین نافذ ہوگا پس اگر مقدار ترکہ اوس مال کے مساوی ہو جو قیمت مکاتب اور مال کتابت مین سے اکثر ہو تو مکاتب مذکور آزاد ہوجائیگا اور اگر اون دونون مین سے ایک اکثر ہو تو اقل کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر

ثلث ترکہ سے اوس کا خروج ممکن ہو تو مکاتب آزاد ہو جائیگا اور زر کتابت کا اعتبار ساقط ہوگا اور اگر ثلث ترکہ اوس سے قاصر ہو تو مکاتب مذکور کا وہ حصہ آزاد ہوگا جسکی کہ ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہوگا اور زائد مین وصیت باطل ہوگی و رباقی کتابت کے بہم پہونچانے مین سعی کریگا اور اگر مکاتب مذکور اوسکے بہم پہونچانے سے عاجز ہو تو ورثہ کو اوس مین سے اوس حصہ کے استرقاق کا اختیار حاصل ہوگا جو مال باقی کے مقابل ہے

چھٹا مسئلہ جبکہ آقا اپنے غلام مکاتب کے آزاد کرنے کی وصیت کرے بعد ازان وفات پاسے اور اوسکے پاس مکاتب مذکور کے علاوہ اور کوئی مال نہو اور مال کتابت کی مدت منقضی ہوئی ہو تو ثلث مکاتب فوراً آزاد کیا جائیگا اسلیے کہ انفاذ وصیت مین تعجیل کرنا واجب ہے اور اوسکے دو ثلث رقبہ مکاتب رہینگے جو باقی مال کی ادائی کے بعد آزاد ہو جائینگے و عتق ثلث مین حلول کتابت کا انتظار کیا جائیگا اسلیے کہ مکاتب کو حسب وقت مال کتابت کو ادا کریگا تو ورثہ کے لیے دو ثلث مال حاصل ہو جائیگا اور اگر عاجز ہوگا تو اونکو اوسکے دو ثلث کا استرقاق جائز ہوگا

ساتوان مسئلہ جبکہ کوئی مریض اپنے غلام سے کتابت کرے تو اوسکا اعتبار ثلث متروکہ مین کیا جائیگا اسلیے کہ یہ مریض کا وہ معاملہ ہے جو اوسنے اپنے ایک مال پر دوسرے مال کے ساتھ کیا ہے پس عقد کتابت ہبہ کے قائم مقام ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ عقد کتابت کا اصل مال سے اعتبار کیا جائیگا اور اس قول کا مبنی یہ ہے کہ منجزات مریض اصل متروکہ سے خارج ہوتے ہین پس مذہب اول کی بنا پر اگر کتابت کا ثلث متروکہ سے خروج ممکن ہوا تو مجموع غلام مین کتابت نافذ ہوگی و ر ادائے مال کے بعد آزاد ہو جائیگا و ر اگر مریض کے پاس غلام مذکور کے علاوہ کوئی اور مال نہوگا تو فقط ثلث غلام مین کتابت نافذ اور باقی مین باطل ہوگی

تیسری فصل

استیلاد (کنیز کا اپنے آقا سے اوسکی ملک مین حاملہ ہونا) کے بیان مین اور وہ دو امرون کے بیان کو مقتضی ہے

پہلا امر کیفیت استیلاد کے بیان مین و تحقق استیلاد مین کنیز کا اپنے آقا سے اوسکی ملک مین حاملہ ہونا ضرور ہے اور اگر کوئی شخص کنیز غیر سے دخول کرے اور اوسکا مولود آقائے کنیز کا مملوک ہو

(مثلاً مولود مذکور بواسطۂ زنا حاصل ہوا ہو یا بواسطۂ عقد حاصل ہوا ہو اور آقائے کنیز نے رقیت مولود کی شرط کرلی ہو) بعد ازان کنیز مذکورہ کا مالک ہوجائے (مثلاً آقائے کنیز سے اوسکو خرید کرلے) تو اوس کنیز پر اُمّ ولد کے احکام جاری نہ کیے جائینگے اور اگر اوسکا مولود حر ہو (مثلاً بواسطۂ وطی بالشبہہ حاصل ہوا ہو یا بواسطۂ عقد حاصل ہوا ہو اور آقائے کنیز نے رقیّت مولود کی شرط نکی ہو) بعد ازان کنیز مذکورہ کا مالک ہوجائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوس کنیز پر اُمّ ولد کے احکام جاری کیے جائینگے اور روایت ابن مارد مین (جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی) وارد ہوا ہی کہ اوس پر اُمّ ولد کے احکام جاری نہونگے اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز مرہونہ سے وطی کرے اور وہ حاملہ ہوجائے تو اُمّہات اولاد کے حکم مین داخل ہوجائیگی اور اسیطرح اگر کوئی کافر ذمی اپنی کنیز سے وطی کرے اور وہ حاملہ ہوجائے تو اوس پر بھی اُمّ ولد کا حکم جاری ہوگا (اگرچہ باذن مرتہن دخول نکیا ہو ۱۲) پس اگر کنیز مذکورہ اسلام لے آئے تو کسی مسلمان کے ہاتھ اوسکا قہراً فروخت کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ کافر کو مسلم پر تسلط نہین ہوسکتا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اون دونون (کافر ذمی اور کنیز مسلمہ) مین تفرقہ کردیا جائیگا (یعنی کافر کا تسلّط اوس سے برطرف کیا جائیگا) اور کنیز مذکورہ کسی ثقہ عورت کے پاس چھوڑ دیجائیگی اور قول اوّل اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی دوسرا امر اون احکام کے بیان مین جو اُمّ ولد سے متعلّق ہین اور اوسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ اُمّ ولد اپنے آقا کی مملوک رہتی ہی اور وفاتِ آقا کے سبب سے آزاد نہین ہوتی بلکہ اپنے مولود کے نصیب سے آزاد ہوتی ہی لکن آقا کو اوسوقت تک اوسکا فروخت کرنا جائز نہین ہی جبتک کہ اوسکا مولود زندہ ہی ہان اگر کنیز مذکورہ کی ثمن رقبہ آقا کے ذمّہ پر دین ہو اور اوسکے علاوہ دین مذکور کے ادا کرنے کی کوئی صورت نہو تو اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا اور اگر حیاتِ آقا مین اوسکا مولود مرجائے تو محض رقیت کیطرف عود کریگی اور اوسمین بیع وغیرہ کے ساتھ تصرف کرنا جائز ہوگا دوسرا مسئلہ جبکہ اُمّ ولد کا آقا وفات پائے اور اوسکا مولود زندہ ہو تو کنیز مذکورہ

اپنے مولود کے نصیب مین داخل کیجائیگی اور اوسپر قہراً آزاد ہوجائیگی اور اگر آقا کے پاس اوسکے علاوہ
کوئی مال نہو تو کنیز مذکورہ کا اوسقدر حصہ آزاد ہوجائیگا جو نصیب مولود کے مقابل قرار پائیگا اور
باقی کے بہم پہونچانے مین سعی کریگی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اگر اوسکا مولود موسر (خوشحال)
ہو تو اوسپر کنیز مذکورہ کی تقویم کیجائیگی (یعنی مولود پر باقی ورثہ کے حصون کا ادا کرنا لازم ہوگا) اور
یہ روایت متروک ہی **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی ام ولد کے لیے کسی مال کی وصیت کرے تو بعض
علما نے فرمایا ہی کہ کنیز مذکورہ اپنے مولود کے حصہ سے آزاد کیجائیگی بعد ازان مال وصیت اوسکے حوالہ کیا جائیگا
اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ مال وصیت سے آزاد کیجائیگی اور اگر کوئی حصہ کنیز کا باقی رہیگا تو نصیب مولود سے
آزاد کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ ہی **چوتھا مسئلہ** جبکہ ام ولد کسی شخص پر ازراہ خطا جنایت کرے
تو وہ اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور آقا کو اوسکا رہا کرنا جائز ہوگا لیکن آقا کو جس مقدار کے ساتھ
اوسکا رہا کرنا چاہیے اوسمین مین العلماء اختلاف ہی پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ کنیز مذکورہ کی قیمت اور
ارش جنایت مین سے جو شی کم ہو اوسیکے ساتھ رہا کرائیگا اسلیے کہ ارش جنایت کم ہوئی تو مجنی علیہ
(جسپر جنایت کیجائے) کو اوس سے زائد کا استحقاق نہین ہوسکتا اور اگر قیمت کنیز کم ہوئی تو جانی
(جنایت کرنیوالا) اپنے نفس سے زائد کی جنایت نہین کرسکتا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ فقط
ارش جنایت کے ساتھ رہا کرنا معین ہوگا اگرچہ قیمت سے زائد ہو) اور یہی قول اشبہ ہی اور مولی کو
کنیز مذکورہ کا مجنی علیہ کے حوالہ کردینا بھی صحیح ہی اور روایت مسمع بن عبد الملک مین حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ ام ولد کی جنایت کا حقوق ناس مین اوسکے
آقا سے تعلق ہوگا اور اگر کوئی ام ولد ایک جماعت پر جنایت کرے تو آقا کو کنیز مذکورہ کا بعوض فدیہ
(وہ مال جو ارش جنایت و قیمت کنیز مین سے کم ہو یا فقط ارش جنایت علی اختلاف القولین جیساکہ
ابھی مذکور ہوا) چھوڑانا یا اوسمین سے اوسقدر حصہ کا مجنی علیہم (جنپر جنایت کی گئی ہی) یا اونکے

ورثہ کے حوالہ کرنا صحیح ہوگا جو ارث جنایت کے مقابل قرار پائے **پانچوان مسئلہ** محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اوس زن نصرانیہ کے حال مین نقل کیا ہی جو ایک شخص کے پاس اسلام لائی اور آقا سے اوسکے ایک مولود پیدا ہوا ایسے ازان آقا نے وفات پائی پھر زن مذکورہ نے بعتق سرایت آزاد ہونیکے بعد ایک مرد نصرانی سے نکاح کر لیا اور خود بھی مذہب نصرانی کو اختیار کیا بعد ازان مرد نصرانی سے اوسکے کچھ اولاد پیدا ہوئی اور ایک مولود کے ساتھ حاملہ ہوئی کہ زن مذکورہ کی جو اولاد مرد نصرانی سے پیدا ہوئی ہی اوس مولود کی مملوک ہوگی جو اوسکے آقائے اول سے پیدا ہوا تھا بعد ازان زن مذکورہ کا تا وضع حمل محبوس رکھنا اور وضع حمل کے بعد اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ زن مذکورہ پر وہ احکام جاری کیے جائینگے جو مرتد ملیہ (وہ عورت جسنے ارتداد از ملت اسلام کو اختیار کیا ہو) سے متعلق ہوتے ہین اور روایت مذکورہ شاذ ہی

کتاب الاقرار

اقرار سے عرف فقہا مین کسی شخص کا اپنے نفس پر حق سابق کے ثبوت کی خبر دینا مراد ہی اور اوس مین دو مطلب ہین

پہلا مطلب ارکان اقرار کے بیان مین اور وہ چار ہین **پہلا رکن** صیغہ اقرار کے بیان مین اور اوس مین کئی مقصد ہین **پہلا مقصد** صیغہ صریحہ کے بیان مین یا وہ جو عبارت کہ تحقق اقرار مین صریح ہی اور اوس سے وہ لفظ مراد ہی جو کسی حق واجب کے اخبار (خبر دینا) کو متضمن ہو جیسے لك عندی کذا (میرے پاس تیرے پانچسو درہم ہین) یا لك علی کذا (مجھپر تیرے پانچسو درہم ہین) یا لك فی ذمتی کذا (میرے ذمہ پر تیرے پانچسو درہم ہین) اور اسی طرح جو عبارت الفاظ مذکورہ کے معانی پر دلالت کرے سکی کافی ہوگی اور تحقق اقرار مین عبارت عربیہ کے ساتھ تلفظ کرنیکا اعتبار نہین ہی پس عربی زبان کے علاوہ بھی ہر زبان مین اقرار صحیح ہی خواہ حالت اضطرار ہو یا اختیار اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے لك علی کذا ان شئتُ (مجھپر تیرے لیے پانچسو درہم ہین اگر مین چاہون) یا لك علی کذا ان شئتَ (مجھپر تیرے پانچسو درہم ہین اگر تو چاہے) تو تحقق اقرار مین کافی نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سے کہے لك علی کذا ان قدم زید

وروی محمد بن قیس عن ابی جعفر علیہ السلام فی ولیدة نصرانیة اسلمت عند رجل وولدت منہ غلاما ومات فاعتقت وتزوجت نصرانیا وتنصرت وولدت فقال ولدها لابنها من سیدها وتحبس حتی تضع فاذا ولدت فاقتلها وفی النہایة یفعل بها ما یفعل بالمرتدة والروایة شاذة کتاب الاقرار والنظر فی الارکان واللواحق فالارکان اربعة الاول فی الصیغة وفیہ مقاصد الاول الصیغة الصریحة وهی اللفظ المتضمن للاخبار عن حق واجب کقولہ لك علی او عندی او فی ذمتی کذا وما اشبهه ویصح الاقرار بغیر العربیة اضطرارا واختیارا ولو قال لك علی کذا ان شئت او ان شئتَ لم یکن اقرارا وکذا لو قال ان قدم زید

(تیرے لیے مجھپر فلان مال ہے اگر زید سفر سے واپس آئے) تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر کہے لک علیّ کذا ان رضی فلان (مجھپر تیرے لیے دو سو درہم ہین اگر فلان شخص راضی ہو) یا لک علیّ کذا ان شہد فلان (تیرے لیے مجھپر دو سو درہم ہین اگر فلان شخص شہادت دے) تب بھی اقرار نہوگا اور اگر کوئی شخص کہے ان شہد لک فلان فہو صادقٌ (اگر زید تیرے لیے فلان مال کی شہادت دے تو وہ راست گو ہے) تو اس صورت مین قائل مذکور کو فی الحال اقرار مال کا الزام دیا جائیگا اسلیے کہ جب اوسکے نزدیک زید کی راستگوئی ثابت ہوئی تو حق واجب ہوگا اگرچہ شہادت نہ دے کیونکہ شہادت اور عدم شہادت کو ثبوت یا عدم ثبوت حق مین کوئی دخل نہین ہے اور اقرار موزون (وہ مال جو تولا جاتا ہو) کا اطلاق میزانِ بلد کیطرف منصرف ہوگا اور اسیطرح اقرار مکیل (وہ مال جسکا پیمانہ سے ضبط کیا جائے) کا اطلاق بھی مکیال بلد ہی کیطرف منصرف ہوگا اور اسیطرح اطلاق نقدین (طلا و نقرہ) بھی بلد اقرار کے نقد غالب کیطرف منصرف ہوگا اور اگر کسی بلد مین دو نقد غالب ہون یا دو وزن مختلف ہون اور از راہ استعمال وہ دونون مساوی ہون تو ایک کی تعیین مین مقر (اقرار کرنیوالا) کیطرف رجوع کیجائیگی اور اگر کوئی شخص کہے لہ علیّ درہم ودرہم (فلان شخص کے لیے میرے پاس ایک درہم اور ایک درہم ہے) تو اوسپر دو درہمون کا مقر لہ (جسکے لیے اقرار کیا ہے) کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ معطوف اور معطوف علیہ مین اصل مغائرت ہے پس تاکید پر محمول نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے لہ علیّ درہم ثم درہم (فلان شخص کے لیے میرے پاس ایک درہم پھر ایک درہم ہے) تب بھی اوسپر دو درہم لازم ہونگے اور اسیطرح اگر کہے لہ علیّ درہم فدرہم (زید کا میرے ذمہ ایک درہم پس ایک درہم ہے) تب بھی یہی حکم ہوگا اسلیے کہ ان دونون صورتون مین بھی صورتِ سابقہ کیطرح تغائر پر بنا کیجائیگی اور احتمال خلاف خلافِ ظاہر ہے لکن اگر کوئی شخص کہے لہ علیّ درہم فوق درہم (زید کے لیے میرے پاس درہم فوق درہم ہے) یا لہ علیّ درہم مع درہم (زید کے لیے میرے پاس ایک درہم مع درہم ہے)

فدرہم اما لو قال فوق درہم او مع درہم +

یا لہ علی درہم قبل درہم یا بعد درہم کہے تو ان جملہ صورتون مین اوسپر ایک درہم لازم ہوگا
اسلیے کہ شاید اوسنے الفاظ مذکورہ سے لہ علیّ درہم مع درہم لی یعنی زید کیلیے میرے پاس
ایک درہم میرے درہم کے ساتھ ہی) کا قصد کیا ہو پس قدر متیقّن (ایک درہم) پر اقتصار کیا جائیگا
اور اسیطرح اگر کوئی شخص لہ علیّ درہم فی عشرۃ (اوسکا میرے پاس دس درہمون مین ایک درہم ہی)
کہے اور ضرب کا ارادہ نکرے تب بھی اوسپر ایک ہی درہم لازم ہوگا اسلیے کہ صورت اطلاق یا ارادہ ظرفیت
مین قدر متیقن یہی ہی اور اگر کوئی شخص کہے غصبتہ ثوبًا فی مندیل (مین نے اوسکا کپڑا رومال مین غصب کیا) بلکہ لفظ فی عشرۃ کو درہم کا ظرف قرار دے
یا غصبتہ حنطۃ فی سفینۃ (مین نے اوسکے گندم کو کشتی مین غصب کیا) یا غصبتہ ثیابًا فی عیبۃ
(مین نے اوسکے کپڑے جامہ دان مین غصب کیے) تو اشیائے مذکورہ کا ظرف داخل اقرار نہوگا اسلیے کہ
شاید اوسنے ان جملہ صورتون مین اپنے ظرف کا قصد کیا ہو اور اگر کوئی شخص لہ عندی عبد علیہ عمامۃ
(زید کا میرے پاس ایک غلام ہی جسکے سر پر عمامہ ہی) کہے تو اس صورت مین غلام و عمامہ دونون کا
اقرار ہوگا اسلیے کہ غلام کو اہلیت امساک حاصل ہی اور اگر لہ عندی دابّۃ علیہا سرج (زید کا میرے پاس
ایک گھوڑا ہی جسکے اوپر زین ہی) کہے تو فقط دابّہ کا اقرار ہوگا اور اوسکے ساتھ سرج کا اقرار نہوگا
اسلیے کہ دابّہ کو اہلیت امساک حاصل نہین ہی اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی قفیز حنطۃ بل قفیز شعیر (زید کا میرے ذمہ ایک پیمانہ گندم
بلکہ پیمانہ جو ہی) تو اوسپر دونون قفیز لازم ہونگے اور اسیطرح اگر کہے لہ علی ھذا الثوب بل ھذا الثوب
تب بھی اوسپر دونون کپڑے لازم ہونگے لیکن اگر کوئی شخص کہے لہ عندی قفیز بل قفیزان (زید کا میرے پاس
ایک قفیز بلکہ دو قفیز ہین) تو اوسپر فقط دو قفیز لازم ہونگے کیونکہ قائل نے عبارت مذکورہ سے بظاہر
اقل کو داخل اکثر کرنے کا قصد کیا ہی لہذا اوسپر تین قفیز واجب نہونگے) اور اگر کوئی شخص لہ علی درہم
بل درہم (فلان شخص کا مجھپر ایک درہم بلکہ ایک درہم ہی) کہے تو اوسپر ایک درہم لازم ہوگا اسلیے کہ
قائل نے بظاہر درہم دوم سے درہم اول ہی کا اعادہ کیا ہی اور اگر کوئی شخص اپنے ذمہ پر کسی میت کے

او قبل درہم او بعدہ لزمہ درہم واحد لاحتمال ان یکون ارادۃ مع درہم لی فیقتصر علی المتیقن وکذا لو قال لہ درہم فی عشرۃ ولم یرد الضرب ولو قال غصبتہ ثوبًا فی مندیل او حنطۃ فی سفینۃ او ثیابًا فی عیبۃ لزمہ الظرف والمظروف ولو قال لہ عندی عبد علیہ عمامۃ کان اقرارًا بہما لان لہ اہلیۃ الامساک ولیس کذلک لو قال دابۃ علیہا سرج ولو قال لہ قفیز حنطۃ بل قفیز شعیر لزمہ القفیزان وکذا لو قال لہ ہذا الثوب بل ہذا الثوب اما لو قال لہ قفیز بل قفیزان لزمہ القفیزان حسب ولو قال لہ درہم بل درہم لزمہ واحد

مال کا اقرار کرے اور بیان کرے کہ زید کے علاوہ اوسکا کوئی وارث نہین ہو تو شخص مذکور پر ایک درہم کا
حوالہ زید کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی الف اذا جاء راس الشہر (زید کے مجھپر ہزار درہم
ہین جبکہ اول ماہ آجائے) تو اوسپر ہزار درہم لازم ہونگے اوسیطرح اگر کہے اذا جاء راس الشہر فلہ
علی الف (جبکہ اول ماہ آجائے تو مجھپر زید کے ہزار درہم ہین) تب بھی اوسپر ہزار درہم لازم ہونگے اور
بعض علمار نے ان دونون عبارتون مین اسطرح فرق کیا ہو کہ جب مال کو مقدم کریگا تو اوسپر ہزار درہم
لازم ہونگے اسلیے کہ لہ علی الف کہنے سے اقرار کا تحقق ہوجاتا ہو پس اسکے بعد جو تعلیق وارد ہوگی
وہ اس اقرار کے ابطال کو مستلزم ہوگی لہذا اوسکا کوئی اعتبار نکیا جائیگا اور یہ فرق کچھ نہین ہو کیونکہ
تقدیم یا تاخیر سے معنی شرط مین تغیر نہین ہوتا اور مجموع عبارت ایک ہی کلام ہو بنا علیہ دونون صورتون مین
اقرار مؤجل کے قبیل سے ہونگی اور اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کہے بعتک ابا الشہر (مین نے تجھے تیرے باپ کو
تیرے ہاتھ فروخت کیا ہی) اور غلام مذکور عدم شرار (خرید نکرنا) پر حلف کرے تو اوسپر قیمت لازم نہوگی
اور مملوک آزاد ہوجائیگا اسلیے کہ آقا نے مملوک مذکور کو اوسکے بیٹے کے ہاتھ فروخت کرنیکا اقرار کیا ہی
جو اوسکے آزاد ہوجانیکو مستلزم ہو اور اگر کوئی شخص کہے ملکت ھذہ الدار من فلان
(مین اس مکان کا زید سے مالک ہوا ہون) تو اس کلام مین زید کے لیے مکان کا اقرار ہوگا اور اسیطرح
اگر کہے غصبت ھذہ الدار من فلان (مین نے اس مکان کو زید سے غصب کیا ہی) تب بھی
یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر کہے قبضت ھذہ الدار من فلان (مین نے اس مکان پر زید سے
قبضہ کیا ہی) تب بھی مکان مذکور کا زید کے لیے اقرار ہوگا اسلیے کہ جملہ عبارتون سے ملک زید کے
منتقل ہونیکا دعوی مفہوم ہوتا ہو اور اصل بقار ملک ہو جبتک کہ کوئی سبب ناقل موجود نہو ہان اگر
کوئی شخص تملکت ھذہ الدار علی ید فلان کہے تو وہ محل اقرار نہوگا اسلیے کہ اس عبارت مین
معنی اعانت کا بھی احتمال ہو (یعنی مین اس مکان کا باعانت زید مالک ہوا) اور اگر کوئی شخص کہے

وقال لیس لہ وارث غیرہ بعد التلوم یجب التسلیم الیہ ولو قال لہ علی الف اذا جاء راس الشہر لزمہ الالف وکذا لو قال اذا جاء راس الشہر فلہ علی الف ومنہم من فرق ولیس بشیء ... ولو قال ... ابا لک بعتک ... الملک ... الثمن ... ولو قال ملکت ... ھذہ الدار من فلان او غصبتہ منہ او قبضتہ منہ کان اقرارا لہ ... ولو قال تملکتہا علی یدہ لا لانہ یحتمل المعونۃ ولو قال ٭

کان بفلان علی الف (میرے ذمہ پر زید کے ہزار درہم تھے) تواوسکو ہزار درہم کا اقرار لازم ہوگا اسلیے کہ اس عبارت مین استحقاق زید کے تقدم سے خبر دی ہی پس بدون بینہ اوسکے سقوط کا دعوی مسموع نہوگا

دوسرا مقصد اقار مبہمہ کے بیان مین اور اوہمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے له علی مال (زید کا میرے پاس مال ہی) تواوسکو تفسیر مال کا الزام دیا جائیگا پس اگر ایسی شی کے ساتھ تفسیر کرے جو متمول ہو تو اوسکی تفسیر مقبول ہوگی اگرچہ قلیل ہو اور اگر ایسی شی کے ساتھ تفسیر کرے جسکے تمول پر عادت جاری نہین ہوئی (جیسے اخروٹ یا بادام کا چھلکا) تو مقبول نہوگی اسلیے کہ باعتبار عرف اوسپر مال کا صدق نہین ہوتا اور اسیطرح اگر کوئی مسلم دوسرے مسلم کے لیے ایسی شی کے ساتھ تفسیر کرے جسکا کہ وہ مالک نہین ہوسکتا اور نہ اوس سے کوئی نفع حاصل کرسکتا ہو (جیسے شراب اور خوک اور جلد میتہ) تب بھی اوسکی تفسیر مقبول نہوگی اسلیے کہ باعتبار عرف وشرع اوسپر مال کا صدق نہین ہوتا اور اسی طرح اگر ایسی شی کے ساتھ تفسیر کرے جسکا کوئی نفع نہو یا اوسکا کوئی شخص مالک نہو سکتا ہو (جیسے سرگین نجس اور کلب عقور) تب بھی مقبول نہوگی لکن اگر کوئی شخص مال کی سگ شکاری یا سگ ماشیہ یا سگ زراعت کے ساتھ تفسیر کرے تو مقبول ہوگی اسلیے کہ سگہاے مذکورہ داخل مال ہین اور اونسے منفعت محللہ کا حصول ممکن ہی اور اگر کوئی شخص مال کی رد سلام کے ساتھ تفسیر کرے تو مقبول نہوگی اسلیے کہ رد سلام کے ثابت فی الذمہ ہونے کی خبر دینے پر عادت جاری نہین ہوئی (علاوہ برین رد سلام باعتبار عرف ولغت داخل مال نہین ہی) دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے له علی شئ (زید کی مجھپر ایک شی ہی) بعد ازان جلد میتہ یا سرگین نجس کے ساتھ اوسکی تفسیر کرے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ تفسیر مقبول ہوگی اسلیے کہ وہ دونون چیزین (جلد میتہ وسرگین نجس) داخل شی ہین اور اگر مقبول نہونیکے قائل ہون تو خوب ہو اسلیے کہ اون دونون مین سے کوئی شی ثابت فی الذمہ نہین ہوتی اور اگر کوئی شخص له علی مال عظیم (اوسکا مجھپر مال عظیم ہی) یا له علی مال خطیر یا مال نفیس کہے بعد ازان اوسکی تفسیر کرے تو مقبول ہوگی

اگرچہ مال قلیل ہی کے ساتھ تفسیر کرے اسلیے کہ مال کی عظمت و منزلت وغیرہ ایسے امور ہین جو باختلاف اشخاص
مختلف ہوتے ہین اور اگر کوئی شخص له علی مال کثیر (زید کا میرے ذمہ پر مال کثیر ہی) کہے تو شیخ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہی کہ کثیر سے اسّی درہم مراد لیے جائینگے اور اس قول کا مستند روایت نذر ہی جسمین کثرت کی تفسیر اسّی درہم
کے ساتھ وارد ہوئی ہی اور بعض اصحاب نے روایت مذکورہ کو موضع ورود کے ساتھ مخصوص فرمایا ہی
اور یہ خوب ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص له علی مال عظیم جدًا (زید کا میرے ذمہ پر ایسا مال ہی
جو نہایت عظیم ہی) کہے تو اسکا بھی وہی حکم ہوگا جو فقط له علی مال عظیم کہنے کی صورت مین مذکور ہوا
اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ اگرچہ عظمت مال امر اضافی ہی جیساکہ مذکور ہوا لکن لفظ جدًا مبالغہ پر دلالت کرتا ہی
جو فقط عظیم مین حاصل نہین ہی لہذا اون دونون کا ایک حکم نہونا چاہیے اور اگر کوئی شخص کہے له علی
مال اکثر من مال عمرو (زید کا میرے ذمہ پر اوسقدر مال ہی جو عمرو کے مال سے زائد ہی) تو اوسپر اوسقدر
مال لازم ہوگا جو مال عمرو سے کچھ زائد ہو اور تفسیر زیادتی مین مقر (اقرار کرنیوالا) کیطرف رجوع کیجائیگی اور اگر
مقر مذکور بیان کرے کہ مجھکو مال عمرو کا دس درہم ہونا مظنون تھا تو مبنائے اقرار مین اوسکا قول
مقبول ہوگا اگرچہ مال عمرو کا دس درہم سے زائد ہونا ثابت ہو اسلیے کہ انسان اپنے وہم کی بنا پر
خبر دیتا ہی اور کبھی ایک شخص کا مال دوسرے پر مخفی رہتا ہی اور اگر کوئی شخص کسی سے مخاطب ہوکر غصبتك شیئًا
(مین نے تیری ایک شی غصب کی ہی) کہے بعد ازان بیان کرے کہ مین نے شیئًا سے تیرے نفس کا قصد کیا تھا
تو اوسکا قول مقبول نہوگا اسلیے کہ حر پر غصب صادق نہین آتا علاوہ برین غصب کے دونون مفعولون کا
متغائر ہونا ضرور ہی **تیسرا مسئلہ** جمع منکر کا صیغہ (جیسے له علی دراهم [جمع درہم] یا له علی دنانیر [جمع دینار])
تین عدد پر (جو معظم اصولیین کے نزدیک اقل جمع ہی) محمول کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص له علی
ثلاثة آلاف (زید کے میرے ذمہ پر تین ہزار ہین) کہے اور اسی پر اقتصار کرے تو بیان جنس مین
اوسیکی طرف رجوع کیجائیگی بشرطیکہ ایسی شی کے ساتھ تفسیر کرے جسکا تملک (ملک مین لانا) صحیح ہو

چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے له علیّ الف و درھم (زید کے لیے میرے ذمہ پر ہزار اور ایک درہم ہی) تو ایک درہم اوسپر ثابت ہوگا اور تفسیر الف مین اوسکی طرف رجوع کیجائیگی ورا یسطرح اگر کہے له علیّ الف و درھمان (اوسکے میرے ذمہ پر ایکہزار اور دو درہم ہین) تب بھی دو درہم اوسپر لازم ہونگے اور تفسیر الف مین اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور ایسطرح اگر کہے له علیّ ماءة و درھم یا له علیّ عشرة و درھم تب بھی یہی حکم ہوگا لکن اگر کوئی شخص کہے له علیّ ماءة وخمسون درھما (اوسکے لیے مجھپر ایکسو اور پچاس درہم ہین) تو اس صورت مین لفظ ماءة اور خمسین دونون سے درہم ہی مراد ہونگے بخلاف ماءة و درہم کے کہ وہان پر حرف عطف موجود ہی جو مغائرت کو مقتضی ہی اور ایسطرح اگر کوئی شخص له علیّ الف وثلاثة دراھم کہے تب بھی الف وثلاثة دونون سے درہم ہی مراد لیے جائینگے اور ایسطرح اگر کہے له علیّ الف وماءة درھم یا کہے له علیّ الف وثلثة وثلثون درھما تو ان دونون صورتون مین بھی مجموع الف وغیرہ سے درہم ہی مراد ہونگے اور اگر کوئی شخص کہے له علیّ درھم والف (زید کے لیے میرے ذمہ ایک درہم اور ہزار ہین) تو اس صورت مین لفظ الف مجہول المعنی رہیگا

پانچوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے له علیّ کذا (اوسکے لیے مجھپر اسقدر ہی) تو لفظ کذا کی تفسیر کرنیکا مقر کو اختیار ہوگا جسطرح کہ له علیّ شیء کہنے کی صورت مین تفسیر شیء کا اوسکو اختیار ہوتا ہی پس جو تفسیر کہ لفظ شیء مین مقبول ہی وہی لفظ کذا مین بھی مقبول ہوگی اور اگر کذا کی تفسیر مین لفظ درہم کو بنصب یا برفع بیان کرے تو ایک درہم کا اقرار ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اگر لفظ درہم کو نصب دیگا تو بیس درہم مراد لیے جائینگے اسلیے کہ اعداد مفردہ مین جس اقل عدد کا ممیّز منصوب ہوتا ہی وہ عشرون (بیس) ہی اور اس مطلب کا اوسوقت مراد لینا ممکن ہی جب قصد مقر پر اطلاع ہو کہ اوسنے لفظ کذا کو اوس عدد مفرد سے کنایہ کیا ہی جسکا ممیّز منصوب ہو (جیسے عشرون و ثلثون تا تسعون) کہ اس صورت مین اقل عدد (عشرون) کا مراد ہونا معین ہو جائیگا کیونکہ قدر متیقن یہی ہی اور اگر لفظ درہم کو مجرور ذکر کرے تو بعض درہم کے اقرار کا احتمال ہوگا اور

على انه مميز كذا ١٢ — على انه بدل من كذا ١٢

تفسیر بعض مین مقر کی طرف رجوع کیجائیگی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ صورت جزمین سو درہم کا اقرار ہوگا اسلیے کہ اعداد مفردہ مین جس اقل عدد کا ممیز مجرور رہتا ہو وہ مأة (سو) ہی تا کہ کسر درہم لازم نہ آئے (بلکہ درہم کامل باقی رہے) اور مین نہین جانتا کہ اس شرط (درہم کا صحیح وکامل ہونا) کا منشا کیا ہی اور اگر شرط مذکور تسلیم بھی کیجائے تو ایک درہم کامل کا مراد ہونا معین ہوگا اسلیے کہ وہ قدر متیقن ہی اور اگر کوئی شخص له علی کذا کذا (زید کے لیے میرے ذمہ پر ایسا ایسا ہی) کہے اور اسی پر اقتصار کرے تو تفسیر کذا کذا مین اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور اگر عبارت مذکورہ کے بعد لفظ درہم کو بھی بنصب یا برفع بیان کرے تو اوسپر ایک درہم لازم ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اگر لفظ درہم کو نصب دیگا تو گیارہ درہم مراد لیے جائینگے اسلیے کہ اعداد مرکبہ مع الغیر مین جس اقل عدد کا ممیز منصوب ہوتا ہی وہ احد عشر (گیارہ) ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص له علی کذا کذا درهما کہے اور لفظ درہم کو منصوب یا مرفوع واقع کرے تو اوسپر ایک درہم لازم ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اگر لفظ درہم کو نصب دیگا تو اوسپر اکیس درہم لازم ہونگے اسلیے کہ جن دو عددون مین کہ ایک عدد کا دوسرے عدد پر عطف کیا گیا ہو وہ احد وعشرون (اکیس) ہی اور قدر متیقن پر اقتصار کرنا بیوجہ نہین ہی تا وقتیکہ مقر کا ارادہ معلوم نہو ~~چھٹا مسئلہ~~ جبکہ کوئی شخص کہے هذه الدار لاحد هذين (یہ مکان ان دونون مین سے ایک کا مال ہی) تو اوسکو بیان کرنیکا الزام دیا جائیگا پس اگر اون دونون مین سے ایک کو معین کریگا تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور اگر مکان مذکور کا دوسرا شخص دعوی کریگا تو وہ دونون شخص باہم خصم قرار دیے جائینگے اور عدم بینہ کی صورت مین مقر له (جسکے لیے مکان کا اقرار کیا گیا ہی) کی تقدیم کیجائیگی اسلیے کہ وہ ذو الید ہی اور اگر دوسرا شخص (وہ مدعی جسکے لیے مقر نے اقرار نہین کیا) مقر (اقرار کنندہ) کے علم کا دعوی کریگا تو اوسکو مقر کا قسم دینا جائز ہوگا اسلیے کہ وہ منکر ہی اور اگر مقر مذکور اوسی مکان کا مدعی کیلیے اقرار کریگا تو اوسکے لیے مکان مذکور کے مثل یا قیمت کا ضامن ہوگا اور مقر له سے مکان مذکور کا

تفسير البعضية وقيل يلزمه مائة درهم مراعاة لجانب الكسر ولست ادري من اين نشأ هذا الشرط ولو قال له علي كذا كذا فان اقتصر فاليه التفسير وان اتبعه بالدرهم نصبا او رفعا لزمه درهم وقيل ان نصب لزمه احد عشر درهما [illegible] ولو قال كذا وكذا درهما نصبا او رفعا لزمه درهم وقيل ان نصب لزمه احد وعشرون والحجر الاقتصار على اليقين الا مع العلم بالقصد

السادسة

اذا قال هذه الدار لاحد هذين الزم البيان فان عين قبل ولو ادعاها الآخر كانا خصمين ولو ادعى على المقر العلم كان له احلافه ولو اقر للآخر لزمه الضمان

انتزاع صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسکا حق مقر کے اقرار اوّل کے موافق ثابت ہوچکا ہی اور اگر اون دونون مین سے ایک کی تعیین کرے اور اپنی لاعلمی ظاہر کرے تو مکان مذکور اون دونون کے حوالہ کیا جائیگا اور وہ دونون خصم قرار دیے جائینگے بعد ازان حاکم شرع اپنی تحقیق کے موافق عمل کریگا اور اگر وہ دونون یا اونمین سے ایک شخص علم مقر کا دعوی کرے تو نفی علم مین اوسکا (یعنے مقر کا) قول مع قسم مقبول ہوگا **ساتوان مسئلہ** جب کہ کوئی شخص کہے ھذا الثوب او ھذا العبد لزید (یہ کپڑا یا یہ غلام زید کا مال ہی) اور اون دونون (کپڑا اور غلام) مین سے ایک کو معین کرے تو اوسکا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ ذو الید (قابض) ہی اور اگر مقر لہ (جسکے لیے اقرار کیا گیا ہی) انکار کرے تو مقر کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور حاکم شرع کو مال مقر بہ (جسکا اقرار کیا جائے) کے منتزع کر لینے یا اوسی کے پاس باقی رکھنے کا اختیار ہوگا **آٹھوان مسئلہ** جب کہ کوئی شخص کہے لزید علی الفٌ (زید کے میرے مجھپر ہزار درہم ہین) بعد ازان ہزار درہم زید کے حوالہ کرے اور کہے کہ یہ ہزار درہم جنکا مین نے اقرار کیا ہی میرے پاس ودیعت (امانت) تھے اور مقر لہ انکار کرے اور مدعی ہو کہ یہ ہزار درہم ودیعت تھے اور انکے علاوہ تیرے ذمہ پر میرے ہزار دینار ہین تو مقر کا قول مع قسم مقبول ہوگا لفظ علیّ کا مدلول ثبوت ما فی الذمہ مین منحصر نہین ہی بلکہ عین مال کو بھی شامل ہی خصوصًا جبکہ مال ودیعت کا بوجہ تعدی ضامن ہوگیا ہو اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہے لک فی ذمتی الفٌ (تیرے لیے میرے ذمہ پر ہزار درہم ہین) بعد ازان اونکو لے آئے اور بیان کرے کہ وہ ہزار درہم جن کا مین نے اقرار کیا ہو مال ودیعت تھا اور یہ ہزار درہم جو مین لایا ہون اوسکا بدل ہی تب بھی مقر ہی کا قول مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ لفظ ذمتی اگرچہ مال ودیعت پر صادق نہین آتا لیکن اوسکے بدل پر صادق آتا ہی لہذا رفع منافات کے لیے یہ قدر کافی ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے لک فی ذمتی الفٌ بعد ازان ہزار درہم

السابعة ... اذا قال هذا الثوب او هذا العبد لزيد فان عين ... الثامنة اذا قال لفلان علي الف ... وقال هذه التي ... كانت لفلان وديعة ...

اوسکے حوالہ کرے اور مدعی ہو کہ ہزار درہم جنکا مین نے اقرار کیا ہی میرے پاس ودیعت تھے تو اوسکا قول مقبول نہوگا اسلیے کہ مالی الذمۃ ودیعت نہین ہو سکتا اور یہ مسئلہ پہلے اور دوسرے مسئلہ کی مثل نہین ہی بلکہ ان تینون مسئلون مین فرق بین موجود ہی جیساکہ بیان ہوا اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی الف بعد ازان ہزار درہم مقر لہ کے حوالہ کرے اور بیان کرے کہ یہ ہزار درہم مال ودیعت ہی جسکا باقی ہونا مجھکو مظنون تھا اور اونکا اقرار کرنے کے قبل بدون تعدی و تفریط تلف ہونا ظاہر ہوا تو اوسکا قول مقبول نہوگا اسلیے کہ وہ اوسکے اقرار اول کی تکذیب کرتا ہی کیونکہ لفظ علی مال مذکور کے مضمون ہونے پر دلالت کرتا ہی اور اونکا قبل اقرار بدون تعدی و تفریط تلف ہو جانا اوسکی عدم ضمانت کو مقتضی ہی لکن اگر بعد اقرار اونکے تلف ہونے کا دعوی کرے تو مقبول ہوگا اسلیے کہ یہ دعوی اوسکے اقرار اول کی تکذیب نہین کرتا **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے لہ فی ہذہ الدار مائۃ (زید کے لیے اس مکان مین سو ہین) تو تفسیر کیفیت مین اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور اگر مقر لہ اوسکی تفسیر مین سے کسی امر کا انکار کرے تو قول مقر مع قسم مقبول ہوگا مثلاً اگر مقر بیان کرے کہ لفظ مائۃ سے مکان مذکور کا وہ جز مراد ہی جسکی قیمت سو درہم ہی تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور اگر مقر لہ اسکا انکار کریگا تو مقر کو قسم دیجائیگی **دسوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے لہ فی میراث ابی مائۃ (زید کے لیے میرے باپ کی میراث مین سو درہم ہین) یا کہے لہ من میراث ابی مائۃ (زید کے لیے میرے باپ کی میراث سے سو درہم ہین) تو یہ قول محل اقرار ہوگا اسواسطے کہ اوسکے باپ کا زید کے لیے اپنے ترکہ مین سے سو درہم کی وصیت کر دینا یا زید کا اوسکے ترکہ بذریعہ دین سو درہمون کا مستحق ہونا محتمل ہی اور اگر کوئی شخص کہے لہ فی میراثی من ابی مائۃ (زید کے لیے میری اوس میراث مین جو مجھکو میرے باپ سے حاصل ہوئی ہی سو درہم ہین) یا کہے لہ من میراثی من ابی مائۃ (زید کے لیے میری اوس میراث سے جو مجھکو میرے باپ کی حاصل ہوئی ہی سو درہم ہین) تو ان دونون صورتون مین اقرار نہوگا بلکہ وعدہ ہبہ وغیرہ کے قبیل سے ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے

له من هذه الدار كذا (زید کے لیے اس مکان مین سے فلان مقدار مال کا استحقاق ہی) تو اقرار صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسکے قبول سے کوئی مانع نہین ہی اور اگر کہے له من داری كذا (زید کے لیے میرے مکان مین سے فلان مقدار کا استحقاق ہی) تو اقرار نہوگا اسلیے کہ اضافت الی نفسہ سے مکان مذکور کا اوسکی ملک مین داخل ہونا معلوم ہوتا ہی اور زید کے لیے اوسکی ملک کا اقرار کرنا اوسکے منافی ہی لہذا مقبول نہوگا اور اسیطرح اگر کہے له فی مالی الف (زید کے لیے میرے مال مین ہزار درہم ہین) تب بھی مقبول نہوگا جسکی وجہ ابھی مذکور ہوئی اور بعض علما نے له فی داری مین اسطرح فرق کیا ہی کہ بعض مال کہ بھی صادق آتا ہی لہذا صورت اولی مین اقرار صحیح ہوگا اور تفسیر بعض مین مقر کی طرف رجوع کیجایگی اور بعض مکان پر مکان صادق نہین آتا لہذا صورت ثانیہ مین اقرار صحیح نہوگا اور اگر ان مسائل مین لفظ بحق وجب یا بسبب صحیح وغیرہ کا بھی اضافہ کردے تو جملہ صورتون مین اقرار صحیح ہوگا اسلیے کہ یہ الفاظ اضافت کے بادنی ملابست مستعمل ہونے پر قرینہ ہونگے **تسیر ۲ مقصد** اوس اقرار کے بیان مین جو جواب سے مستفاد ہو پس اگر کوئی شخص کسی سے مخاطب ہوکر کہے لی علیك الف (میرے تجھپر ہزار درہم ہین) اور وہ جواب مین کہے رددتھا (مینے اونکو واپس کردیا ہی) یا قبضتھا (تو اونپر قبضہ کرچکا ہی) تو یہ کلام داخل اقرار ہوگا اسلیے کہ اونکا رد کرنا فرع ثبوت ہی پس اونکا ثبوت اوسکے قول سے ہوجاتا ہی اور دعوائے رد بدون تبنیہ مقبول نہوگا کیونکہ اصل عدم رد ہی اور اگر جواب مین کہے زنھا (تو اونکا وزن کرلے) تو اقرار نہوگا اسلیے کہ اسمین احتمال استہزاء و سخریہ کو غلبہ حاصل ہی اور باعتبار اوسپر اقرار صادق نہین آتا اور اگر جواب مین کہے نعم یا اجل یا بلی تو اقرار ہوگا اسلیے کہ جب حروف مذکورہ کسی جزء مثبت کے بعد واقع ہوتے ہین تو اوسکی تصدیق پر دلالت کرتے ہین اور اگر جواب مین کہے انا مقر به (مین اوسکا معترف ہون) تو اقرار لازم ہوگا اور اگر جواب مین فقط مقر کہے اور اسی پر اقتصار کرے تو لازم نہوگا اسلیے کہ اسمین احتمال خلاف باقی رہتا ہی کیونکہ اسمین

مال مقربہ کا ذکر نہین ہو پس ہو سکتا ہو کہ اوسنے بطلان دعوی مراد لیا ہو یعنے مجھکو تیرے دعوے کے باطل ہونیکا اقرار ہو اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے اشتریت منّی (تونے فلان مال کو مجھسے خرید کیا ہو) یا کہے استوہبت منّی (تونے مجھسے فلان مال کو بذریعۂ ہبہ لیا ہو) اور وہ جواب مین نعم (ہان) کہے تو شرا (خرید کرنا) و ہبہ کا اقرار ہوگا اور لوازم شرا (جیسے قیمت کا مطالبہ کرنا) و ہبہ (جیسے رجوع کا جائز ہونا) مترتب ہونگے اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے الیس لی علیک کذا (آیا تجھپر میرا فلان مال نہین ہو) اور وہ جواب مین بلی (ہان) کہے تو اقرار ہوگا اسلیے کہ کلمہ بلی لغت کی بنا پر ابطال نفی اور اثبات منفی مین مستعمل ہوتا ہو اور اگر جواب مین نعم (ہان) کہیگا تو اقرار نہوگا اسلیے کہ کلمہ نعم اثبات نفی اور ابطال منفی کے لیے آتا ہو اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ باعتبار عرف (جو لغت پر مقدم ہو) دونون حرفون (بلی و نعم) کا استعمال اثبات منفی مین شائع ہو بلکہ بعض اہل عربیت نے تصریح کی ہو کہ لغت مین بھی لفظ نعم کلمہ بلی کیطرح تقریر منفی اور ابطال نفی کے لیے آتا ہو **چوتھا مقصد** صیغ استثناء کے بیان مین اور اوسکے تین قاعدے مذکور ہوتے ہین **پہلا قاعدہ** جو استثنا کہ کلام مثبت مین واقع ہوتا ہو (جیسے لہ علیّ عشرۃ الا درہما) وہ نفی حکم کو مفید ہوتا ہو اور جو استثنا کہ کلام منفی مین واقع ہوتا ہو (جیسے ما لہ عندی عشرۃ الا درہم) وہ اثبات حکم کا فائدہ دیتا ہو **دوسرا قاعدہ** ہم جنس سے استثنا کرنا اتفاقاً جائز ہو (جیسے لہ علی عشرۃ دراہم الا درہما) اور اسیطرح غیر جنس سے بھی استثنا کرنا جائز ہو (جیسے لہ علی الف دراہم الا دینارا) اور اسمین تردد ہو **تیسرا قاعدہ** صحت استثنا مین کسی بقیہ کا بعد استثنا باقی رکھنا کافی ہو خواہ قلیل ہو (جیسے لہ علی عشرۃ الا تسعۃ) یا کثیر ہو (جیسے لہ علی عشرۃ الا واحدا) **قاعدہ اولی پر تفریع**

جبکہ کوئی شخص کہے لہ علی عشرۃ الا درہما (فلان شخص کے مجھپر ایک درہم کے سوا دس درہم ہین) تو نو درہمون کا اقرار اور ایک درہم کی نفی ہوگی اور اگر لہ علی عشرۃ الا درہم کہے تو دس

الرابع فی صیغ الاستثناء وقواعده

الاولى الاستثناء من الاثبات نفي ومن النفي اثبات

الثانية الاستثناء من الجنس جائز

التفريع على القاعدة الاولى اذا قال له على عشرة الا درهما كان اقرارا بتسعة ونفيا للدرهم ولو قال الا درهم كان اقرارا بالعشرة

درہمون کا اقرار ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین الا درہم صفت عشرۃ واقع ہوگی ور استثنا نہوگا و الا لفظ درہم کو نصب بجٰے رفع ہوتا اور اگر کوئی شخص کہے ما لہ عندی شیٔ الا درھم (زید کے لیے میرے پاس ایک درہم کے سوا کچھ نہین ہی) تو ایک درہم کا اقرار ہوگا او سیطرح اگر کہے ما لہ عندی عشرۃ الا درھم (زید کے لیے میرے پاس ایک درہم کے سوا دس درہم نہین ہین) تب بھی ایک درہم کا اقرار ہوگا اور اگر کہے ما لہ عندی عشرۃ الا درھما تو کسی شی کا بھی اقرار نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین حرف نفی (لفظ ما) کا مجموع لہ عندی عشرۃ الا درھما پر داخل ہونا بھی محتمل ہی پس گویا کہ قائل نے اولا لہ عندی عشرۃ الا درھما کے ساتھ جو کلام مثبت ہی تلفظ کیا جسکا مآل لہ عندی تسعۃ ہوا بعد ازان تسعۃ پر حرف نفی کو داخل کیا اور اوسکی بھی نفی ہوگئی اور کچھ باقی نرہا بخلاف قول کے کہ وہان یہ احتمال جاری نہین ہو سکتا کیونکہ اگر حرف نفی کو مجموع پر داخل کرتے ہین تو رفع درہم کی کوئی وجہ نہین رہتی اسلیے کہ کلام مثبت مین مستثنی کا منصوب ہونا ضرور ہی اور اگر کوئی شخص کہے لہ عندی خمسۃ الا اثنین الا واحدا (زید کے لیے میرے پاس دو اور ایک کے سوا پانچ درہم ہین) تو دو درہم کا اقرار ہوگا اور اگر کہے لہ علی عشرۃ الا خمسۃ الا ثلثۃ (زید کے لیے میرے پاس تین کم پانچ درہمون کے سوا دس درہم ہین) تو آٹھ درہمون کا اقرار ہوگا اسلیے کہ لہ علی عشرۃ کلام مثبت ہی اور خمسۃ منفی ہی پس خمسہ باقی رہے اور ثلثہ مثبت ہی لہذا خمسہ باقیہ کے ساتھ منضم کیے گئے اور مجموع آٹھ درہم ہوے اور جبکہ استثنا اخیر بقدر اول ہو تو وہ دونون مستثنی منہ (جس سے استثنا کیا جاوے) کی طرف راجع ہونگے جیسے لہ عشرۃ الا واحدا الا واحدا (زید کے لیے ایک درہم اور ایک درہم کے سوا دس درہم ہین) پس وہ دونون استثنا جملۂ اولی سے ساقط کیے جاینگے اور اگر کوئی شخص کہے لفلان ھذا الثوب الا ثلثہ (زید کے لیے ثلث کے سوا یہ کپڑا ہی) یا کہے لفلان ھذہ الدار الا البیت یا کہے لفلان ھذا الخاتم الا الفص (فلان شخص کے لیے نگین کے سوا یہ انگشتری ہی) تو صحیح ہوگا اسلیے کہ ہمارے نزدیک استثناے اعیان بھی اسیطرح صحیح ہی جسطرح کہ استثناے اعداد صحیح ہی

ولو قال ما له عندي شيء الا درهم او عندي شيء الا درهم كان اقرارا بدرهم ولو قال ما له عندي عشرة الا درهم كان اقرارا بدرهم ولو قال الا درهما لم يكن اقرارا بشيء ولو قال له عندي خمسة الا اثنين الا واحدا كان اقرارا باثنين ولو قال عشرة الا خمسة الا ثلثة كان اقرارا بثمانية ولو كان المستثنى الاخير بقدر الاول رجعا جميعا الى المستثنى منه كقوله له عشرة الا واحدا الا واحدا فيسقطان من الجملة الاولى ولو قال لفلان هذا الثوب الا ثلثه او هذه الدار الا هذا البيت او الخاتم الا هذا الفص صح وكان الاستثناء

کیونکہ ان دونون (اعیان و اعداد) مین بحیثیت استثنار کوئی فارق نہین ہی بلکہ یہان پر استثنا کا تحقق بہ نسبت
عدد کے اظہر ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے هذه الدار لفلان و البیت لی (یہ مکان زید کا ہی اور
حجرہ میرا ہی) یا کہے هذا الخاتم لزید والفص لی (یہ انگشتری زید کی ہی اور نگینہ میرا ہی) تب بھی
صحیح ہوگا بشرطیکہ کلامِ مذکور مین اتصال ہو اور اگر کوئی شخص کہے هذه العبید لزید الا واحدا
(یہ جملہ غلام ایک غلام کے سوا زید کا مال ہی) تو صحیح ہوگا اور مقر کو بیان کی تکلیف دیجائیگی پس اگر معین کریگا
تو صحیح ہوگا اور اگر مقر لہ انکار کریگا تو قول مقر مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہی
اور اسیطرح اگر ایک غلام مرجائے اور وہ غلام میت ہی کو معین کرے تب بھی اوسکا قول مقبول ہوگا
اور صورتِ نزاع مین مقر کا قول مع قسم معتبر ہوگا قاعدۂ ثانیہ پر تفریع جبکہ کوئی شخص کہے لہ علی
الف الا درهما (زید کے لیے مجھپر ایک درہم کے سوا ہزار ہین) پس اگر ہم غیر جنس سے استثنار کرنے کو منع کرین
تو صورتِ مذکورہ مین نوسو ننانوے درہم کا اقرار ہوگا اور اگر اوسکو تجویز کرین تو تفسیر الف مین
مقر کی طرف رجوع کیجائیگی پس اگر اوسکی تفسیر من جنس (یعنے دراہم) کو بیان کرے تو اسمین کوئی بحث
نہین ہی اور اگر غیر جنس (جیسے اخروٹ یا بادام) کو بیان کرے اور اوسمین سے قیمتِ درہم کا
وضع کرنا ممکن ہو (مثلاً ہزار اخروٹ کی قیمت چار درہم فرض کیجائے) تو صحیح ہوگا اور اگر درہم مین
اوسکا استیعاب ہوجائے اور کچھ باقی نرہے (مثلاً ہزار اخروٹ کی قیمت ایک درہم قرار پائے)
تو یہ تفسیر صحیح نہوگی اور آیا استثنا باطل ہوگا یا نہین اسمین اختلاف ہی پس بعض علماء نے فرمایا ہی کہ
باطل ہوگا کیونکہ اوسنے اقرار کے بعد ایسے امر کو بیان کیا ہی جس سے اوسکا بطلان لازم آتا ہی
بنا بران علیہ اوسکا اقرار صحیح اور مبطل اقرار باطل ہوگا اور سپر اوس باطل کا حوالہ مقر کرنا لازم ہوگا جسکو کہ
تفسیر الف مین بیان کیا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اوسکا اقرار اول باطل نہوگا اور اوسکو
تفسیر الف مین ایسے امر کے بیان کرنے کی تکلیف دیجائیگی جس سے قیمتِ درہم کے وضع کرنے کے بعد

کچھ مال باقی رہے اور اگر کوئی شخص کہے لہ علیّ الف درھم الا ثوبا (زید کے لیے میرے ذمہ پر ایک
کپڑے کے سوا ہزار درہم ہین) اور ہمجنس ہونے کا اعتبار کیا جائے تو استثنا باطل ہوگا اور اگر اوسکا
اعتبار نکیا جائے تو مقر کو قیمت ثوب (کپڑا) کے بیان کرنے کی تکلیف دیجائیگی پس اگر قیمت ثوب کے بعد
ہزار درہمون مین سے کچھ مال باقی رہیگا تو صحیح ہوگا والا وہ دونون وجہین جو ابھی مذکور ہوئین
(اول یہ کہ استثنا باطل ہوگا دوم یہ کہ مقر کو قیمت ثوب مین اوس مقدار کے بیان کی تکلیف دیجائیگی
جسکے بعد ہزار درہمون مین سے کچھ باقی رہے) یہان جاری ہونگی اور اگر مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ دونون
مجہول ہون جیسے لہ علیّ الف الا شیئاً (زید کے لیے میرے ذمہ ایک شی کے سوا ہزار ہین) تو مقر کو
اون دونون کے بیان کی تکلیف دیجائیگی اور اون دونون مین وہی بحث کیجائیگی جو قبل ازین
مذکور ہوئی پس اگر دونون کی ہمجنس کے ساتھ تفسیر کرے (مثلاً کہے کہ الف سے ہزار درہم اور عشرہ سے
دس درہم مراد ہین) تو اسمین کوئی کلام نہوگا اور اگر مختلف بیان کرے (مثلاً کہے کہ الف سے
ہزار اخروٹ مراد ہین اور شی سے ایک درہم مراد ہی) تو ہمجنس سے استثنا کے جواز و عدم جواز پر بنا کیجائیگی
قاعدہ ثالثہ پر تفریع اگر کوئی شخص لہ علیّ درھم الا درھما (زید کے لیے مجھپر
ایک درہم کے سوا ایک درہم ہی) کہے تو یہ استثنا مقبول نہوگا اسلیے کہ استیعاب مستثنیٰ منہ اور انکار بعد اقرار
لازم آتا ہی اور اگر کہے لہ علیّ درھم ودرھم الا درھما پس اگر قائل ہون کہ استثنا دونون جملون
کیطرف راجع ہوتا ہی تو ایک درہم کا اقرار ہوگا جسکی وجہ واضح ہی اور اگر قائل ہون کہ فقط جملہ اخیرہ
کیطرف رجوع کرتا ہی تو دو درہمون کا اقرار ہوگا اور استثنا باطل ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین
استیعاب مستثنیٰ منہ لازم آتا ہی اور یہی مذہب صحیح ہی **دوسرا رکن مقر کے بیان مین** مقر کا مکلف
(بالغ و عاقل) اور حر (آزاد) اور صاحب اختیار اور جائز التصرف ہونا صحت اقرار مین شرط ہی اور
اوسکی صحت مین اوسکے عادل ہونے کا اعتبار نہین ہی پس اقرار طفل مقبول نہوگا اگرچہ اوسکے ولی کی

اجازت سے واقع ہو لکن اگر کوئی طفل غیر بالغ اوس شی کا اقرار کرے جسکا بجالانا اوسکو صحیح ہی (جیسے وصیت کرنا) تو مقبول ہوگا اور اگر مجنون اقرار کرے تو صحیح نہوگا اور اسی طرح سکران (جسکی عقل بوجہ نشہ زائل ہوگئی ہو) اور مکرہ (جسکو مجبور کیا ہو) کا اقرار بھی صحیح نہین ہی اور جو شخص کہ بوجہ سفاہت محجور علیہ (تصرف کرنے سے ممنوع) ہو اور کسی مال کا اقرار کرے تو مقبول نہوگا ہان اگر مال کے علاوہ کسی شی کا اقرار کریگا تو مقبول ہوگا جیسے طلاق دینا یا خلع کرنا اور اگر کوئی محجور علیہ سرقہ کا (دزدی) اقرار کرے تو فقط اجرائے حد مین مقبول ہوگا در مال مین مقبول نہوگا اسلیے کہ یہ تصرف مالی ہی اور اگر کوئی مملوک (غلام یا کنیز) کسیکے لیے مال کا اقرار کرے تو تا بقائے قیمت مقبول نہوگا ہان آزاد ہونے کے بعد اوس سے مال مقر بہ کا مطالبہ کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کوئی مملوک کسی حد یا ایسی جنایت کا اقرار کرے جو موجب ارش (دیت) یا قصاص ہو تب بھی مقبول نہوگا اسلیے کہ خود مملوک اپنے آقا کا مال ہی پس اوسکا جو اقرار ہوگا وہ ضرر آقا پر مشتمل ہوگا اور اگر کوئی غلام اپنے آقا کی طرف سے تجارت کرنے مین ماذون (اجازت یافتہ) ہو اور ایسے امر کا اقرار کرے جو متعلق بہ تجارت ہو (جیسے قرض لینا) تو مقبول ہوگا اسلیے کہ مملوک مذکور اس صورت مین مالک تصرف ہی لہذا اقرار کا بھی مالک ہوگا اور مقر بہ کا اوس مال مین سے اخذ کرنا صحیح ہوگا جو اوسکے پاس موجود ہی اور اگر اوس سے زائد ہوگا تو اوسکا آقا ضامن نہوگا بلکہ قدر زائد کا مملوک مذکور سے اوسکے آزاد ہونے کے بعد مطالبہ کیا جائیگا اور اگر کوئی مفلس (جس شخص کو حاکم شرع نے بوجہ دیون اوسکے مال مین تصرف کرنے سے ممانعت کی ہو) کسی دین کا اقرار کرے تو مقبول ہوگا اور آیا مقر لہ (جسکے لیے اقرار کیا گیا ہی) اوسکے باقی غرما (قرضخواہان) کا شریک کیا جائیگا یا اپنے حق کو فاضل سے اخذ کریگا اسمین تردد ہی اسلیے کہ اوسکے مال سے حق غرما متعلق ہوچکا ہی لہذا مال مقر بہ کا فاضل سے اخذ کرنا چاہیے اور چونکہ اوسکا اقرار بمنزلہ بینہ ہی لہذا شریک غرما ہونیکا بھی احتمال ہی اور مریض کی وصیت اوسکے ثلث متروکہ مین مقبول ہی اگرچہ ورثہ

اما الواقع
بالئہ ان بفعلہا یصح
صح ولو اقر المجنون لم
یصح وکذا المکرہ و
السکران اما المحجور
علیہ للسفہ فان اقر
بمال لم یقبل ویقبل
فیما عداہ کالخلع والطلاق
ولو اقر بسرقۃ قبل فی
الحد لا فی المال ولم
یقبل اقرار المملوک
بمال ولا حد ولا جنایۃ
توجب ارشا او قصاصا
ولو اقر بمال تبع بہ اذا
اعتق ولو کان مأذونا
فی التجارۃ فاقر بما یتعلق
بہا قبل لانہ یملک التصرف
فیملک الاقرار ویؤخذ
ما اقر بہ مما فی یدہ و
ان کان اکثر ضمنہ
مولاہ وتبع بہ اذا اعتق
ویقبل اقرار المفلس

وهل يشارك المقرّ له الغرماء او يأخذ حقه من الفاضل فيه تردد ويقبل وصيّة المريض في الثلث وان ÷

اجازت ندین اور سیطرح اگر کوئی مریض اقرار کرے تو علی اظہر القولین وسکے ثلث ترکہ مین مقبول ہوگا
خواہ وارث کے لیے اقرار کرے یا کسی اجنبی کے لیے بشرطیکہ محل تہمت ہو اور اگر کوئی شخص کسی امر مبہم کا
اقرار کرے تو مقبول ہوگا اور مقر پر اوسکا بیان کرنا لازم ہوگا پس اگر انکار کریگا تو اوسوقت تک
اوسکا محبوس کرنا اور اوسپر تنگی کرنا جائز ہوگا جبتک کہ بیان نکرے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی
صورت انکار مین مقر سے کہا جائیگا کہ اگر تو بیان نکریگا تو ناکل قسم (قسم کا رد کرنیوالا) کا حکم تجھپر جاری کیا جائیگا
(یعنے مقر لہ کیطرف قسم راجع کر دیجائیگی) پس اگر اپنے انکار پر اصرار کریگا تو مقر لہ کو قسم دیجائیگی اور اگر کوئی
طفل اپنے بالغ ہونیکا اقرار (یعنے اوسکا دعوی) کرے تو اوسوقت تک مقبول نہوگا جبتک کہ اوسکا
سن ایسی مدت تک نہ پہونچے جس مین اوسکے بالغ ہونے کا احتمال حاصل ہو رکن ثالث مقر لہ (جسکے لیے
اقرار کیا جائے) کے بیان مین اور مقر لہ کو اہلیت تملک (مالک ہونے کی قابلیت) کا حاصل ہونا نفوذ اقرار
مین شرط ہی پس اگر کوئی شخص کسی بہیمہ (چوپایہ) کے لیے اقرار کریگا تو مقبول نہوگا لکن اگر کہے علی کذا بسبہا
(زید کے لیے مجھپر فلان چوپایہ کے سبب سے پانچسو درہم ہین) تو صحیح ہوگا اور یہ اقرار مالک بہیمہ کے لیے
واقع ہوگا اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ کبھی بہیمہ کے سبب سے وہ امور واجب ہوتے ہین جنکا استحقاق
مالک بہیمہ کو نہین ہوتا جیسے ارش جنایت کا (جو بہیمہ سے واقع ہوئی ہو) سائق یا راکب بہیمہ پر متحقق ہوتا
اور اگر کوئی شخص کسی غلام کے لیے اقرار کرے تو صحیح ہوگا اور مال مقر بہ (جس مال کے ساتھ اقرار کیا گیا ہی)
کا آقائے غلام کو استحقاق ہوگا اسلیے کہ غلام مین اہلیت تصرف حاصل ہی اور اگر کوئی شخص کسی حمل کے لیے
اقرار کرے تو صحیح ہوگا خواہ اطلاق کرے (سبب کو بیان نکرے) یا کوئی ایسا سبب بیان کرے جسکا
احتمال ہو جیسے ارث یا وصیت اور اگر اقرار مذکور کو کسی ایسے سبب کیطرف منسوب کرے جسکا بطلان
معلوم ہو (مثلاً کہے کہ فلان جاریہ کے حمل کا مجھپر اوس جنایت کے سبب سے اسقدر مال ہی جو مجھسے اوسپر
صادر ہوئی ہی یا کہے فلان حمل کے لیے مجھپر اوس مال کی قیمت لازم ہی جسکو مین نے اوس سے خرید کیا ہی)

تب بھی اوسکا صحیح ہونا بوجہ نہین ہو اسلیے کہ اوّل اقرار کے مقبول ہونے سے کوئی مانع نہین ہو اور ضمیمہ کو رد چونکہ مبطل اقرار ہو لہذا مسموع نہوگا جسطرح کہ دیگر مقامات پر مذکور ہوا اور حمل مذکور مال مقر بہ کا اپنے زندہ موجود ہونے کے بعد مالک ہوگا اور اگر حمل مذکور حالت موت مین ساقط ہوجائے تو مقر کو تفسیر کی تکلیف دیجائیگی پس اگر مال مقر بہ کی تفسیر مین میراث کو بیان کرے تو وہ باقی ورثہ کیطرف رجوع کریگا اور اگر وصیت کو بیان کرے تو ورثہ موصی (وصیت کرنیوالا) کیطرف رجوع کریگا اور اگر اجمال کرے تو اوس سے بیان کا مطالبہ کیا جائیگا اور جو مال بیان کریگا اوسکا استحقاق حمل مذکور کو وقت اقرار سے چھ مہینے کے اندر اپنے زندہ پیدا ہونے کے بعد حاصل ہوگا اور اگر اقصائے حمل کے بعد پیدا ہو تو اوسکا استحقاق باطل ہوجائیگا اور اگر حمل مذکور مابین اقل و اکثر مدت (یعنے چھ اور نو مہینے کے اثنا مین) پیدا ہو اور اوسکی ماں کے لیے کوئی شوہر یا مالک نہو یا ہو لکن اوسکا وطی کرنا ممکن نہو تو مال مقر بہ کا اوسکو استحقاق ہوگا اسلیے کہ اوسکا وقت اقرار حالت حمل مین موجود ہونا متحقق ہوگیا اور اوسکی ماں کے لیے شوہر یا آقا ہو اور اوسکا ان مذکورہ سے وطی کرنا ممکن ہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ حمل کے لیے مال مقر بہ کا حکم نکیا جائیگا سوا اسکے کہ اس صورت مین وقت اقرار اوسکے موجود ہونیکا یقین نہین ہوسکتا اور اگر قائل یہ ہو کہ حمل مذکور کو مال مقر بہ کا استحقاق ہوگا تو خوب ہو اسلیے کہ غالب عادت کی بنا پر نو مہینے سے کم مین ولادت نہین ہوتی اور اگر حمل مذکور دو لڑکے (یا دو لڑکیان) ہون تو مال مقر بہ مین وہ دونون مساوی شریک ہونگے اور اگر اون دونون مین سے ایک مولود مردہ پیدا ہوگا تو مال مقر بہ کا دوسرے مولود کو (جو زندہ ہو) استحقاق ہوگا اسلیے کہ مولود مردہ معدوم کا حکم رکھتا ہو اور جبکہ کوئی شخص کسی مولود کا اقرار کرے تو وہ اوس مولود کی زوجیت کا اقرار نہوگا اگرچہ حریت و عفت کے ساتھ مشہور ہو اسلیے کہ وطی بالشبہ کا بھی احتمال ہو

مطلب **دوسرا** لواحق اقرار کے بیان مین اور اس مین کئی مقصد ہین

پہلا مقصد اقرار بعد اقرار کے بیان مین جبکہ کسی شخص کے قبضہ مین کوئی مکان ہو اور بمقتضائے قبضہ

۱۵ صفحہ ۸ متعلق

ف مخفی نر ہے کہ مصنف علیہ الرحمہ نے
اس کتاب کے دو امرون مین نظر کرنے پر بنا کی تھی **اوّل** ارکان اقرار
دوم لواحق اقرار بعد ازان عدد ارکان چار قرار دیے تھے جسکی تفصیل اسطرح ہے چار
صیغہ۔ مقر۔ مقرلہ۔ مقربہ بناءً علیہ مصنف علیہ الرحمہ کو امر اوّل مین چار رکنونکا
بیان کرنا ضرور تھا اور امر دوم مین لواحق اور اوسکے اقسام وغیرہ کا بیان مناسب تھا لکن
مصنف علیہ الرحمہ نے رکن اوّل کی الاوّل سے ابتدا فرمائی جسکا ظاہر بھی یہی تھا
کہ اس سے رکن اوّل مراد ہو بعد ازان رکن دوم کی جگہ پر النظر الثانی فرمایا ہو اور بظاہر رکن ثانی
مناسب تھا اور رکن سوم کے مقام پر النظر الثالث فرمایا ہو اور بظاہر رکن ثالث لکھنا چاہیے تھا ستمنا کہ
مصنف رح نے رکن کیجگہ نظر اوّل و ثانی وغیرہ استعمال فرمایا لکن اس بنا پر رکن چہارم کیجگہ نظر رابع بیان کرتے اور اوسمین
مقربہ کا ذکر فرماتے کیونکہ رکن رابع یہی ہو لکن مصنف علیہ الرحمہ نے رکن رابع یعنے مقربہ کے لیے کوئی عنوان مثل باقی ارکان کے علحدہ
مقرر نہین کیا بلکہ اوسکو مباحث مین ضمنًا بیان کیا ہو اور نظر رابع مین لواحق اقرار کا بیان کیا ہو حالانکہ لواحق کا امر دوم مین
بیان کرنا مناسب تھا جیسا کہ صدر کتاب سے معلوم ہوچکا تھا بناءً علیہ ترجمہ مین صدر کتاب کا عنوان
ملحوظ رکھا گیا ہو اور اصل کتاب کی بنا دو مطلبون پر کی ہو **اوّل** ارکان **دوم** لواحق اسیوجہ سے
بجائے نظر رابع دوسرا مطلب لکھا گیا ہو اور رکن چہارم ساقط کر دیا ہو اسلیے کہ مصنف نے
اوسکا ذکر ہی نہین کیا اور جو عنوان کہ ترجمہ مین ملحوظ رکھا گیا ہو اوسکو خود مصنف علیہ الرحمہ نے مختصر نافع مین
ملحوظ فرمایا ہو پس ابتداءً بنا کتاب دو امرون پر قرار دی ہو **ارکان۔ لواحق** بعد ازان امر اوّل مین
چار رکن مستقلاً بیان فرمائے ہین اور امر دوم مین لواحق کو بیان کیا ہو اور اوسکی تین قسمین کی ہین جسکا حال
مخفی نہین ہو و مع ذالک فالامر سہل اذ لا ثمرۃ علمیۃ فی ذالک ۱۰ اذ لیس
فی ذالک تبدیل و تغییر و انما ھو تقدیم و تاخیر

۱۲

اوسکا نبظاہر مالک ہو اور کہے ھٰذا لفلان بل لفلان (یہ مکان زید کا بلکہ عمرو کا مال ہی) تو مکان مذکور اوّل (زید) کا مال قرار دیا جائیگا اور مقر ثانی (عمرو) کے لیے اوسکی قیمت کا تاوان لازم ہوگا اسلیے کہ وہ ثانی و مکان مین حائل اور اوسکے قبضہ و تسلط سے مانع ہوا ہی پس صورت مذکورہ مین مقر پر متلف (تلف کرنیوالا) کا حکم (مال تلف شدہ کی قیمت کا دلانا) جاری کیا جائے گا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے غصبتہا من فلان بل من فلان (مین نے اس مکان کو زید سے بلکہ عمرو سے غصب کیا ہی) تب بھی یہی حکم ہوگا (یعنی اصل مکان زید کے اور اوسکی قیمت کا عمرو کے حوالہ کرنا لازم ہوگا) اسلیے کہ غصب کرنا قبضہ مغصوب منہ پر دلالت کرتا ہی جو نبظاہر اوسکے مالک ہونے کو مقتضی ہی اور مقر کا اوس سے عدول کرنا مسموع نہوگا اور دوسرے مغصوب منہ کو مکان کی قیمت دلوائی جائیگی جسکی وجہ ابھی مذکور ہوئی لکن اگر کوئی شخص کہے غصبتہا من فلان وھی لفلان (مین نے اس مکان کو زید سے غصب کیا ہی اور وہ دراصل عمرو کا مال ہی) تو اوسپر مکان مذکور کا مغصوب منہ (زید) کے سپرد کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ غصب کرنا ملک مغصوب منہ کو مقتضی ہی بعد ازان مقر لہ (عمرو) کے لیے اوسکا ضامن نہوگا کیونکہ شاید عبارت وھی لفلان سے مکان مذکور کا مقر لہ کیطرف بوسطہ ارث وغیرہ رجوع کرنا مقصود ہو اور مکان مذکور پر مقر لہ (عمرو) کی ملک کا حکم نکیا جائیگا کیونکہ دعوے ثانی اقرار اوّل کے منافی اور ملک مالک کے زائل ہونے کو مقتضی ہی جسطرح کہ کسی مکان پر زید کا قبضہ فرض کیا جائے بعد ازان کوئی شخص خارج (اجنبی) مکان مذکور کا عمرو کے لیے اقرار کرے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے ھٰذا لزید غصبتہا من عمرو (یہ مکان زید کا مال ہی جسکو مین نے عمرو سے غصب کیا ہی) تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی غلام پر اسطرح قبضہ رکھتا ہو جو نبظاہر اوسکے مالک ہونے پر دلالت کرتا ہو بعد ازان غلام مذکور کا کسی دوسرے شخص کے لیے اقرار کرے اور مقر لہ اپنے مالک ہونیکا انکار کرے تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہی کہ وہ غلام محکوم بحریت ہوگا اسلیے کہ مقر اور مقر لہ مین سے ہر ایک شخص اوسکی ملکیت کا انکار کرتا ہی لہذا اوسکا کوئی مالک نہوگا کیونکہ اصل حریت ہی اور اگر قائل ہو کہ غلام مذکور

اوس غلام کے احکام جاری کیے جائین جسکا مالک مجہول ہو تو خوب ہو اسلیے کہ وہ بظاہر محکوم بحریت تھا
پس اوسکا استصحاب کیا جائیگا تاوقتیکہ کوئی ایسا سبب متحقق نہو جو اوسکی حریت کو مقتضی ہو اور مجہولیت مالک
اون اسباب مین داخل نہین ہو جو حریت کو مقتضی ہین اور اگر کوئی شخص اقرار کرے کہ فلان غلام کو اوسکے
آقا نے آزاد کر دیا ہو اور بعد اقرار اوسکے خرید کرنے کا قصد کرے تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہو کہ اوسکا
خرید کرنا صحیح ہوگا اور اگر قائل ہون کہ یہ معاملہ از قبیل استنقاذ (رہا کرنا) ہو اور داخل شراء نہین ہو تو خوب ہو
پس غلام مذکور پر احکام حریت جاری کیے جائینگے اسلیے کہ بوجہ شراء اوس سے ملک اول کے جملہ حقوق
ساقط ہوگئے اور اگر غلام مذکور مر جائے تو مشتری کو اوسکے ترکہ مین سے مقدار قیمت کا من باب المقاصہ
(کسی مال کا بعوض مال اخذ کرنا) اخذ کرلینا جائز ہوگا اسلیے کہ اگر مشتری صادق ہو تو حق ولاء اوسکے آقا کو
حاصل ہوگا بشرطیکہ آقا کے سوا غلام مذکور کا کوئی وارث نہو اور اگر کاذب ہو تو جو متروکہ کہ غلام مذکور نے
چھوڑا ہو اوسمین سے مشتری کو مقدار قیمت کا یقینا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال غلام مذکور کے
آزاد ہونے یا نہونے کی تحقیق پر موقوف رہیگا **دوسرا مقصد** اسمین اون امور کے احکام کا ذکر
کیا جاتا ہو جنکا بعد اقرار وارد ہونا بظاہر ابطال اقرار کے مقتضی ہوتا ہو اور اسمین کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ**
جبکہ کوئی شخص کہے له عندی ودیعةٌ وقد هلکت (فلان شخص کا مال میرے پاس ودیعت ہو اور وہ
تلف ہوگیا) تو اوسکا اقرار صحیح اور دعوائے ہلاک باطل ہوگا اسلیے کہ لفظ له عندی مثبت کلام
اوسکے وجود کو مقتضی ہو پس دعوائے تلف (جو اوسکے منافی ہو) مقبول نہوگا لیکن اگر کوئی شخص کہے
کان له عندی ودیعة وقد هلکت (فلان شخص کا مال میرے پاس ودیعت تھا اور وہ تلف ہوگیا)
تو اوسکا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین مابین اقرار و دعوائے ہلاک منافات نہین ہو اور
مستودع (جسکے پاس کوئی مال ودیعت رکھا جائے) کا قول رد و تلف ودیعت مین مقبول ہوتا ہو
اور اگر کوئی شخص کہے له علیّ مالٌ من ثمن خمر (میرے پاس قیمت شراب کے عوض فلان شخص کا مال ہو) تو اوسکا

اقرار مقبول اور اوسکے ذمہ پر مال ثابت ہوگا او ضمیمہ مذکور لغو ہوگا اسلیے کہ لفظ علی سے مال مقر کا اوسکے ذمہ پر ثابت ہونا مفہوم ہوتا ہی جسکے مقبول ہونیکا کوئی مانع نہین ہی اور ضمیمہ اوسکے ابطال کو مقتضی ہی کیونکہ شریعت اسلام مین قیمت شراب کا عوض کسی مسلم کے ذمہ پر نہین ہو سکتا لہذا باطل ہوگا اور اسیطرح اگر له علی مال من ثمن خنزیر (خوک) کہے تب بھی یہی حکم ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے له علی الف (فلان شخص کے لیے مجھپر ہزار درہم ہین) کہنے کے بعد سکوت کرے بعد ازان کہے من ثمن مبیع لم اقبضه (جو ایسے مال مبیع کی قیمت کا عوض ہی جسپر مین نے قبضہ نہین کیا) تو اقرار کے موافق اوسپر ہزار درہم لازم ہونگے او ضمیمہ مذکورہ باطل ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین دوسرا کلام (من ثمن مبیع لم اقبضه) پہلے کلام (له علی الف) کے منافی ہی اور چونکہ اوسکو بعد تلفظ بیان کیا ہی لہذا ان دونون کلامون پر جملۂ واحدہ کا حکم جاری نکیا جائیگا بلکہ انکار بعد اقرار کے قبیل سے ہوگا اور اگر وصل کرے اور کہے له علی الف من ثمن مبیع (فلان شخص کے لیے میرے ذمہ پر قیمت مبیع کے عوض ہزار درہم ہین) بعد ازان سکوت کرے اور کہے لم اقبضه (مین نے اوس مبیع پر قبضہ نہین کیا) تو اوسکا قول مقبول ہوگا خواہ مال مبیع کو معین کرے یا نکرے اسلیے کہ اس صورت مین لفظ من ثمن مبیع کا اقرار کے ساتھ ہی تلفظ کیا ہی لہذا اون دونون پر جملۂ واحدہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور لفظ لم اقبضه کا اگرچہ بعد سکوت تلفظ کیا ہی مگر وہ اقرار اول کے منافی نہین ہی کیونکہ مال مبیع کبھی مقبوض ہوتا ہی اور کبھی غیر مقبوض لیکن ان دونون صورتون کے حکم کا مساوی ہونا (یعنی دونون کا از قبیل انکار بعد اقرار ہونا) بھی محتمل ہی اور شاید کہ یہی اشبہ ہو بنا برین اون دونون صورتون مین اوسکا اقرار مقبول اور ضمیمہ مذکورہ مردود ہوگا **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے ابتعت بخیار (مین نے فلان شی کو بشرط خیار خرید کیا ہی) یا کفلت بخیار (مین نے فلان شخص کی بشرط خیار کفالت کی ہی) یا ضمنت بخیار (مین نے فلان مال کی بشرط خیار ضمانت کی ہی) تو ان جملہ صورتون مین اوسکا اقرار بالعقد مقبول ہوگا اور دعوائے خیار ثابت نہوگا اسلیے کہ کلام مذکور سے

رخ خنزیر ب
لزمه المال
الثانیة اذا
قال له علی الف
و قطع ثم قال من
ثمن مبیع لم اقبضه
لزمه الالف ولو
وصل فقال له
علی الف من
ثمن مبیع
و قطع ثم قال
لم اقبضه قبل
سواء عین المبیع
او لم یعینه وفیه
احتمال التسویة
بین الصورتین
ولعله اشبه
الثالثة لو قال
ابتعت بخیار
او كفلت بخیار
او ضمنت بخیار
قبل اقراره بالعقد
ولم
یثبت الخیار

الرابعة اذا قال له علي دراهم ناقصة صح اذا وصل بالاقرار ... الاستثناء ... في قدر النقيصة وكذا لو قال ... دراهم زيوف ... قبل تفسيره ...

باعتبار عرف ایک قرار اور ایک دعوی (جو منافی اقرار ہی) مفہوم ہوتا ہی پس اوسکا اقرار مسموع اور دعوی غیر مسموع ہوگا **چوتھا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے له علی دراهم ناقصة (فلان ہکے لیے کچھ دراہم ناقصہ میرے ذمہ پر لازم ہین) تو صحیح ہوگا بشرطیکہ لفظ ناقصہ استثنا کی طرح متصل با قرار ہوا ور مقدار نقیصہ مین اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے له علی دراهم زیف (فلان کے لیے کچھ دراہم مغشوشہ میرے ذمہ پر لازم ہین) تب بھی بشرط مذکور صحیح ہوگا اور دراہم زیف کے بیان مین ایسے درہمون کے ساتھ تفسیر کرنا مقبول ہوگا جنمین نقرہ بھی موجود ہو تاکہ اسم درہم کا مصداق باقی رہے پس اگر ایسے درہمون کے ساتھ تفسیر کرے جنمین نقرہ کی شرکت نہو تو مقبول نہوگی **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے له علی عشرة لابل تسعة (فلان شخص کے لیے دس درہم نہین بلکہ نو درہم میرے ذمہ پر لازم ہین) تو اوسپر دس درہم لازم ہونگے اسلیے کہ لفظ لابل تسعہ باعتبار عرف داخل رجوع ہی جو مقبول نہین ہو سکتا اور اگر کوئی شخص کہے له علی عشرة الا واحدا تو اوسپر دس درہم لازم نہونگے (بلکہ فقط نو درہم لازم ہونگے) اسلیے کہ عبارت مذکورہ پر باعتبار عرف جملۂ واحدہ کا حکم جاری کیا جاتا ہی پس قول مذکور انکار بعد اقرار کی قبیل سے نہوگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنے اقرار کے ساتھ کسی مال کے فروخت کرنے اور اوسکی قیمت پر قبضہ پانے کی شہادت دلائے بعد ازان قبضہ پانیکا انکار کرے اور مجرائے عادت کی بنا پر وثیقۂ بیع کے تحریر ہونے کی غرض سے شہادت دلانے کا اور درحقیقت قبضہ نہ پانے کا مدعی ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اوسکا دعوی مقبول نہوگا اسلیے کہ وہ اپنے اقرار کی تکذیب کرتا ہی اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسنے ایسے امر کا دعوی کیا ہی جسکی عادت جاری ہی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی کیونکہ وہ اپنے اقرار کی تکذیب نہین کرتا بلکہ امر آخر کا دعوی کرتا ہی پس مشتری کو عدم مواطات (موافق کرنا) پر قسم دیجائیگی اسلیے کہ وہ منکر ہی اور اگر اتفاع بیع اور مشاہدۂ قبض کی دو عادل شہادت دین تو اوسکا

اذا قال له علي عشرة لا بل تسعة لزمه عشرة ... ولو قال له علي عشرة الا واحدا ... السادسة اذا اشهد بالبيع وقبض الثمن ثم انكر ... فيما بعد ... لم تقبل دعواه ... وقيل تقبل ... وهو اشبه ... المشتري ... اليمين ... ولو شهد الشاهدان بايقاع البيع ومشاهدة القبض ...

انکار مقبول نہوگا اور مشتری پر قسم بھی متوجہ نہوگی اسلیے کہ اوسکے انکار سے بینہ کی تکذیب لازم آتی ہی

تیسرا مقصد اقرار بالنسب کے بیان مین اور اسمین کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** کسی ولد صغیر (خواہ ذکر ہو یا انثیٰ) کے نسب کا اقرار اوسوقت تک ثابت نہوگا جبتک کہ شرائط ذیل موجود نہون **اوّل** بنوّت (ولادت) کا ممکن ہونا **دوم** مقر بہ (جسکا اقرار کیا جائے) کا مجہول النسب ہونا **سوم** اوسکے بارہ مین مقر کے ساتھ کسیکا نزاع نکرنا پس یہ تین قیدین ایسی ہین جنکا تحقق اقرار بالنسب کی صحت مین شرط ہی پس اگر ولادت کا تحقق ممکن نہو تو اقرار مقبول نہوگا مثلاً کوئی انسان ایسے شخص کی بنوت کا دعویٰ کرے جو از راہِ سن اوس سے بڑا یا اوسکے برابر ہو یا اسقدر چھوٹا ہو جس مین امثال مقر سے اوسکی ولادت پر عادت جاری نہو (مثلاً پانزدہ سالہ کسی طفل دہ سالہ کی بنوت کا مدعی ہو) یا کسی ایسی عورت کے مولود کی بنوت کا دعویٰ کرے جو مسافتِ بعیدہ پر رہتی ہو اور مدت العمر زنِ مذکورہ کے پاس اوسکا پہونچنا ممکن نہو اور اسیطرح اگر کوئی طفل معلوم النسب ہو تو اوسکی بنوت کا اقرار بھی مقبول نہوگا اور اسیطرح اگر کسی طفل کی بنوت کے اقرار مین مقر سے کوئی شخص نزاع کرے تو اوسکا اقرار بھی بدون بینہ مقبول نہوگا اور صغیر کی تصدیق کرنے کا کوئی اعتبار نہین ہی اور آیا تصدیقِ کبیر کا بھی اعتبار ہی یا نہین پس کتاب نہایہ مین شیخ علیہ الرحمہ کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسکی تصدیق کا بھی اعتبار نہین ہی اور کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ اوسکی تصدیق معتبر ہوگی اور یہی قول اشبہ اور اصولِ مذہب کے موافق ہی اسلیے کہ نسب کا اقرار کرنا حقِ غیر مین اقرار کرنیکو متضمن ہی پس اگر کوئی کبیر انکار کرے تو نسب ثابت نہوگا اور غیر ولد (جیسے بھائی یا چچا وغیرہ) مین نسب ثابت نہین ہوتا تاوقتیکہ مقر بہ تصدیق نکرے اور جبکہ کوئی شخص ولد صلبی کے حلاوہ کسی اور اولاد کے نسب کا اقرار کرے (جیسے پوتا یا نواسا) اور اوسکے لیے ورثہ معروفین موجود ہون اور مقر بہ اوسکی تصدیق کرے تو اون دونون مین سے ہر ایک شخص دوسرے کا وارث ہوگا اور یہ توارث اون دونون کے علاوہ اونکے انساب مین سے

کسی اور شخص کیطرف متعدی نہوگا اور اگر مقربہ کے لیے ورثۂ معروفین موجود ہون تو در بارۂ نسب اوسکا اقرار بدون بینہ مقبول نہوگا اسلیے کہ اوسکے اقرار سے ورثۂ مشہورین کا ضرر لازم آتا ہی کیونکہ میراث کا استحقاق شریعت مطہرہ مین فقط ورثۂ معروفین کو حاصل ہوتا ہی **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی ولد صغیر کا اقرار کرے اور اوسکا نسب ثابت ہو جائے اور صغیر مذکور اپنے بالغ ہونیکے بعد انکار کرے تو اوسکے انکار کیطرف التفات نکیا جائیگا اسلیے کہ قبل انکار اوسکا نسب متحقق ہو چکا ہی پس اوسی کا استصحاب کیا جائیگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کسی میت (زید) کا مولود (عمرو) اوسکے لیے (یعنی میت کے لیے) کسی دوسرے مولود (خالد) کا اقرار کرے بعد ازان وہ دونون مولود (عمرو خالد) میت مذکور (زید) کے لیے کسی تیسرے مولود (حامد) کا اقرار کرین تو تیسرے مولود (حامد) کا نسب ثابت ہو جائیگا بشرطیکہ وہ دونون (عمرو خالد) عادل ہون اسلیے کہ اس صورت مین بینہ حاصل ہو جسکے قول سے نسب کا ثبوت ہو جاتا ہی اور اگر تیسرا مولود (حامد) دوسرے مولود (خالد) کا (جو مولود اول کے اقرار سے ثابت ہوا تھا) انکار کرے تو دوسرے مولود (خالد) کا نسب ثابت نہوگا بشرطیکہ وہ دونون (عمرو خالد) معلوم النسب نہون پس تیسرے مولود (حامد) کو میت مذکور (زید) کے نصف متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسکے اقرار کے موافق فقط مولود اول (عمرو) شریک میراث ہی اور پہلے مولود (عمرو) کو ثلث متروکہ کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ اوسکے اقرار کے موافق دوسرا (خالد) اور تیسرا (حامد) مولود بھی شریک میراث ہی اور دوسرے مولود (خالد) کو (جسکے نسب کا مولود اول نے اقرار اور مولود ثالث نے انکار کیا ہی) سدس متروکہ کا استحقاق ہوگا جو مولود اول (عمرو) کے نصیب کا تکملہ ہی (یعنی جسکے ملنے سے مجموع متروکہ پورا ہوجاتا ہی) اسلیے کہ اوسکا فقط مولود اول (عمرو) نے اقرار کیا ہی پس اوسکے اقرار کے موافق اوسی کے حصہ (ثلث متروکہ) مین دوسرا مولود (خالد) بھی بالسویہ شریک ہوگا جسکی مقدار سدس متروکہ ہوتی ہی اور اگر وہ دونون مولود (عمرو خالد) معلوم النسب ہون اور میت مذکور (زید) کے لیے کسی تیسرے مولود

(حامد) کا اقرار کرین تو اوسکا نسب ثابت ہوجائیگا بشرطیکہ عادل ہون اور اگر مولود ثالث (حامد) اون دونون (عمرو خالد) مین سے کسی کا انکار کریگا تو اوسکے انکار کیطرف التفات نکیا جائیگا اور میت مذکور کا ترکہ اون تینون (عمرو خالد و حامد) مین اثلاثا تقسیم کیا جائیگا (یعنے ہر ایک کو ثلث متروکہ دیا جائیگا) **چوتھا مسئلہ** اگر کسی میت کے اخوت (برادران) اور زوجہ ہون بعد ازان میت مذکور کے لیے اوسکی زوجہ کسی مولود کا اقرار کرے تو اوسکو اپنے اقرار کے موافق ثمن متروکہ کا استحقاق ہوگا پس اگر اخوہ بھی زوجہ کی (صغیر ہو یا کبیر) تصدیق کرین تو باقی متروکہ (تین ربع اور ایک ثمن متروکہ) (یعنے زوجہ کو) (آٹھواں حصہ) مولود مقر بہ کے حوالہ کیا جائیگا اور اخوہ میت کو اوسکے متروکہ مین سے کچھ نہ دیا جائیگا اور اسیطرح جو شخص کہ بظاہر کسی میت کا وارث ہو اور اوسکے لیے ایسے وارث کا اقرار کرے جو باعتبار درجہ اقرب ہو (مثلاً میت کا چچا اوسکے لیے کسی شخص کے بھائی ہونیکا اقرار کرے) تو مجموع متروکہ مقر بہ کے حوالہ کیا جائیگا اور اگر ایسے وارث کا اقرار کرے جو باعتبار درجہ اوسکا مساوی ہو تو مقر کے نصیب مین سے مقر بہ کو اوس نسبت کے ساتھ حصہ دیا جائیگا جو اوسکے نصیب کو سہام ورثہ سے حاصل ہوگی مثلاً اگر احد الاخوین ایک اخت کا اقرار کرے تو مقر کو اپنے نصیب (نصف ترکہ) کا پانچوان حصہ اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر اخوہ میت اوس مولود کا انکار کرین جسکا کہ زوجہ میت نے اقرار کیا ہے تو اونکو متروکہ کے تین ربع اور زوجہ کو ایک ثمن دیا جائیگا اور حصہ زوجہ کا باقی مال (ثمن متروکہ) ولد مقر بہ کے حوالہ کیا جائیگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی طفل مجہول النسب وفات پائے اور کوئی انسان اوسکی بنوت کا اقرار کرے تو اوسکا نسب ثابت ہوجائیگا خواہ طفل مذکور صغیر ہو یا کبیر اور خواہ اوسکے لیے کچھ مال ہو یا نہو اور اوسکی میراث کا مقر کو استحقاق ہوگا اور تہمت مقر کا احتمال اوسکے اقرار کی صحت مین قادح نہوگا جسطرح کہ طفل کے زندہ اور صاحب مال ہونیکی صورت مین احتمال مذکور قادح نہین ہوتا اور جانب میت مین اوسکی تصدیق کا اعتبار ساقط ہے اگرچہ کبیر ہو اسلیے کہ بعد وفات وہ بھی طفل صغیر کا حکم رکھتا ہے کیونکہ طفل صغیر کیطرح اوسکی تصدیق بھی غیر ممکن ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی مجنون کا اقرار کرے

تو اوسکی تصدیق کا بھی اعتبار ساقط ہو گا اسلیے کہ اوسکے کلام پر کوئی حکم نہین ہو سکتا **چھٹا مسئلہ** جبکہ کسی کنیز کی ولادت ہوا اور آقائے کنیز اوسکے مولود کی بنوّت کا اقرار کرے تو اوس سے ملحق کیا جائیگا اور محکوم بحریّت ہو گا بشرطیکہ کنیز مذکور کے لیے کوئی شوہر ایسا نہو جس سے مولود مذکور کا تولد ممکن ہو اور اگر کوئی شخص اپنی دو کنیزون مین سے ایک کنیز کے مولود کا اقرار کرے اور اوسکو معین کر دے تو وہ مولود اوس سے ملحق ہو گا اور اگر دوسری کنیز اپنے مولود کے مقر بہ ہونے کا دعوی کرے تو مقر کا قول مع قسم مقبول ہو گا اور اگر اوسکو معین نکرے اور قبل تعیین وفات پائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسکے وارث کو معین کرنیکا اختیار ہو گا اور اگر اوسکا وارث بوجہ جہل وغیرہ اوسکی تعیین سے انکار کرے تو اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور وفات مقر کے بعد استعمال قرعہ کا مطلقاً (خواہ اوسکا وارث تعیین کرے یا نکرے) قائل ہونا خوب ہوا اسلیے کہ قول وارث کے قبول کرنے پر کوئی دلیل قائم نہین ہوئی علاوہ برین اوسکا قول اقرار فی حق الغیر کے قبیل سے ہو **ساتوان مسئلہ** اگر کسی شخص کی کنیز سے تین مولود ہون اور اوسمین سے ایک مولود کی بنوّت کا اقرار کرے پس جس مولود کو کہ خود مقر معیّن کریگا وہ محکوم بحریت ہو گا اور باقی دونون مولود محکوم برقیّت ہونگے اور اگر مولود معیّن مشتبہ ہو جائے یا قبل تعیین مقر کا انتقال ہو جائے تو اوسکا قرعہ سے استخراج کیا جائیگا **آٹھوان مسئلہ** بذریعہ شہادت نسب کے ثابت ہونے مین جلیین عدلین (دو مرد عادل ۱۲) کی شہادت کے علاوہ کسی اور شہادت کا اعتبار نہین ہو پس ایک مرد اور دو عورتون کی شہادت کا اعتبار نہین ہو پس ایک مرد اور دو عورتون کی شہادت اوسکے بنوّت مین علی الاظہر کافی نہو گی اور اسیطرح اوسکی بنوّت مین مرد کی شہادت اور قسم بھی کافی نہو گی اور اسیطرح دو فاسقون کی شہادت سے بھی نسب ثابت نہین ہوتا اگرچہ وہ دونون وارث ہون **نوان مسئلہ** اگر میت کے دو بھائی موجود ہون اور دونون عادل ہون اور اوسکے لیے کسی مولود کی بنوّت کی شہادت دین تو مولود مذکور کا نسب اور میراث ثابت ہو گی اور شہادت مذکورہ سے میراث مولود کے ثابت ہونین

دورلازم نہ آئیگا اسلیے کہ میراث مولود کا ثبوت قول بیّنہ من حیث ہو بیّنہ سے ہوا ہی جمین اونکا وارث ہونا
جز سبب نہین ہی اسلیے کہ قول بیّنہ مطلقاً معتبر ہی خواہ وارث ہو یا نہو تا کہ اشکال دورلازم آئے کہ
اخوین کا وارث ہونا مولود کے لیے ثبوت میراث کا سبب ہی تو مولود اونکا حاجب ہوگا جو اونکے وارث
نہونے کو مستلزم ہی اور اونکا وارث نہونا اونکے قول کے مقبول نہونیکو مقتضی ہی پس میراث کا ثبوت
اوسکے نفی کو مستلزم ہوگا علاوہ برین اگر میّت کے دونون بھائیون کو فاسق بھی فرض کرین اور محض
وراثت کو مولود کے لیے ثبوت میراث کا سبب مستقل قرار دین تب بھی اشکال دور لازم نہ آئیگا اسلیے
صحّت اقرار مین اونکا بظاہر وارث میّت اور اوسکے مال پر صاحب ید ہونا معتبر ہی اور اونکے وارث نفس الامری
ہونیکا اعتبار نہین ہی پس اونکی وراثتِ ظاہری سے جو وقتِ اقرار مفروض ہی مولود کے لیے میراث کا
ثبوت ہوگا اور مولود کا حاجب اخوین ہونا اونکی وراثتِ ظاہریہ عند الاقرار کے منافی نہوگا اور اگر
میّت کے دونون بھائی فاسق ہون تو اونکے اقرار سے مولود کا نسب ثابت نہوگا لکن متروکہ میّت کے
پانیکا مستحق ہوگا اور میّت کے دونون بھائیون کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا دسوان مسئلہ
اگر کوئی شخص کسی میّت کا بحسب ظاہر وارث ہو (مثلاً اوسکا چچا یا ماموں ہو) اور اوسکے لیے ایسے
دو وارثون کا اقرار کرے جو میراث مین اقرب ہون (مثلاً میّت کے بھائی یا دادی کا اقرار کرے)
تو اونکا نسب ثابت نہوگا اور میراث ثابت ہوگی اور میّت کا مجموع ترکہ اون دونون کے حوالہ کیا جائیگا
اور اگر اون دونون وارثون مین سے کوئی شخص دوسرے کا انکار کرے تو اوسکے انکار کیطرف التفات
نکیا جائیگا اسلیے کہ اون دونون کو میراث کا استحقاق وقتِ واحد مین حاصل ہوا ہی لہذا بحیثیت اقرار
اونمین سے کسی کو ترجیح نہ دیجائیگی ہان اگر بیّنہ وغیرہ سے اوسکے انکار کا صحیح ہونا معلوم ہوجائے تو اوسکے موافق
حکم کیاجائیگا اور اگر کوئی شخص کسی میّت کا بظاہر وارث ہو (مثلاً اوسکا چچا ہو) اور اوسکے لیے
ایسے وارث کا اقرار کرے جو اوس سے اقرب ہو (مثلاً میّت کے لیے اوسکے بھائی کا اقرار کرے)

بعد ازان کسی دوسرے وارث کا اقرار کرے جو اون دونون (مقر اور میت کا بھائی) سے اولے ہو
(مثلاً اوسکے لیے کسی مولود کا اقرار کرے) پس اگر پہلا مقر لہ (میت کا بھائی) اوسکی تصدیق کرے تو میت کا
مجموع ترکہ دوسرے مقر لہ (مولود میت) کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر اوسکی تکذیب کرے تو مقر پر میت کے
ترکہ کا پہلے مقر لہ (برادر میت) کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اوسکی قیمت کا دوسرے مقر لہ (مولود میت)
کے لیے ضامن ہوگا اسلیے کہ شخص مقر اس صورت مین دوسرے مقر لہ (مولود میت) کے مال کا متلف
(ضائع کرنیوالا) قرار پائیگا جسطرح کہ ایک مال کی بہ نسبت دو شخصون کے لیے یکے بعد دیگرے اقرار کرنے کی
صورت مین مال مقر بہ کا اول کے اور اوسکی قیمت کا ثانی کے حوالہ کرنا لازم ہوتا ہے چنانچہ قبل ازین مذکور ہوا
اور اگر دوسرا مقر لہ پہلے مقر لہ کے مساوی ہو اور پہلا مقر لہ اوسکی تصدیق نکرے تو مقر پر اوس مال کے نصف کا
دوسرے مقر لہ کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو پہلے مقر لہ کو حاصل ہوا ہے جسطرح کہ کوئی شخص ایک مال کی بہ نسبت کسیکے لیے
اقرار کرے بعد ازان دوسرے شخص کو بھی مال مذکور مین اوسکا شریک مساوی قرار دے (مثلاً کہے ہذا المال
لزید اور اسکے بعد کہے ہو لہ ولعمرو) تو اوسپر مال مذکور کا پہلے مقر لہ (زید) کے حوالہ کرنا لازم ہوتا ہے اور
اوسکے نصف کا دوسرے مقر لہ (عمرو) کے لیے ضامن ہوتا ہے (**گیارھوان مسئلہ**) اگر کسی زن مردہ کا
وارث (مثلاً اوسکا بیٹا) اوسکے پہلے شوہر کا اقرار کرے اور زن مذکورہ ذات الولد ہو تو مقر پر
اپنے نصیب کی ربع (چوتھائی) کا اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر ذات الولد نہو تو اوسپر اپنے نصیب کے
نصف کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اگر مقر مذکور اوسکے لیے دوسرے شوہر کا اقرار کرے تو مقبول نہوگا
اور اگر اپنے پہلے اقرار کی تکذیب کریگا تو دوسرے شوہر کے لیے بھی اوسیقدر مال کا ضامن ہوگا جسقدر کہ
پہلے شوہر کو حاصل ہوا ہے اور اگر کسی میت کا وارث اوسکے لیے زوجہ کا اقرار کرے اور میت مذکور
صاحب ولد ہو تو مقر پر اپنے نصیب کے ثمن (آٹھوان حصہ) کا زوجہ مقر بہا کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر
میت مذکور صاحب ولد نہو تو اوسپر اپنے نصیب کے ربع کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا پس اگر میت مذکور

متعلق صفحہ ۱۶۲

۵۱ مخفی نرہے کہ اس حکم کو مصنف رح نے اس کتاب اور مختصر نافع مین اور دیگر علماء (علامہ و شہید اول وغیرہ) کی طرح علی الطلاقہ بیان فرمایا ہی جو خالی از اشکال و دقت نہین ہو جسپر شہید ثانی نے مسالک و روضہ بہیہ مین اور صاحب مدارک نے شرح مختصر نافع مین اور صاحب کفایہ وغیرہ نے تنبیہ فرمائی ہو اسلیے کہ اگر زن مردہ ذات الولد ہو تو اوسکا وارث جو اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے وہ اولاد (ذکور ہون یا اناث) اور ابوین (ماں باپ) کے سوا اور کوئی شخص نہین ہو سکتا پس اگر زن مذکورہ کے دو بیٹے موجود ہون اور اونمین سے ایک بیٹا اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے تو مقر پر اپنے نصیب (نصف متروکہ) کے ربع مال کا شوہر مقر بہ کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ اوسکے پاس قدر فاضل کی یہی مقدار ہی اور اسیطرح اگر زن مذکورہ کے ایک ہی بیٹا ہو اور اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے تب بھی اوسکو اپنے نصیب (مجموع ترکہ) کے ربع کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور رتبت واحدہ و زائد مین بھی یہی حکم جاری ہوگا اور ان صورتون مین مقر پر اپنے نصیب کے ربع کا حوالہ شوہر کرنا بے اشکال صحیح ہوگا جیساکہ مصنف رح نے ذکر فرمایا ہے اور اگر زن مذکورہ کے لیے ابوین یا احدہما موجود ہو اور وہ دونون یا اونمین سے ایک شخص اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے پس اگر زن مذکورہ کا مولود ذکر ہی تو مقر پر اپنے نصیب مین سے کسی حصہ کا شوہر کے حوالہ کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ اوسکا نصیب متغیر نہین ہوتا خواہ شوہر موجود ہو یا نہو اور اگر زن مذکورہ کا مولود انثی ہی تو جو مقدار کہ مقر بہ فاضل نکلتی ہی اور اوسکا حوالہ شوہر کرنا لازم ہوتا ہی ربع نصیب کم ہوتی ہی اسلیے کہ ابوین کا نصیب فقدان شوہر کی صورت مین دو خمس اور وجود شوہر کی صورت مین دو سدس ہوتا ہی اور اسیطرح اگر احد الابوین کے ساتھ زن مذکورہ کی لڑکی مجتمع ہو اور اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے تب بھی یہی کیفیت ہی پس ان صورتون مین جو حکم کہ مصنف وغیرہ نے فرمایا ہی تمام نہوگا اور اگر زن مذکورہ غیر ذات الولد ہو اور اوسکے باپ نے شوہر کا اقرار کیا ہی تو جس حکم کا کہ مصنف نے ذکر کیا ہو وہ درست ہوگا اور اگر اوسکی ماں نے اقرار کیا ہی تو اوسپر اپنے نصیب مین سے کسی حصہ کا بھی حوالہ شوہر کرنا لازم نہوگا خواہ اوسکے لیے کوئی حاجب ہو یا نہو اسلیے کہ علی کلا التقدیرین شوہر کو اوسکے فرض ہین ہے

کے لیے کسی دوسری زوجہ کا بھی اقرار کرے تو اوسکے لیے اوسقدر مال کے نصف کا ضامن ہوگا جو پہلی زوجہ کو حاصل ہوا ہو بشرطیکہ پہلی زوجہ نے اوسکی تصدیق نکی ہو اور اگر تیسری زوجہ کا بھی اقرار کرے تو اوسکے لیے اوسقدر مال کے ثلث کا ضامن ہوگا جو پہلی زوجہ کو حاصل ہوا ہو اور اگر چوتھی زوجہ کا بھی اقرار کرے تو اوسکے اوسقدر مال کے ربع کا ضامن ہوگا جو پہلی زوجہ کو حاصل ہوا ہو اور اگر پانچوین زوجہ کا بھی اقرار کرے اور پہلی چارون زوجاؤن مین سے کسی زوجہ کا انکار کرے تو اوسکے انکار کیطرف التفات نکیا جائیگا اور پانچوین زوجہ کے لیے اوسقدر مال کا ضامن ہوگا جسقدر کہ منجملہ ازواج اربعہ ایک زوجہ کو استحقاق ہو پس اگر میت مذکور صاحب ولد ہو تو ثمن نصیب کا ربع اور اگر صاحب ولد نہو تو ربع نصیب کا ربع مقر پر اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا

کتاب الجعالہ جعالہ سے عرف فقہا مین عوض معین کا کسی عمل محلل پر بصیغہ معتبرہ التزام کرنا مراد ہے اور اسمین تین مطلب قابل ذکر ہین **پہلا مطلب** ایجاب جعالہ کے بیان مین پس ایجاب سے ہر وہ لفظ مراد جو معنی جعالہ پر دلالت کرتا ہو جیسے من رد عبدی فلہ کذا (جو شخص میرے غلام کو واپس لائیگا اوسکو فلان عوض دیا جائیگا) یا من رد ضالتی فلہ کذا (جو شخص میرے حیوان گم شدہ کو واپس لائیگا اوسکو دس درہم دیے جائینگے) یا من فعل کذا فلہ کذا (جو شخص فلان کام کریگا اوسکو پانچ درہم کا استحقاق ہوگا) الی غیر ذلک اور تحقق جعالہ مین قبول کی احتیاج نہین ہے اور ہر عمل محلل پر جو مقصود عقلا ہو (یعنی ایسا فعل ہو جو نظر عقلا مین داخل سفاہت ہو جیسے کسی مقام تاریک یا خوفناک پر از راہ عبث جانا) جعالہ کرنا صحیح ہے اور اوسمین عمل مشروط کا مجہول ہونا بھی صحیح ہے اسلیے کہ وہ مضاربت کی طرح عقد جائز (جسکے فسخ کرنیکا اختیار حاصل ہو) ہے کیونکہ اصل مقصود اوسکی مشروعیت سے اعمال مجہولہ کی تحصیل ہے جیسے غلام گریختہ یا حیوان گم شدہ کا واپس ہونا جسکی مسافت معلوم نہین ہوتی لکن عوض جعالہ کا کیل (ناپنا) یا وزن (تولنا) یا عدد (شمار کرنا) کے ساتھ معلوم ہونا اوسکی صحت مین شرط ہے بشرطیکہ اوسکے شمار کرنے کی عادت جاری ہو اور اگر عوض جعالہ مجہول ہو مثلاً کوئی شخص کہے من رد عبدی فلہ ثوب (جو کوئی میرے غلام کو واپس لائیگا اوسکو ایک کپڑا دیا جائیگا) یا کہے من رد عبدی فلہ دابۃ (جو شخص میرے غلام کو واپس لائے اوسکو

افرد الرابعۃ منہ نصیب اعطاہا الربع افرد الزوجیۃ وبلغ احدی الخامسۃ وانکر احدی الاول لم یلتفت الیہ وغرم لہا مثل نصیب واحدۃ منہن کتاب الجعالۃ والنظر فی الارکان والاحکام والایجاب ویتحقق اما الایجاب والواحق من یحوان یقول من رد عبدی او ضالتی او فعل کذا فلہ کذا ولا یفتقر الی القبول ویصح علی کل عمل مقصود محلل ویجوز ان یکون العمل مجہولا لانہ عقد جائز کالمضاربۃ واما العوض فلا بد ان یکون معلوما بالکیل او الوزن او العدد ان کان مما جرت العادۃ بعدہ ولو کان مجہولا بثبت

[illegible]

ایک چوپایہ کا استحقاق ہوگا) تو رد غلام (اوسکا واپس آنا) کی صورت مین عامل کو اجرۃ المثل کا استحقاق ہوگا اور جاعل (جعالہ کرنیوالا) مین اہلیت استیجار (اجیر کرنا) کا حاصل ہونا معتبر ہو پس طفل و مجنون و محجور علیہ و مکرہ وغیرہ کا جعالہ کرنا صحیح نہوگا اور عامل (عمل کرنیوالا) مین تحصیل عمل کا امکان معتبر ہو پس اگر غلام کو طفل ممیز یا محجور علیہ واپس لے آئیگا تو عوض جعالہ کا مستحق ہوگا اور اگر عوض جعالہ کو کسی خاص شخص کیلیے معین کرے اور اوسکے علاوہ کوئی دوسرا شخص غلام کو واپس لائے تو اوسکا عمل ضائع (برباد) ہوگا اور اوسکو اجرۃ کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ اوسنے تبرع کی ہو اور اگر کوئی اجنبی کسی دوسرے شخص کیطرف سے عوض جعالہ کے بذل مین تبرع کرے تو اوسپر رد غلام کے بعد عوض معین کا عامل کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور عامل کو عوض جعالہ کا اوسوقت استحقاق ہوگا جب غلام کو اوسکے مالک کے سپرد کردے پس اگر اوسکو فقط بلد جاعل مین لے آئے اور وہ بھاگ جائے تو عوض کا مستحق نہوگا اور جعالہ اوسوقت تک طرفین سے عقد جائز ہو (جاعل و عامل مین سے ہر ایک کو اوسکے فسخ کرنیکا اختیار ہی) جبتک کہ عامل نے عمل کے بجا لانے مین اشتغال نکیا ہو اور اشتغال کرنے کے بعد فقط عامل کیطرف سے عقد جائز رہتا ہو اور جاعل کیطرف سے لازم ہوجاتا ہو (یعنی جاعل کو اوسکے فسخ کرنیکا اختیار باقی نہین رہتا) تا وقتیکہ عامل کے اوسقدر عمل کی اجرت اوسکے حوالہ نکرے جسکو کہ وہ بجا لاچکا ہو اور جبکہ کوئی شخص کسی عمل معین پر جعالہ کرے اور اوسکے بعد دوسرے جعالہ کو بیان کرے مثلاً کہے من رد عبدی فلہ ماۃ درھم (جو شخص میرے غلام کو واپس لائے اوسکو سو درہمون کا استحقاق ہوگا) بعد ازان کہے من رد فلہ خمسون (جو اوسکو واپس لائیگا پچاس درہم پائیگا) تو پہلا جعالہ فسخ ہوجائیگا اور دوسرے جعالہ پر عمل کرنا معین ہوگا خواہ عوض کو زائد کرے یا ناقص

دوسرا مطلب احکام جعالہ کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین

پہلا مسئلہ عامل کو اجرت کا اوس صورت مین استحقاق ہوگا جبکہ مالک نے قبل عمل اوسکو مقرر کیا ہو اور اگر کوئی حیوان گم شدہ یا غلام گریختہ عوض کے مقرر ہونے سے قبل کسی انسان کے قبضہ مین آجائے تو

قابض ہے اوسکا مالک کے سپرد کرنا لازم ہوگا اور راوسکو اجرت کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص
کسیکے غلام گریختہ وغیرہ کی تحصیل مین از راہ تبرع (احسان) سعی کرے تب بھی یہی حکم ہوگا دوسرا مسئلہ
جبکہ حیوان گم شدہ وغیرہ کا مالک عوض جعالہ کو مقرر اور معین کرے تو اوس صورت رد مین مال مذکور کا
حوالہ عامل کرنا لازم ہوگا اور اگر معین نکرے تو صورت رد مین اجرۃ المثل کا عامل کے حوالہ کرنا واجب ہوگا
اگر خصوص غلام گریختہ کے بارہ مین ابو سیار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے غلام گریختہ کے واپس لانے مین ایک دینار کو مقرر فرمایا ہے بشرطیکہ وہ
اپنے شہر سے گرفتار کیا جائے اور اگر اپنے شہر کے علاوہ کسی دوسرے شہر سے گرفتار کیا جائے تو اوسکے
واپس لانے کی اجرت چار دینار قرار دی ہے اور شیخ الطائفہ رح نے مبسوط مین فرمایا ہے کہ جو اجرت اس روایت
مین منقول ہوئی ہے اوسکا عامل کے حوالہ کرنا افضل ہے اور فقط اجرۃ المثل کا حوالہ کرنا واجب ہے لیکن ہمارے
نزدیک روایت مذکورہ پر عمل کرنا معین ہے اسلیے کہ شرائط قبولیت عمل اصحاب و شہرۃ قدیمہ وحدیثہ
الی غیر ذلک اوسمین موجود ہین) اگرچہ عوض مذکور فی الروایت سے غلام کی قیمت کم ہو کیونکہ شارع
کی طرف سے اوسکی تعیین مطلقاً ہو چکی ہے اور جعل شرعی و نقصان قیمت مین کوئی منافات نہین ہے اور
بعض علماء نے فرمایا ہے کہ بعیر گم شدہ کے رد مین بھی یہی حکم ہوگا اور اس قول کے لیے کوئی مستند خاص معلوم نہین ہوا
اور اگر کوئی شخص اپنے غلام گریختہ یا حیوان گم شدہ کے آزاد کرنے کی کسی سے استدعا کرے اور کسی اجرت کا
التزام نکرے تو مالک پر صورت رد مین کسی عوض کا عامل کے حوالہ کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ اوسنے اپنے عمل مین
تبرع کی ہے تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے من رد عبدی فلہ دینار (جو شخص میرے غلام کو واپس لائیگا
اوسکو ایک دینار کا استحقاق ہوگا) اور راوسکے واپس لانے مین ایک جماعت شریک ہو تو وہ دینار
(جو عوض جعالہ مقرر کیا گیا ہے) اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اسلیے کہ عمل مذکور ہر واحد سے حاصل نہین ہوا
بلکہ مجموع من حیث ہو مجموع سے حاصل ہوا ہے لیکن اگر کوئی شخص کہے من دخل داری فلہ دینار

قبل ایصال الجعل لزمه التسليم ولا اجرة وكذا لو سعى في التحصيل تبرعا الثانية اذا بذل جعلا فان عينه فعليه تسليمه مع الرد وان لم يعينه لزمه مع الرد اجرة المثل الا في رد الآبق على رواية ابي سيار عن ابي عبد الله عليه السلام ان النبي عليه السلام جعل في الآبق دينارا اذا اخذ في مصره وان اخذ في غير مصره فاربعة دنانير وقال الشيخ رحمه الله في المبسوط هذا على الافضل لا على الوجوب والعمل على الرواية ولو نقصت قيمة العبد وقال بعض الاصحاب في البعير كذلك ولم اظفر فيه بمستند اما لو استدعى الرد ولم يبذل اجرة لم يكن له شيء لانه متبرع بالعمل الثالثة اذا قال من رد عبدي فله دينار فرده جماعة كان الدينار لهم بالسوية لان العمل حصل من الجميع لا من كل واحد اما لو قال من دخل داري فله دينار

(جو شخص میرے مکان مین داخل ہوگا اوسکو ایک دینار کا استحقاق ہوگا) بعد ازان اوسکے مکان مین ایک جماعت داخل ہو تو اونمین سے ہر ایک شخص کو ایک دینار کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ عمل مذکور (دخل مکان) ہر واحد سے حاصل ہوا ہی اور اسمقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین **فرع اوّل** اگر کوئی شخص رد غلام کے مقابل تین شخصون مین سے ہر ایک کے لیے اوسقدر عوض کو مقرر کرے جو دوسرے کے عوض سے زائد ہو (مثلاً زید کے لیے ایک دینار کو اور عمرو کے لیے دو دینارون کو اور بکر کے لیے تین دینارون کو معین کرے) بعد ازان غلام مذکور کو وہ تینون شخص واپس لائین تو اونمین سے ہر ایک کو اوس عوض کے ثلث (تہائی) کا استحقاق حاصل ہوگا جو اوسکے لیے مقرر کیا گیا ہی پس زید کو ثلث دینار کا اور عمرو کو دو ثلث دینار کا اور بکر کو ایک دینار کا استحقاق ہوگا) اور اگر چار شخصون مین سے ہر ایک کے لیے اوسقدر عوض مقرر کیا جائے جو دوسرے کے عوض سے زائد ہو بعد ازان وہ چارون شخص اوسکو واپس لائین تو ہر ایک کو اوس عوض کی ربع (چوتہائی) کا استحقاق ہوگا جو اوسکے لیے معین کیا گیا ہی اور اگر پانچ شخصون کے لیے بطور مذکور کوئی عوض معین کیا جائے تو ہر ایک کو اپنے عوض معین کے خمس (پانچوان حصہ) کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کئی شخصون مین سے ہر ایک کے لیے عوض مساوی کو مقرر کرے تب بھی یہی حکم ہوگا پس اگر چار شخصون مین سے ہر ایک کے لیے ایک دینار کو مقرر کرے بعد ازان اوسکو وہ چارون شخص واپس لائین تو ہر ایک کو ربع دینار کا استحقاق ہوگا **فرع دوم** اگر کوئی شخص تین شخصون مین سے بعض کے لیے عوض معین کو اور بعض کے لیے عوض مجہول کو مقرر کرے بعد ازان وہ تینون شخص اوسکے غلام کو لے آئین تو جس شخص کا عوض کہ معین ہوگا اوسکو اوسکے ثلث کا اور جسکا کہ مجہول ہوگا اوسکو اپنے عمل کی اجرة المثل کا استحقاق ہوگا **فرع سوم** اگر غلام گریختہ کا مالک اوسکے واپس لانے کے عوض مین کسی شخص معین کے لیے کچھ مال مقرر کرے بعد ازان اوسکو دو شخص واپس لائین تو جس شخص کے واسطے کہ مالک غلام نے عوض جعالہ کو مقرر کیا تھا اوسکو عوض معین کے نصف کا استحقاق ہوگا اور دوسرے شخص کو اجرت کا بالکل استحقاق نہوگا اسلیے کہ اوسنے تبرع کی ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسکو اپنے عمل کی اجرة المثل کے نصف کا استحقاق ہوگا

اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ دوسرے شخص کو صورتِ استقلال مین بھی بالاتفاق کوئی استحقاق نہو تو صورتِ شرکت مین بدرجۂ اولی استحقاق نہوگا **فرع چہارم** اگر کوئی شخص کسی مسافتِ معینہ (مثلاً دس میل) سے اپنے غلام کے واپس لانے کے لیے کوئی عوض معین (بیس درہم) مقرر کرے بعدازان کوئی شخص اوسکو بعض مسافت (پانچ میل) سے واپس لائے تو اوسکو عوض معین مین سے اپنے عمل کی اجرت کا اوس نسبت کے ساتھ استحقاق ہوگا جو بعض مسافت کی اجرۃ المثل کو مجموع مسافت کی اجرۃ المثل سے حاصل ہوگی (پس صورتِ مذکورہ مین چونکہ اوس مسافت کی اجرت کو مجموع مسافت کی اجرت سے نسبت نصفیت حاصل ہی لہذا اوسکو دس درہمون کا استحقاق ہوگا) **تیسرا مطلب** لواحق جعالہ کے بیان مین جو نزاع جاعل و عامل سے متعلق ہین اور وہ تین مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص مالکِ غلام سے کہے شارطتنی (تونے رد غلام کے عوض مین میرے لیے فلان مال کو مقرر کیا تھا) اور مالک غلام اوسکے جواب مین لم اشارطک (مین نے تیرے لیے کوئی عوض مقرر نہین کیا) کہے تو مالک کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسکا قول اصل عدم کے موافق ہی اور اسیطرح اگر کسی شخص کے دو غلام بھاگ جائین بعدازان کوئی شخص اون دونون مین سے ایک غلام کو واپس لائے اور مدعی ہو کہ تونے فلان عوض کو اسی غلام کے واپس لانے کے مقابل معین کیا تھا اور مالک اسکا انکار کرے تب بھی مالک ہی کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا دوسرا مسئلہ اگر عوض جعالہ کی مقدار یا جنس مین مابین جاعل (جعالہ کرنیوالا) و عامل (عمل کرنیوالا) اختلاف ہو تو جاعل کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ زیادت مقدار و جنس معین مین اصل عدم ہی جو قول جاعل کے موافق ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ صورت مذکورہ مین عامل کو اجرۃ المثل کا استحقاق ہوگا اور اگر قائل ہون کہ اوسکو اجرۃ المثل اور قدر مدعی (وہ مقدار جسکا کہ عامل دعوی کرتا ہی) مین سے اقل الامرین کا استحقاق ہوگا (یعنے اوس امر کا استحقاق ہوگا جو اون دونون مین کم ہو) تو خوب ہو اسلیے کہ اگر اقل الامرین وہی مقدار ہی جسکا کہ عامل نے دعوی کیا ہی تو اوسکو اوسکے قول کے موافق زیادتی کا استحقاق نہین ہی اور اگر اقل الامرین اجرۃ المثل ہی تو اوسکو اپنے عمل کی اجرۃ المثل

زائد کا استحقاق نہین ہی اور ہمارے بعض معاصرین (شیخ نجیب الدین بن نما اوستاد مصنف علیہما الرحمہ) صورت مذکورہ مین قسم جاعل کے بعد عامل کے لیے اوس مقدار کا استحقاق ثابت فرماتے تھے جسکا کہ جاعل نے دعوی کیا ہی اسلیے کہ اون دونون کا احد العوضین (اون دونون عوضون مین سے ایک عوض جسکا کہ جاعل و عامل نے دعوی کیا ہی) پر اتفاق ہی پس جبکہ قسم جاعل سے دعوائے عامل باطل ہو گیا تو دعوائے جاعل ثابت ہوا اور یہ قول خطا ہی اسلیے کہ قسم منکر (جاعل) کا فائدہ یہ ہی کہ دعوائے مدعی (عامل) ساقط ہو جائے اور اوسکا فائدہ یہ نہین ہی کہ جو مدعا حالف (حلف کنندہ یعنے جاعل جو منکر ہی) تھا وہ ثابت ہو جائے **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسیکے غلام گریختہ کو واپس لائے اور مدعی ہو کہ مین اوسکو تقرر عوض کے بعد واپس لایا ہون اور مالک غلام اسکا انکار کرے اور مدعی ہو کہ تو اوسکو تقرر عوض کے قبل واپس لایا ہی لہذا تجھکو عوض کا استحقاق نہین ہی تو مالک کا قول مقبول ہو گا اسلیے کہ عوض جعالہ کا استحقاق نہونا اصل عدم کے موافق ہی

کتاب الایمان

لفظ ایمان جمع یمین ہی جس سے عرف فقہا مین کسی فعل کے بجا لانے یا ترک کرنے پر اسمائے مختصۂ الٰہیہ کے ساتھ حلف کرنا مراد ہی اور اوسمین چار امر قابل بیان ہین **پہلا امر** اون اسماء کے بیان مین جنسے کہ یمین منعقد ہوتی ہی پس جن اسماء سے کہ یمین منعقد ہوتی ہی اونکی تین قسمین ہین **پہلی قسم** اللہ تعالی کے ساتھ حلف کرنا جس سے اون صفات کا ذکر کرنا مراد ہی جو ذات واجب تعالی کے ساتھ اختصاص رکھتی ہون اور اوسکی ذات مقدسہ کے علاوہ کسی اور ذات پر صادق نہ آسکتی ہون جیسے ومقلب القلوب والابصار اور والذی نفسی بیدہ (اوس ذات مقدسہ کی قسم ہی جسکے قبضۂ قدرت مین میرا نفس ہی) اور والذی فلق الحبة وبرء النسمة (اوس ذات مقدسہ کی قسم ہی جسنے دانہ کو شگافتہ اور انسان کو پیدا کیا) **دوسری قسم** اسمائے الٰہیہ مین سے اون اسمائے مقدسہ کے ساتھ حلف کرنا جو اوس سے مختص ہون اور ذات واجب کے علاوہ کسی ذات پر اونکا اطلاق صحیح نہو جیسے واللہ والرحمن والاول الذی لیس قبله شیء (اوس اول کی قسم ہی جسکے قبل کوئی شی نہ تھی) **تیسری قسم** اون اسماء کے ساتھ حلف کرنا جنکا ذات واجب کے علاوہ اور کسی ذات پر بھی

كقولنا والله والرب والخالق والبارئ والرازق وكل ذات ينعقد به اليمين بحر الفصل ولو بنعت او صفة الى الاطلاق على الله كالعالم والسميع والحي والبصير ولو نوى بها غيرها يحلف

اطلاق صحیح ہو لیکن اوسے صورت اطلاق مین ذات واجب ہی مفہوم ہوتی ہو جیسے والرب والخالق والبادی۔ والرازق اور اقسام ثلثہ مین سے ہر قسم کے ساتھ یمین کا انعقاد ہوتا ہو بشرطیکہ قصد حلف بھی متحقق ہو اور اون اسمار کے ساتھ منعقد نہین ہوتی جنسے صورت اطلاق مین ذات واجب ہی مفہوم نہین ہوتی (جیسے موجود اور حی اور سمیع اور بصیر) اگرچہ اونکے ساتھ قصد حلف بھی متحقق ہو اسلیے کہ اسمائے مذکورہ مابین واجب وممکن مشترک ہین پس اونکے لیے حرمت قسم ثابت نہو گی اور اگر کوئی شخص کہے وحق اللہ وعلم اللہ اور لفظ علم وقدرت سے اوس وصف زائد کا قصد کرے جسکی تعبیر اصطلاح اشاعرہ مین حال (وہ صفت ہو جو قائم بموجود ہو لیکن نہ موجود ہو نہ معدوم) کے ساتھ کیجاتی ہو (علی الذات ۱۲) تو یمین منعقد نہو گی اسلیے یہ حلف بغیر اللہ ہو جو منعقد نہین ہوتا اور اگر لفظ علم وقدرت سے حقتعالی کے عالم اور قادر ہونے کا ارادہ کرے تو منعقد ہو گی اسلیے کہ اس صورت مین علم وقدرت کے ساتھ حلف کرنا حلف باللہ القادر العالم کے قائم مقام ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے وجلال اللہ۔ وعظمۃ اللہ۔ وکبریاء اللہ تب بھی حلف صحیح ہوگا اور ان جملہ صورتون مین تردد ہو اسلیے کہ الفاظ مذکورہ (علم وقدرت وجلال وعظمت وکبریا) سے اگرچہ ذات مقدسہ کا قصد کیا جائے لیکن اونکے مشترک ہونے کیوجہ سے انعقاد یمین کا حکم خالی از اشکال نہین ہو اور اگر کوئی شخص کہے اقسم باللہ یا احلف باللہ تو یہ قول داخل یمین ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے اقسمت باللہ یا حلفت باللہ تو یہ قول بھی داخل یمین ہوگا ہان اگر وہ شخص مدعی ہو کہ مین نے اس قول مین حلف گذشتہ سے خبر دینے کا قصد کیا ہو تو اوسکا دعوی مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسنے اپنی نیت کی خبر دی ہو اور اگر کوئی شخص فقط حلفت یا اقسمت پر اقتصار کرے اور لفظ جلالہ (لفظ اللہ) کے ساتھ تلفظ نکرے تو اوسکی یمین منعقد نہو گی اگرچہ اوسکی اضمار کا قصد کیا ہو اسلیے کہ اس صورت مین قول مذکور پر حلف باللہ صادق نہین آتا اور اسیطرح اگر کوئی شخص فقط اشہد پر اقتصار کرے اور لفظ باللہ کے ساتھ تلفظ نکرے تب بھی یمین نہوگا اور اگر اشہد باللہ کہے

وان اطلق صح القسم ولو قال وحق الله وعلم الله فانه لا ينعقد اليمين اذا قصد المعاني الموجبة للحال لم ينعقد اليمين وان قصد كونه قادرا عالما اجرى مجرى القسم بالله القادر العالم وكذا ينعقد بقوله وجلال الله وعظمة الله وكبرياء الله وفي الكل تردد ولو قال اقسم بالله او احلف بالله كان يمينا وكذا لو قال اقسمت بالله وحلفت بالله ولو قال اردت الاخبار عن يمين ماضية قبل لكنه اخبار عن نيته ولو لم ينطق بالجلالة لم ينعقد وكذا اشهد الا ان يقول بالله

تو اوسکی قسم منعقد ہو جائیگی اسلیے کہ آیۂ شریفہ اذا جاءک المنافقون قالوا نشهد آ مین لفظ شہادت سے قسم مراد ہے اور شیخ علیہ الرحمہ کے اس مقام پر دو قول ہین پس کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ اگر قول مذکور سے قسم کا ارادہ کیا جائے تو داخل یمین ہوگا والا نہوگا اور کتاب خلاف مین اوسکو مطلقاً یمین سے خارج کیا ہے خواہ قسم کا ارادہ کرے یا نکرے اور اگر کوئی شخص کہے عزم باللہ تو یہ قول داخل یمین نہوگا اسلیے کہ لفظ مذکور الفاظ قسم مین معدود نہین ہے اور اگر کوئی شخص کہے لعمر اللہ تو داخل قسم ہوگا اور اوسکے ساتھ یمین کا انعقاد ہو جائیگا اور لفظ طلاق وعتاق وتحریم وظہار وحرم وکعبہ ومصحف وقرآن وابوین کے ساتھ قسم منعقد نہوگی اور اسیطرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے ساتھ بھی قسم منعقد نہین ہوتی اسلیے کہ منجملہ اسماء الہیہ کسی اسم مختص یا غالب کا متعلق یمین ہونا اوسکے انعقاد مین شرط ہے جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا اور اسیطرح وحق اللہ کہنے سے بھی قسم منعقد نہو گی اسلیے کہ قول مذکور اوسکے حق کی قسم ہے اور خود ذات واجب کی قسم نہین ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ منعقد ہوگی اسلیے کہ عرف مین قول مذکور سے حلف باللہ ہی مفہوم ہوتا ہے اور یہ قول بعید ہے کیونکہ لفظ مذکور کا معانی کثیرہ (جیسے عبادات واجبہ وقرآن مجید وصفت ذات) پر اطلاق کیا جاتا ہے اور انعقاد یمین مین قصد کا متحقق ہونا ترتب احکام (جیسے کفارہ کا لازم ہونا) کے لیے شرط ہے اور اگر کوئی شخص صیغۂ یمین کا بدون قصد تلفظ کرے تو منعقد نہوگی خواہ صیغۂ مذکورہ صریح ہو جیسے واللہ یا کنایہ ہو جیسے والسمیع بلکہ یہ قول یمین لغو (جس قسم مین کوئی مواخذہ نہو) مین داخل ہوگا اور یمین کا مشیت کے ساتھ استثنا کرنا (قسم کے بعد انشاء اللہ کہنا) انعقاد قسم سے مانع ہوتا ہے بشرطیکہ استثنائے مذکور متصل یمین واقع ہو یا مابین یمین واستثنائے مذکور اوسیقدر فاصلہ متحقق ہو جسکے کلام متحد واقع ہونے کی عادت جاری ہے اور اوس سے غرض حالف (قسم کھانیوالا) کا ذکر استثنا کے قبل نا تمام ہونا معلوم ہو پس اس صورت مین مخالفت قسم کا کفارہ واجب نہوگا اسلیے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہوا ہے من حلف علی یمین فقال ان شاء اللہ لم یحنث

جو شخص اپنے یمین پر حلف کرے اور اوسکے بعد انشاء اللہ کہے تو حانث (قسم کی مخالفت کرنیوالا) نہوگا اور اگر مابین یمین و استثنائے مذکور اوسقدر فاصلہ بدون عذر متحقق ہو جسکے کلامِ واحد مین واقع ہونے پر عادت جاری نہو تو انعقاد یمین کا حکم کیا جائیگا اور استثنائے مذکور لغو و باطل ہوگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ صورت نسیان مین قسم کا چالیس روز تک مشیت کے ساتھ استثنا کرنا صحیح ہے اور اس روایت پر عمل متروک ہے اور انتفائے حنث (مخالفت قسم کے مواخذہ کا دور رہونا) مین استثنائے مذکور کا تلفظ کرنا شرط ہے اور محض نیت کافی نہین ہے اسلیے کہ عموم ادلہ سے فقط تلفظ استثناء کا خارج ہونا قدر متیقن ہے پس عدم تلفظ کی صورت داخل عموم رہیگی اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ادخلن الدار ان شاء زید (قسم بخدا کہ مین داخل مکان ہونگا اگر زید نے چاہا) تو قول مذکور مین مشیت زید پر قسم کے معلق ہونیکا حکم کیا جائیگا پس اگر زید اپنی مشیت کا اظہار کریگا تو قسم منعقد ہوگی اسلیے کہ وجود شرط اپنے مشروط کے موجود ہونے کو مقتضی ہے پس صورت ترک مین مخالفت قسم لازم آئیگی اور اگر اپنی مشیت کا اظہار نکریگا تو منعقد نہوگی اسلیے کہ شرط کا مفقود ہونا مشروط کے مفقود ہونے کو مستلزم ہے اور اسیطرح اگر اوسکا حال وفات پانے یا غائب ہونیکی وجہ سے مجہول ہو تب بھی قسم منعقد نہوگی اسلیے کہ اوسکی شرط مفقود ہے اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لادخلن الدار الا ان یشاء زید (قسم بخدا کہ مین داخل مکان ہونگا مگر یہ کہ زید کی مشیت میرے داخل مکان نہونے سے متعلق ہو) تو اوسکی قسم منعقد ہوجائیگی اور اوسکو دخول مکان کے ساتھ مشیت زید کے متعلق ہونے سے قبل اپنی یمین کا حل کرنا (کھولدینا) صحیح ہوگا خواہ بعد ازان اوسکی مشیت متعلق ہو یا نہو اسلیے کہ مقتضائے یمین (دخول مکان) کے بجالانے سے اوسکو حل قسم کا اختیار حاصل ہے اور اگر دخول مکان کے قبل اوسکی مشیت دخل مکان نہونے سے متعلق ہو اور زید کہے قد شئت ان لا تدخل (مین نے تیرے داخل مکان نہونے کو چاہا) تو اوسکی یمین منحل (کشادہ) ہوجائیگی کیونکہ جب کلام مشیت مین استثنا واقع ہوتا ہے تو نفی کو مقتضی ہوتا ہے اور چونکہ صورت مذکورہ مین محلوف علیہ (جسپر قسم کھائی ہے)

ولو عقب یمینہ بالمشیۃ لم یحنث ان اتی بعد ذلک بما یخالف حکم الیمین من غیر عمل حکم الیمین لغا الاستثناء وفیہ روایۃ مہجورۃ ویشترط فی الاستثناء النطق ولا تکفی النیۃ ولو قال لادخلن الدار ان شاء زید فقد علق الیمین علی مشیتہ فان قال شئت انعقدت الیمین وان قال لم اشاء لم تنعقد وکذا لو جہل حالہ اما بموت او غیبۃ لم تنعقد الیمین لفوات الشرط ولو قال لادخلن الدار الا ان یشاء زید فقد عقد الیمین وجعل

استثناء خلاف ان

اثبات دخول تھا تو معنی استثنا عدم دخول قرار پائیگا اور جبکہ عدم دخول سے زید کی مشیت متعلق ہوگی تو اوسکی قسم حل ہو جائیگی اور جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا ادخلت الدار الا ان یشاء زید (قسم بخدا کہ مین داخل مکان نہونگا مگر یہ کہ زید کی مشیت میرے داخل مکان ہونے سے متعلق ہو) اور زید کہے قد شئت ان تدخل (مین نے تیرا داخل مکان ہونا چاہا) تو حکم قسم ساقط ہو جائیگا کیونکہ جب کلام منفی مین استثنا واقع ہوتا ہے تو اثبات کو مقتضی ہوتا ہے اور مشیت حقتعالی کا استثنا قسم کے علاوہ اور کسی عقد یا ایقاع (جیسے طلاق اور عتاق وغیرہ) مین بطلان حکم کا سبب نہین ہوتا پس اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے انت طالق انشاء اللہ تعالی یا اپنے مملوک سے انت حر انشاء اللہ تعالی کہے تو طلاق و عتق واقع ہوگا اور استثنائے مذکور پر کوئی حکم مترتب نہوگا اور آیا اقرار مین بھی استثنائے مذکور پر کوئی حکم مترتب ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے اور اوسپر کسی حکم کا مترتب نہونا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے پس اگر کوئی شخص کہے لہ علی عشرۃ انشاء اللہ تعالی تو قول مذکور سے دس درہمون کا اقرار سمجھا جائیگا اور استثنائے مذکور باطل ہوگا اسلیے کہ وہ تعقیب الاقرار بما ینافیہ (اقرار کے بعد ایسے امر کا واقع کرنا جو اوسکے منافی ہو) کے قبیل سے ہے جسکا مقبول نہونا قبل ازین مذکور ہو چکا ہے اور جن کلمات کے ساتھ کہ قسم کھائی جاتی ہے وہ تین حرف ہین اول باء ہے جو اسمائے ظاہرہ (خواہ لفظ جلالہ ہو جیسے باللہ یا نہو جیسے برب الکعبہ اور بالرحمن اور خواہ اسم صاحب تعالی ہو جیسا کہ مذکور ہوا یا اور کوئی اسم ہو جیسے بالنجم والعصر الی غیر ذلک) اور اسمائے مضمرہ (جیسے بہ یا بک لافعلن کذا) دونون پر داخل ہوتا ہے اور بعض علمائے نے فرمایا ہے کہ حروف قسم مین یہی حرف اصل ہے دوم واؤ ہے جو فقط اسمائے ظاہرہ (خواہ لفظ جلالہ ہو جیسے واللہ یا نہو جیسے والرحمن اور ورب الکعبہ اور خواہ منجملہ اسمائے باری تعالی ہو جیسا کہ مذکور ہوا یا اور کوئی اسم ہو جیسے والعصر الی غیر ذلک) پر داخل ہوتا ہے اور اسم مضمر پر داخل نہین ہوتا سوم تاء ہے جو اسم مضمر پر مطلقاً داخل نہین ہوتا اور اسمائے ظاہرہ مین سے فقط لفظ جلالہ اللہ

صفحات ۱۴۳

۵ کوفیین کے نزدیک لفظ ایمن جمع یمین ہے اور بصریین کے نزدیک لفظ مفرد ہے اور یمن سے مشتق ہے اور اسکے ساتھ قسم کے منعقد ہونے میں مصنف علیہ الرحمہ نے اسلیے تردد فرمایا ہے کہ وہ قول اول کی بنا پر جمع یمین ہے پس قسم بخدا سے منعقد ہوگی اور قول دوم کی بنا پر بخدا و صفات الہیہ ایک وصف قرار پائیگا

[illegible]

داخل ہوتا ہی جیسے تاللہ تفتؤا تذکر یوسف یا تاللہ لاکیدن اصنامکم اور لفظ جلالہ کے علاوہ کسی
اسم پر داخل نہین ہوتا اور ترب الکعبہ یا تالرحمن داخل ہوا ہی جسپر قیاس کرنا صحیح نہین ہی پس جبکہ کوئی شخص باللہ یا
واللہ یا تاللہ لافعلن کذا کہیگا تو اوسکی قسم منعقد ہوجائیگی اور اسی طرح اگر کوئی شخص ارادہ قسم کے ساتھ
حرف قسم کا تلفظ نکرے (جیسے اللہ لافعلن کذا) بلکہ حرف قسم کو محذوف اور لفظ اللہ کو مجرور یا منصوب کرے
تب بھی اوسکی قسم منعقد ہوجائیگی اسلیے کہ لغت عرب سے کیفیت مذکورہ کے ساتھ حلف کرنیکی تجویز ثابت ہی
اور کلام حضرت رسالتمآب ﷺ مین بھی وارد ہوا ہی وکان اللہ ما اردت الا واحدۃ اور اسمین تردد ہی
اسلیے کہ کیفیت مذکورہ کے ساتھ حلف کرنے پر عادت جاری نہین ہوئی بلکہ اوسکو خاص لوگون کے سوا کوئی جانتا بھی
نہین ہی اور اصل برأت ذمہ اور عدم تعلق احکام ہی لیکن باینہمہ قول مذکور سے یمین کا منعقد ہوجانا
اشبہ ہی اسلیے کہ استعمال مذکور صحیح ہی اور عموم ادلہ اوسکو شامل ہی اور اگر کوئی شخص لاھا اللہ فعلت
کہے تو داخل قسم ہوگا اسلیے کہ لغت مین عنوان مذکور کے ساتھ حلف کرنا صحیح و شائع ہی جسکی تقدیر
لا واللہ فعلت ہی اور لفظ ھا کلمہ تنبیہ ہی جو حرف قسم کے محذوف ہونے کی صورت مین اوسکے مقام پر
داخل کیا جاتا ہی اور آیا ایمن اللہ کہنے سے قسم منعقد ہوتی ہی یا نہین اسمین تردد ہی اسلیے کہ لفظ مذکور کے
جمع یمین ہونیکا احتمال ہی جیسا کہ کوفیین نے اختیار کیا ہی لہذا اوسی کی قسم ہوگی اور اسم حق تعالے کے ساتھ
نہوگی اور قبل ازین مذکور ہوچکا ہی کہ حلف باللہ کے سوا قسم منعقد نہین ہوتی اور شاید کہ قسم کا منعقد ہونا
اشبہ ہو اسلیے کہ وہ عرف مین قسم کے لیے موضوع ہی اور اسی طرح ایم اللہ اور من اللہ اور م اللہ مین بھی کلام ہی
اور انعقاد قسم اشبہ ہی اسلیے کہ الفاظ مذکورہ کے ساتھ قسم کھانا متعارف و شائع ہی **دوسرا امر حالف**
(قسم کھانیوالا) کے بیان مین اور اوسکا بالغ اور کامل العقل اور صاحب اختیار اور صاحب ارادہ ہونا انعقاد قسم مین شرط ہی
پس طفل صغیر (تمیز ہو یا نہو اور دہ سالہ ہو یا نہو) کی قسم منعقد نہوگی اور اسیطرح مجنون و مکرہ اور سکران کی قسم بھی منعقد نہین ہوتی
اسلیے کہ ان لوگون کے قصد کا کوئی اعتبار نہین ہی اور اسیطرح اوس شخص کی قسم بھی منعقد نہین ہوتی جسکا قصد
یعنی وہ جسکی عقل بوجہ نشہ کے زائل ہوگئی ہو

وکذا لو خفض ونوی القسم محذوف النطق بحرف القسم علی الاشبہ لانعقاد ولو قال لاھا اللہ کان یمینا وفی ایمن اللہ تردد من حیث ھو جمع یمین ولعل الانعقاد اشبہ لانہ موضوع للقسم بالعرف وکذا لو قال ایم اللہ ومن اللہ وم اللہ

الثانی فی الحالف ویعتبر فیہ البلوغ وکمال العقل والاختیار والقصد فلا تنعقد یمین الصغیر ولا المجنون

اوسکے غیظ وغضب کیوجہ سے مرتفع ہوجائے اور اپنے نفس کا مالک نہ رہے اور اگر کوئی شخص باوجود غیظ وغضب کے اپنے نفس کا مالک رہے تو اوسکی قسم منعقد ہوگی اور انعقاد یمین مین قصد یمین کا متحقق ہونا ضرور ہے بایں معنی کہ صیغۂ یمین کے تلفظ کا قصد کرنا اور اوسکو بارادۂ قسم واقع کرنا اوسکے انعقاد مین شرط ہے بنابراعلیہ انعقاد کےلیے دو ارادون کی حاجت ہے اور تنہا صیغۂ یمین کا قصد و ارادہ سے واقع کرنا وجوب کفارہ اور دیگر احکام کے ترتب مین کافی نہین ہے تاوقتیکہ اوسکے علاوہ یمین کا قصد بھی حاصل نہو اور جسطرح کہ مسلم کی قسم صحیح ہے اسیطرح کافر کی قسم بھی صحیح ہوگی اسلیے کہ عموم ادلہ اوسکو شامل ہے اور مسلم کیطرح کفار بھی احکام فرعیہ کے ساتھ مخاطب ہین بناءًعلیہ اونسے مخالفت قسم کا گناہ بھی متعلق ہوگا جسطرح کہ سائر احکام کی مخالفت کا عذاب اونسے متعلق ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہے کہ کافر کی قسم صحیح نہوگی اسلیے کہ کافر کو معرفت خدا حاصل نہین ہوتی جو اوسکی قسم کے معتبر نہونے کو مقتضی ہے اور جبکہ قسم کافر کی صحت کے قائل ہون تو آیا درصورت مخالفت اوس سے کفارہ کا دینا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے جسکا منشاء یہ ہے کہ کفارہ مین نیت قربت شرط ہے جو حق کافر مین غیر متصور ہے اور قسم مولود کے منعقد ہونے مین اوسکے والد کی اجازت شرط ہے پس اگر کوئی مولود بدون اپنے باپ کی اجازت کے قسم کھائیگا تو منعقد نہوگی اور اسیطرح عورت کی قسم بدون اوسکے شوہر کی اجازت کے منعقد نہین ہوتی اور اسیطرح مملوک کی قسم بدون اوسکے مالک کی اجازت کے منعقد نہین ہوتی ہان اگر ان تینون (ولد۔ عورت۔ مملوک) مین سے کوئی شخص کسی فعل واجب کے بجالانے یا کسی فعل قبیح کے ترک کرنے کی قسم کھائے تو بدون اجازت بھی منعقد ہوجائیگی اور اگر اشخاص ثلثہ مین سے کوئی شخص فعل واجب یا ترک قبیح کے علاوہ کسی اور فعل کے بجالانے یا ترک کرنے پر قسم کھائے تو باپ اور شوہر اور مالک کو اونکی قسم کے فسخ کردینے کا اختیار حاصل ہوگا اور کفارہ بھی لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص قسم کے صیغۂ صریحہ کے ساتھ حلف کرے اور بعد ازان مدعی ہو کہ مین نے قسم کا ارادہ نہین کیا تو ظاہرًا اوسکا قول مقبول ہوگا اور باطنًا اوسکی نیت پر چھوڑ دیا جائیگا اسلیے کہ سرائر و بواطن پر علام الغیوب کے سوا

ولا الغضبان الا ان يملك نفسه ويعقد اليمين بالقصد و[لا] تصح اليمين من الكافر كما تصح من المسلم وقال في الخلاف لا تصح وفي صحة التكفير منه تردد منشأه الالتفات الى اعتبار نية القربة ولا تنعقد من الولد مع والده الا مع اذنه وكذا يمين المرأة والمملوك الا ان يكون اليمين في فعل واجب او ترك قبيح ولو حلف احد الثلاثة في غير ذلك كان للاب والزوج والمالك حل اليمين ولا كفارة ولو حلف بالصريح وقال لم ارد اليمين قبل منه ودين بنيته

اسلام کا شروع ہوتا ہے ... ول بحث ہے اور رہیں ... سو ۱۲ مخض بعض شروح ... مخفی نہ رہے کہ مصنف ...

اگرچہ باب ... کو اوسکے مل فسخ وکشادہ کرنا کا اعتبار رہوتا ہے اور

شہرت کیثرت ہی ... شافاً علامہ اگر اشخاص ... کوئی مختص قسم کہا ...

متعلقہ صفحہ ۱۷۴

فقہاء دین ... بعض ... ہوتی ہے جو خالق عالم کا منکر ہو اور اگر کوئی کا صانع عالم کا منکر ہو اور باقی ضروریات دین کا ... ہو تو اوس میں جاری نہیں ہوتی ... تفصیل کی ہے اور فرمایا ہے کہ جب کا صانع عالم ... اوسکی قسم صحیح ہوگی اور جو اوسکے علاوہ ضروری دین کا انکار کریگا اوسکی قسم صحیح ... سید سند بھی اسیکی طرف مائل ... اور کاف ... مطلقاً ...

... نے اختیار فرمایا ... قسم کے صحیح ہونے ... میں اور جمہور متاخرین نے اختیار فرمایا ... اونکا قول بعض کیطرف رجوع ... کی قسم کا صحیح ہونا ... فارغ نہیں ہے ... [illegible]

والیمین علی من انکر کافر کو بھی شامل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت انکار میں کافر بھی قسم ...

... بمقابل ... اور اگر ... [illegible]

صحیح کہنا انشائے قسم کی صحت کو بطریق اولیٰ مستلزم ہے کیونکہ قسم اول کیمیا وحرمۃ اموال وفروج وغیرہ سے متعلق ہوتی ہے بخلاف ثانی کے کہ بیان پر اوسکے متعلق کا راجح یا مباح ہونا شرط ہے علاوہ بریں اخبار کثیرہ سے کفارہ کی قسم کا صحیح ہونا مستفاد ہوتا ہے چنانچہ جراح مدائنی نے حضرت امام جعفر صادق سے نقل کیا ہے لا تحلف بغیر الله وقال الیهودی والنصرانی لا تحلفوهم الا بالله اور صحیح حلبی میں بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے سئلت ابا عبد الله عن اهل الملل یستحلفون فقال لا تحلفوهم الا بالله عز وجل اور روایت سماعہ میں بھی حضرت ہی سے مروی ہے هل یصلح لاحد ان یحلف احدا من الیهود والنصاری والمجوس بالهتهم قال لا یصلح لاحد ان یحلف احدا الا بالله عز وجل الی غیر ذلک اور مجموع ادلہ سے قسم کفارہ کا مسلم کیطرح صحیح ہونا مستفاد ہوتا ہے اور کوئی مخصص نہیں ہے بلکہ تکالیف شرعیہ کا مسلم وکافر دونوں سے متعلق ہونا معلوم ہے اور حکم قسم کا مخصوص مسلمین ہونا معلوم نہیں ہوا پس ...

ہو جائیگی اور اوسکی مخالفت میں کفارہ بھی لازم ہوگا اور اسیکو صاحب جواہر نے بھی

کی قسم بدرجہ اولیٰ صحیح نہیں ہوتی اور اسیکو علامہ وشہید ثانی وغیرہ نے بھی اختیار

لا یمین فی قطیعہ رحم ... وغیرہ بھی منقول ہے اور چونکہ اونکا اہمیت قسم ...

کے سبب اسیقدر پر اکتفا کی جاتی ہے

ہے اور اس بحث کی تفصیل کتب مبسوطہ میں

اول کلام اور اوسکا ... ایمان ... صحیح ہونا ... فی المطلوب

... ایمان ... اسلئے وجوب ... ایمان صحیحہ سے مخصوص ہے اور ایمان ...

الثالث فی متعلق الیمین وفیه مطالب

الاول لا تنعقد الیمین علی الماضی

کسی شخص کو اطلاع نہین ہوسکتی تیسرا امر متعلق یمین کے بیان مین اور اوسمین کئی مطلب ہین پہلا مطلب
کسی امر گذشتہ پر حلف کرنے سے قسم منعقد نہین ہوتی خواہ کسی امر کی نفی پر حلف کیا جائے یا اثبات پر اور
اسکو یمین غموس بھی کہتے ہین اور اوسکی مخالفت سے کفارہ واجب نہین ہوتا اگرچہ اوسمین از راہ عمد گناہ کا
ارتکاب کیا جائے البتہ کسی امر آئندہ پر حلف کرنے سے قسم منعقد ہوتی ہی بشرطیکہ جس امر پر حلف کیا ہو یا
واجب ہو جیسے نماز فریضہ کا بجالانا یا روزۂ واجب کا رکھنا یا مندوب ہو جیسے نماز نافلہ یا اوسکے
روزہ کا بجالانا یا ترک قبیح (فعل حرام کا چھوڑ دینا) ہو جیسے زنا و سرقہ وغیرہ یا ترک مکروہ ہو جیسے درخت میوہ دار
کے نیچے پیشاب کرنا یا ترک مباح ہو خواہ اوسکا فعل و ترک مساوی ہو یا اوسکے ترک کو فعل پر بحسب دنیا رجحان
(مرجح) حاصل ہو اور جبکہ بشرائط معتبرہ کسی شخص کی قسم منعقد ہو جائے تو بصورت مخالفت گنہگار ہوگا
اور اوسپر کفارہ لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اوس مباح کے ترک پر حلف کرے جسکے فعل کو بحسب دین یا دنیا
رجحان حاصل ہو تو اوسکی قسم منعقد نہوگی اور اوسکی مخالفت مین کفارہ لازم نہوگا جیسے شوہر کا اپنی زوجہ کے لیے
ترک عقد یا ترک تسری (کنیز کا حرم بنانا) پر یا عورت کا ترک عقد پر حلف کرنا اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے
شوہر کے ساتھ خارج نہونے پر حلف کرے اور بعد ازان خارج ہونے کیطرف اوسکو احتیاج ہو تو اوسکی
قسم بھی منعقد نہوگی اور مخالفت مین کفارہ لازم نہوگا و فعل غیر پر حلف کرنے سے قسم منعقد نہین ہوتی
مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے باللہ لتفعلنّ (قسم بخدا کہ تو فلان کام کریگا) تو مقسم علیہ
(جسے قسم دیگئی ہی) اور مقسم (قسم دینے والا) مین سے کسیکے حق مین بھی قسم منعقد نہوگی اور اس قسم کو
یمین مناشدہ کہتے ہین اور اسیطرح کسی امر محال پر بھی قسم منعقد نہین ہوتی جیسے واللہ لاصعدنّ السماء
(قسم بخدا کہ مین آسمان پر صعود کرونگا) بلکہ ایسی قسم لغو و باطل ہوگی البتہ امر ممکن الوقوع پر منعقد ہوتی ہی اور اگر
کوئی شخص کسی امر راجح پر حلف کرے بعد ازان اوسکے بجالانے سے عاجز ہو جائے تو اوسکی قسم منحل (کشادہ)
ہو جائیگی مثلاً کوئی شخص کہے واللہ لاحجنّ فی ھذہ السنۃ (قسم بخدا کہ مین اسی سال مین حج کرونگا) اور بعد ازان

اوسکو حج کے بجالانے پر قدرت نہے تو اوس سے حکم قسم برطرف ہوجا ئیگا **دوسرا مطلب**

اوس قسم کے بیان مین جو ماکل (کھانے کی چیزین) و مشارب (پینے کی چیزین) سے متعلق ہوتی ہو اور آسمین کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی خاص گوسفند کے شیر یا گوشت کے نہ پینے یا نہ کھانے پر حلف کرے تو اوسپر وفا کرنا لازم اور درصورت مخالفت کفارہ واجب ہوگا بشرطیکہ اوسکے ترک فعل مین تساوی ہو یا جانب قسم کو رجحان حاصل ہو اور اگر وقت حلف اوسکی طرف احتیاج رکھتا ہو تو قسم منعقد نہوگی و اسیطرح اگر بعد حلف اوسکی طرف احتیاج حادث ہو تو حکم قسم برطرف ہوجائیگا اور گوسپند مذکور کی حرمت اوسکی اولاد مین ساری نہوگی اسلیے کہ الفاظ قسم اوسکو شامل نہین ہین اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اوسکی اولاد مین بھی ساری ہوگی اور اس قول کا مستند روایت عیسی بن عطیہ ہو جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہو قلت لابی جعفر علیہ السلام انّی آلیت ان لا اشرب من لبن عنزی ولا اکل من لحمها فبعتها وعندی من اولادها فقال لا تشرب من لبنها ولا تاکل من لحمها فانها منها اور اس روایت کی سند بغایت ضعیف ہو اسیوجہ سے علمائے متاخرین نے اوسپر عمل نہین کیا پس اوسکا طرح کرنا یا تاویل کرنا معین ہوا **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اوس طعام کے نہ کھانے پر حلف کرے جسکو زید نے خرید کیا ہو تو اوس طعام کے کھالینے مین حلف مذکور کی مخالفت لازم نہ آئیگی جسکو کہ زید و عمرو دونون نے بشرکت خرید کیا ہو اسلیے کہ اس صورت مین طعام کو فقط زید نے خرید نہین کیا بلکہ ہر جزو کے خرید کرنے مین عمرو بھی شریک رہا ہو اور اگر وہ دونون طعام مذکور کو باہم تقسیم کرلین تب بھی یہی حکم ہوگا اسلیے کہ بعد تقسیم بھی ہر حصہ پر اون دونون کا خرید کرنا صادق آتا ہو اور حصہ زید پر تقسیم ہونے کے بعد یہ صادق نہین آتا کہ اوسکو فقط زید نے خرید کیا ہو اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ تقسیم مذکور مین ہر ایک کے خرید کیئے ہوئے طعام کا دوسرے کے خرید کیئے ہوئے طعام سے تمیز دینا مقصود ہو پس اون دونون مین سے ہر ایک کو طعام مذکور کا جو حصہ حاصل ہوا ہو اوسپر عرفاً اوسکے خرید کیے ہوئے طعام کا اطلاق ہوتا ہو اور اگر زید و عمرو مین سے ہر ایک شخص ایک طعام کو تنہا خرید کرے بعد ازان

۱۲۱۲۳ب ۱۹۹۲

اوسکو باہم مخلوط کردین تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اگر اوسمین سے زائد از نصف کو کھائیگا تو حانث (قسم کی مخالفت کرنیوالا) ہوجائیگا اور یہ قول خوب ہو اسلیے کہ جبتک نصف طعام کو نکھائیگا اوسوقت تک محلوف علیہ (جسکی ترک پر قسم کھائی ہو) کے ارتکاب کا علم حاصل نہوگا اور اگر کوئی شخص خرمائے معین کے نکھانے پر حلف کرے بعد ازان وہ خرما اور خرمون مین اسطرح مخلوط ہوجائے کہ تمیز باقی نرہے تو وہ اوسوقت تک حانث نہوگا جبتک کہ جملہ خرمون کو نہ کھائے یا بالخصوص اوسی خرمہ کے کھانیکا یقین حاصل نہو جسکے ترک پر حلف کیا تھا اسلیے کہ ان دونون صورتون کے علاوہ کسی صورت مین ارتکاب محلوف علیہ کا علم نہین ہوسکتا اور اصل عدم ہو اور اگر اون خرمون مین سے بعض خرمے تلف ہوجائین تو باقی خرمون کے کھانے سے قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی بشرطیکہ باقی خرمون مین خرمائے محلوف علیہ کے موجود ہونیکا علم نہو تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص حلف کرے کہ مین اس طعام کو کل کے روز کھاؤنگا بعد ازان طعام مذکور کو اوسی روز کھالیوے تو حانث ہوگا اسلیے کہ قسم کی مخالفت متحقق ہو اور اوسپر بالفعل کفّارہ واجب ہوگا اور اوسکے وجوب مین دوسرے روز کا انتظار کرنا شرط نہوگا اور اگر دوسرے روز کے قبل یا اوسکے اثنا مین خود حالف کی جہت سے وہ طعام تلف ہوجائے تب بھی قسم کی مخالفت متحقق ہوگی اور کفارہ لازم ہوگا اور اگر وہ طعام اوسکے علاوہ اور کسیوجہ سے تلف ہوجائے تو کفارہ لازم نہوگا چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص کہے واللہ لا شربت من ماء الفرات (بخدا مین آب فرات سے نپیونگا) تو آب فرات کے پینے سے قسم کی مخالفت لازم آئیگی خواہ فرات پر دہن رکھکر اوسمین سے پانی پیے یا چلو مین لیکر یا کسی ظرف مین بھر کر پیئے اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ فقط دہن رکھکر پینے کی صورت مین مخالفت لازم آئیگی لکن قول اوّل پر عرف شاہد ہو بلکہ لغت سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہو اسلیے کہ لفظ من ماء الفرات مین کلمۂ من ابتدا کے لیے ہو جس سے فرات کا مبدء شرب ہونا مفہوم ہوتا ہو خواہ بواسطہ ہو یا بدون واسطہ بلکہ آیۂ شریفہ ان اللہ مبتلیکم بنہر فمن شرب منہ فلیس منی الا من اغترف غرفۃ بیدہ سے بھی اسکی تائید ہوتی ہو اسلیے کہ استثنا کا استثنائے متصل مین استعمال کرنا حقیقت ہو

پس اوسی پر محمول ہوگا بناءً علیہ پانی کا چلو مین لیکر پینا بھی نہر سے پینے مین حقیقۃً داخل ہوگا اور اوسکا استثنائے منقطع پر محمول کرنا ارتکاب مجاز کو مستلزم ہو پانچوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت رؤسًا (قسم خدا کہ مین سرون کو نکھاونگا) تو لفظ رؤس کا اطلاق اون سرون کیطرف متصرف ہوگا جسکے تنہا کھانے پر غالبًا عادت جاری ہو جیسے سرِ گاؤ (گائے کی سری) یا سرِ گوسپند (بکری یا بھیڑی کی سری) یا سرِ شتر (اونٹ کی سری) اور پرندون اور مچھلیون اور ٹڈیون کے سرون مین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ لفظ رؤس لغت کے اعتبار سے جملہ رؤس مین حقیقت ہو اور شاید کہ رؤس مذکورہ کیطرف اوسکے منصرف ہونیکا منشاء اختلاف عادت ہو جو باختلاف زمان و مکان مختلف ہوتی ہو اور اوسکا منشاء حقیقت عرفیہ نہین ہو تا اینکہ حقیقت لغویہ پر مقدم کیجائے اوسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت لحمًا (قسم خدا کہ مین گوشت کو نکھاونگا) تو اس قول مین بھی وہی کلام جاری ہوگا جو قول سابق مین جاری تھا لکن بنا بر ہر ایک گوشت کے کھانے کا مخالفتِ قسم کو مستلزم ہونا قوت رکھتا ہو اسلیے کہ لفظ گوشت کا ہر گوشت کو شامل ہونا باعتبار عرف و لغت واضح ہو بناءً علیہ مچھلی اور ٹڈی وغیرہ کا گوشت بھی محلوف علیہ مین داخل ہوگا اور اوسکے کھانے سے قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت شحمًا (قسم خدا کہ مین چربی کو نکھاونگا) تو شحم ظہر (وہ سفید چربی جو پشت کے گوشت سے لاحق ہو اور اوسکی سرخ چربی کے ساتھ مخلوط نہین ہوتی) کے کھانے مین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور اگر قائل ہون کہ باعتبار عادت کے اوسمین قسم کی مخالفت لازم آئیگی تو خوب ہو اسلیے کہ اسم شحم اوسپر صادق آتا ہو اگرچہ اوسکے گوشت لاصق پر صادق نہین آتا اور اگر کوئی شخص کہے لا ذقت شیئًا فلانیًا (قسم خدا کہ مین فلان شی کو نہ چکھونگا) بعد اوس شی محلوف علیہ کو چبا کر تھوک دیوے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور یہ قول خوب ہو اسلیے کہ چبانے سے اوسکے ذوق (چکھنا) کا تحقق ہو جاتا ہو چھٹا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت سمنًا (قسم خدا کہ مین روغن کو نکھاونگا) بعد اوس اوسکو روٹی کے ساتھ

کھالیوے توحانث (قسم کی مخالفت کرنیوالا) ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین او سکے کھانیکا تحقق ہوجاتا ہو اور
اسیطرح اگر اوسکو طعام پر گداختہ کرے اور اوسکو میتا زباقی رہے تب بھی قسم کی مخالفت لازم آئیگی اسلیے کہ اوسپہ کھانا
صادق آتا ہو ہان اگر بدون طعام اوسکو گداختہ کرکے پیجانے تو مخالفت قسم کی لازم نہ آنیکا احتمال قوی ہو اسلیے کہ
اوسکے پینے پر کھانا صادق نہین آتا لکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت لبنًا (قسم بخدا کہ مین دودھ کو کھاؤنگا)
بعدازان اوسکے پنیر یا روغن یا مسکہ کو کھالیوے تو حانث نہوگا اسلیے کہ اشیائے مذکورہ پر لبن صادق
نہین آتا **ساتوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت من ھذہ الحنطۃ (قسم بخدا کہ مین اس
گیہون مین سے نکھاؤنگا) بعدازان طعام مذکور کا آٹا پسوا کر یا ستو بنوا کر استعمال کرے تو حانث نہوگا
اسلیے کہ محلوف علیہ کا وہ اسم باقی نہین رہتا جو عنوان قسم تھا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت دقیقًا
(قسم بخدا کہ مین آٹے کو نکھاؤنگا) بعدازان اوسکی روٹی پکوا کر کھالیوے تب بھی قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی
اسلیے کہ روٹی پر آٹا صادق نہین آتا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت لحمًا (قسم بخدا کہ مین گوشت
کو نہ کھاؤنگا) اور الیہ گوسپند کو تناول کرے تو حانث نہوگا اسلیے کہ وہ مصداق لحم سے باعتبار عرف
خارج ہو اور آیا قلب وجگر کے کھانے مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی یا نہین اسمین تردد ہو اسلیے کہ ان دونون پر
گوشت صادق آتا ہو اور اطلاق لحم اونکے علاوہ باقی لحوم کیطرف منصرف ہوتا ہو **آٹھوان مسئلہ**
اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلتُ بسرًا (قسم بخدا کہ مین خرمائے خام وغیر پختہ کو نکھاؤنگا) بعدازان خرمائے
منصف (جسکا نصف پختہ ہوجائے اور نصف خام رہے) کو کھالیوے تو حانث ہوگا اسلیے کہ خرمائے مذکور
کے نصف پر بسر صادق آتا ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت رطبًا (قسم بخدا کہ مین خرمائے پختہ
وغیر خام کو نہ کھاؤنگا) بعدازان خرمائے منصف کو کھالیوے تب بھی حانث ہوگا اسلیے کہ خرمائے مذکور
کے نصف پر رطب صادق آتا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ دونون صورتون مین خرمائے منصف کے
کھانے سے قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ خرمائے رطب وبسر مین سے کوئی خرما اوسپر حقیقۃً صادق نہین آتا

حنث وكذا لو اذابه على الطعام وبقي مميزا الا ولو حلف لا ياكل لبنا فاكل جبنا او سمنا او زبدا لم يحنث السابع حلف لا ياكل من هذه الحنطة فطحنها دقيقا او سويقا او خبزا لم يحنث وكذا لو حلف لا ياكل الدقيق فخبزه واكله وكذا لو حلف لا ياكل لحما فاكل الية لم يحنث وهل يحنث باكل الكبد والقلب فيه تردد الثامن لو حلف لا ياكل بسرا فاكل منصفا او لا ياكل رطبا فاكل منصفا حنث وفيه قول آخر

کیونکہ باعتبار عرف کے رطب سے وہی خرما متبادر ہوتا ہی جسکا مجموع پختہ ہوا ورلبسر سے وہ خرما متبادر ہوتا ہی جسکا مجموع خام ہوا ور یہ قول ضعیف ہی اور تبادر مذکور مسلم نہین ہی **نوان مسئلہ** اسم فاکہہ ہراوس میوہ پر واقع ہوتا ہی جو طعام کے قبل یا بعد عادۃً کہایا جاتا ہی جیسے انار اور انگور اور رطب وغیرہ (جیسے ناشپاتی) پس اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت فاکھۃً (قسم بخدا کہ مین میوہ کو نکھاؤنگا) بعد ازان میوہ ہای مذکورہ مین سے کسی میوہ کو کھالیوے تو حانث ہوگا اور آیا بطیخ (خربزہ) بھی داخل فاکہہ ہی یا نہین اسمین تردد ہی اور لفظ ادام (سالن وغیرہ) ہراوس شی پر صادق آتا ہی جو عادۃً روٹی کے ساتھ کھایا جاتا ہی اگرچہ نمک ہو خواہ مائع (رقیق) ہو جیسے شیرہ خرما وغیرہ یا غیر مائع ہو جیسے گوشت **دسوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا شربت ماء ھذا الکوز (قسم بخدا کہ مین اس کوزہ کے پانی کو نہ پیونگا) تو اوسوقت تک حانث نہوگا جبتک کہ اوسکے کل پانی کو نہ پیے اور اسیطرح اگر کوئی شخص واللہ لا شربت ماء ہ (قسم بخدا کہ مین اوسکے پانی کو نہ پیونگا) کہے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا شربت ماء ھذا النہر (قسم بخدا کہ مین اس کنوئین کا پانی نہ پیونگا) تو بعض آب کے پینے مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی اسلیے کہ اس صورت مین لفظ ماء نہر البئر کا کل آب کے ارادہ کرنے کیطرف منصرف کرنا ممکن نہین ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ بعض آب کے پینے کیوجہ سے قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور یہ قول خوب ہی اسلیے کہ کل آب کے ارادہ کا ممکن نہونا بعض آب کے ارادہ کو مقتضی نہین ہی کیونکہ اسمین ظاہر لفظ کی مخالفت لازم آتی ہی غایۃ الامر یہ ہی کہ حلف مذکور از قبیل واللہ لاصعدت السماء (قسم بخدا کہ مین آسمان پر چڑھ جاؤنگا ۱۲) ہوگا جو قسم کے عدم انعقاد کو مستلزم ہی **گیارھوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت ھذین الطعامین (قسم بخدا کہ مین ان دونون طعامون کو نہ کھاؤنگا) تو ایک طعام کے کھانے مین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی جسکی وجہ واضح ہی اسلیے کہ احد الطعامین پر مجموع طعامین صادق نہین آتا جو بحکم عرف متعلق قسم تھا اور اصالۃ عدم برات ذمہ کو مقتضی ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت ھذا الخبز وھذا السماد (قسم بخدا کہ مین اس روٹی کو اور اس مچھلی کو نکھاؤنگا) تب بھی اوسوقت تک قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی جبتک

اون دونون (روٹی اور مچھلی) کو نکھائے اسلیے کہ واو عاطفہ جمع کیواسطے آتی ہے جو الف تثنیہ کا حکم رکھتی ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے واللہ لا کلمت زیداً وعمراً (قسم بخدا کہ مین زید اور عمرو سے کلام نکرونگا) بعدازان اون دونون مین سے ایک شخص کے ساتھ کلام کرے تو حانث ہوگا اسلیے کہ واو عاطفہ فعل کے قائم مقام ہے پس گویا کہ قائل نے صورت مذکورہ مین لا کلمت زیداً ولا کلمت عمرواً کے ساتھ تلفظ کیا ہے لیکن قول اول صحیح تر ہے **بارھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا اکل خلاً (قسم بخدا کہ مین سرکہ نکھاؤنگا) بعدازان اوسکو ادام خبز قرار دے (یعنی اوسکو روٹی کے ساتھ کھالے) تو حانث ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین کھانا صادق ہے جسطرح کہ اوسکے تنہا کھانے پر صادق آتا ہے ہان اگر سرکہ کو کسی طعام پختہ مین اسطرح شریک کردے کہ اوسکا اسم زائل ہوجائے تو حانث نہوگا خواہ اوسکے اوصاف (ترشی وغیرہ) باقی رہین یا نرہین اسلیے کہ اس صورت مین اوسپر سرکہ کا کھانا صادق نہین آتا **تیرھوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے واللہ لا شربت لک ماءً من عطش (قسم بخدا کہ مین وقت تشنگی تیرا پانی نہ پیونگا) تو قول مذکور سے تحریم آب کا مراد لینا حقیقت ہے اور آیا قول مذکور سے تحریم طعام بھی مراد ہوگی یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہے کہ مراد ہوگی کیونکہ اسپر عرف دلالت کرتی ہے جو لغت پر مقدم ہے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ مراد نہوگی اسلیے کہ وہ لفظ تحریم آب مین حقیقت ہے اور تحریم طعام کے ارادہ کو باعتبار لغت شامل نہین ہے اور انعقاد قسم مین فقط ارادہ کافی نہین ہے **تیسرا مطلب** اون مسائل کے بیان مین جو بیت (حجرہ) اور دار (مکان) سے مختص ہین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی فعل (جیسے خرید وفروخت یا زراعت) کے بجالانے پر حلف کرے تو اوسمین ابتدا کرنے سے حانث (قسم کی مخالفت کرنیوالا) ہوگا اسلیے کہ اوسپر اسم محلوف علیہ صادق آتا ہے اور اوسکی استدامت (استمرار و باقی رکھنا) سے حانث نہوگا اسلیے کہ استدامت پر اسم محلوف علیہ صادق نہین آتا بناءً علیہ اگر کسی شخص نے قبل حلف اپنا مکان بکرایہ دیا ہوا ور بعد حلف اوسکے اجارہ کو فسخ نکرے تو حانث نہوگا البتہ

اگر کوئی فعل کسی مدت کیطرف منسوب ہوتا ہو جیسے سکنۃ مدۃً (مین فلان مکان مین فلان مدت تک ساکن رہا) یا رکبتہ مدۃ (مین فلان چوپایہ پر فلان زمانہ تک سوار ہوا) تو اوسکی استدامت مین بھی اسیطرح حانث ہوگا جسطرح کہ اوسکی ابتدا مین حانث ہوتا ہو پس جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا اجرت ھذہ الدار (قسم بخدا کہ مین اس مکان کو اجارہ پر ندونگا) یا کہے واللہ لا بعت ھذہ الدار (قسم بخدا کہ مین اس مکان کو فروخت نکرونگا) یا کہے واللہ ما وھبت ھذہ الدار (قسم بخدا کہ مین اس مکان کو ہبہ نکرونگا) تو ان جملہ صورتون مین اوسکی قسم ابتدائے فعل سے متعلق ہوگی اور اوسکی استدامت سے متعلق نہوگی اسلیے اوسپر فعل محلوف علیہ صادق نہین آتا لکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا سکنت ھذہ الدار (قسم بخدا کہ مین اس مکان مین سکونت نکرونگا) اور وہ مکان محلوف علیہ مین ساکن ہو یا کہے واللہ ما اسکنت زیدا (قسم بخدا کہ مین فلان مکان مین زید کو ساکن نکرونگا) حالانکہ زید اوسی مکان مین ساکن ہو تو استدامت سکنی (مکان مین رہنا) اور استمرار اسکان (مکان مین رکھنا) سے بھی حانث ہوگا اسلیے کہ اون دونون (سکنی و اسکان) کی استدامت و استمرار پر بھی اسم محلوف علیہ اوسیطرح صادق آتا ہی جسطرح کہ اونکی ابتدا پر صادق آتا ہی پس بعد حلف اوس مکان سے خارج ہونے مین قسم کی موافقت حاصل ہوگی اور اگر سکنی کے علاوہ اور کسی غرض سے (جیسے اسباب کا نقل کرنا) مکان محلوف علیہ کیطرف عود کریگا تو حانث نہوگا اسلیے کہ اوسپر سکنی صادق نہین آتا اور استدامت لبس (پہننا) و رکوب (سوار ہونا) مین بھی یہی بحث جاری ہوگی پس اگر کوئی شخص کسی کپڑے کے نہ پہنے یا کسی چوپایہ پر سوار نہونے کی قسم کھائے تو اوسکی استدامت و ابتدا مین کوئی فرق نہوگا اسلیے کہ وہ دونون (پہننا سوار ہونا) اون افعال مین داخل ہین جو مدت کیطرف منسوب ہوتے ہین جیسے لبستہ شہرا اور رکبتہ شہرا اور رہا فعل تطیب (خوشبو لگانا) کی ابتدا و استدامت کا بھی ایک ہی حکم ہوگا اسمین تردد ہی اسلیے کہ یہ فعل مدت کیطرف منسوب نہین ہوتا اور تطیب شہرا یا سنۃ کہنا (اونے ایک مہینہ یا ایک سال تک خوشبو لگائی) صحیح نہین ہی بلکہ تطیب منذ شہر یا سنۃ (اوسنے ایک مہینہ یا ایک سنہ سے خوشبو لگائی ہو) کہنا صحیح ہی پس اوسکی استدامت پر حکم ابتدا جاری نہونا محتمل ہی اھ

بالاستدامة وكذا لو قال لا دخلت دارا حنث بالابتداء دون الاستدامة الثانية اذا حلف لا دخلت هذه الدار فدخلها او سطحها او غرفة من غرفها حنث ولو نزل اليها من سطحها [illegible] من سطح [illegible] الى المكان [illegible] يحنث ولو حلف لا دخلت بيتا فدخل غرفته [illegible] لم يحنث ويتحقق الدخول [illegible]

چونکہ اوسپر بعد حلف بھی اسم تعلیت صادق آتا ہے اور اسیوجہ سے احرام مین اوسکی استدامت حرام ہے لہذا استدامت پر حکم ابتدا کے جاری ہونیکا احتمال ہے اور شاید کہ اوسکی استدامت سے مخالفت قسم کا لازم نہ آنا اشتبہ ہو اسلیئے کہ (استدامت) صورت مین اوس سے تعلیب کا سلب صحیح ہے اور احرام مین استدامت کے حرام ہونیکا بھی احتمال ہے پس اوسکا قسم پر قیاس کرنا صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ادخلت دارا (قسم بخدا کہ مین داخل مکان نہونگا) تو ابتدائے دخول سے حانث ہوگا اور اوسکی استدامت سے نہوگا اسلیے کہ اوسکی استدامت پر دخول مکان صادق نہین آتا اگرچہ تا دیر اوسمین مقیم رہے بناءً علیہ اگر کوئی شخص قبل حلف کسی مکان مین موجود ہو بعد ازان اوسمین داخل نہونے پر حلف کرے اور بعد حلف اوسمین ٹھہرا رہے تو قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا ادخلت هذه الدار (قسم بخدا کہ مین اس مکان مین داخل نہونگا) بعد ازان اوسمین یا اوسکے کسی حجرہ یا غرفہ (بالاخانہ) مین داخل ہو تو حانث ہوگا اگرچہ حانث سطح سے اوسمین نازل ہو اسلیئے کہ ان جملہ صورتون مین اسم دخول صادق ہے لیکن اگر کسی دوسرے مکان کی دیوار سے مکان محلوف علیہ کی سطح پر نازل ہو تو حانث نہوگا اگرچہ مکان محلوف علیہ کی دیوارون نے اوسکا احاطہ کیا ہوا اسلیے کہ اس صورت مین دخول مکان صادق نہین آتا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ادخل بیتا (قسم بخدا کہ مین داخل حجرہ نہونگا) بعد ازان اوسکے غرفہ مین داخل ہو تو حانث نہوگا اسلیے کہ اسم بیت اوسکو شامل نہین ہے اور دخول مکان اوسوقت صادق آئیگا کہ جب اوسکی طرف مجموع بدن بطرح منتقل ہو کہ اگر اوسکا دروازہ بند کر دیا جائے تو اوسکے پیچھے واقع ہو پس تنہا ہاتھ یا پاؤن کا داخل ہونا مخالفت قسم کا باعث نہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص حضری (شہری) کہے واللہ لا ادخلت بیتا (قسم بخدا کہ مین داخل حجرہ نہونگا) تو اوس حجرہ کے داخل ہونمین قسم کی مخالفت لازم آئیگی جسکو اہل حضر (شہری لوگ) بناتے ہین مٹی اور اینٹ اور پتھر اور لکڑی وغیرہ سے بنایا جاتا ہے اسلیے کہ اونکے محاورات و اطلاقات مین لفظ بیت سے یہی حجرہ متبادر ہوتا ہے اور سوا اس حجرہ کے داخل ہونمین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی جسکو کہ اہل بادیہ (صحرا نشین اور دیہاتی) بناتے ہین یعنی حیوانات کے بال اور

الثالثة اذا حلف لا دخلت بیتا حنث بدخول بیت لحاضرة ولا یحنث بدخول بیت من شعر او ادم +

کھال وغیرہ سے بنایا جاتا ہی اسلیے کہ اونکے محاورات مین لفظ بیت اس حجرہ کو شامل نہین ہوتا البتہ اگر
کوئی بدوی (صحرانشین) یا وہ شخص اپنے دخل بیت نہونے پر حلف کرے جسکو اہل بادیہ کے حجرون مین سکونت
کرنے کی عادت ہو تو دونون حجرون کے دخل ہونے مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی اسلیے کہ اونکے محاورات
و اطلاقات مین لفظ بیت اون دونون کو شامل ہی اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت دار زیدٍ
(قسم بخدا کہ مین مکانِ زید مین داخل نہونگا) یا کہے واللہ لا کلّمت زوجتہ (قسم بخدا کہ مین زید کی زوجہ
سے کلام نکرونگا) یا کہے واللہ لا استخدمت عبدہ (قسم بخدا کہ مین غلام زید سے خدمت نہ لونگا)
توان جملہ صورتون مین فعل محلوف علیہ کی حرمت ملک زید کی تابع ہوگی پس اگر منجملہ اشیائے مذکورہ کوئی شی
ملک زید سے خارج ہو جائے (مثلاً وہ اپنے مکان کو فروخت کردے یا زوجہ کو طلاق دیدے یا غلام کو
آزاد کردے) تو افعال محلوف علیہا (جن امور کے ترک پر حلف کیا ہی) کی حرمت زائل ہو جائیگی لیکن اگر
کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت دار زید ھذہ (قسم بخدا کہ مین زید کے اس مکان مین داخل نہونگا)
تو عین مکان سے حرمت متعلق ہوگی اگرچہ اوسکی ملک سے خارج بھی ہو جائے اسلیے کہ لفظ ھذہ سے مکان محلوف علیہ
کی تعیین ہو جاتی ہی لہذا اوسی کا اعتبار کیا جائیگا اور اضافت زید کا لحاظ ساقط ہوگا اور بعض علما ان دونون صورتون
مین اتحاد حکم کے قائل ہوئے ہین اور یہ قول خوب ہی اسلیے کہ لفظ مذکور مین دو قیدون (اضافت و تعیین) کا
تبادلہ ہوتا ہی اور یہ مجموعہ اوس صورت مین باقی نہین رہتا جبکہ مکان مذکور اوسکی ملک سے خارج ہو جائے کیونکہ فقط
تعیین باقی رہتی ہی اور اضافت زائل ہو جاتی ہی اور انتفائے مجموع مین احد جزء کا باطل ہونا کافی ہی بنا بر علیہ مکان مذکور
سے ملک زید کے زائل ہونے کے بعد دخل ہونیمین صورت سابقہ کیطرح قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی چوتھا مسئلہ
جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت دارًا (قسم بخدا کہ مین کسی مکان مین داخل نہونگا) بعد ازان کسی خالی
زمین مین داخل ہو جسپر قبل ازین کوئی مکان بنا ہوا تھا تو حانث نہوگا اسلیے کہ اوسپر اسم دار (مکان)
صادق نہین آتا لیکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت ھذہ الدار (قسم بخدا کہ مین اس مکان مین داخل نہونگا) بعد ازان

وحنث بہا البدوی ومن ل عادۃ لسکناہ ولو حلف لا دخلت دار زید او لا کلمت زوجتہ او لا استخدمت عبدہ کان الحکم منوطا بالملک فمتی خرج شی من ذلک عن ملکہ زال التحریم اما لو قال لا دخلت دار زید ھذہ تعلق التحریم بالعین ولو زال الملک وفیہ قول آخر بالمساواۃ حسن

الرابعۃ اذا حلف لا دخلت دارا فدخل براحا کان دارا لم یحنث اما لو قال لا دخلت ھذہ الدار فھدمت وصارت براحا قال الشیخ لا یحنث وفیہ اشکال من حیث تعلق الیمین بالعین ولو حلف لا دخلت ھذہ الدار من ھذا الباب +

وہ مکان منہدم ہوجائے اور خالی زمین (مکان) باقی رہجائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسکے داخل ہونے مین بھی قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ بالفعل وہ سپر اسم دار صادق نہین آتا اور اسمین اشکال ہو اسلیے کہ صیغۂ مذکورہ مین اوسکی قسم یمین سے متعلق ہو جسپر لفظ ہذہ دلالت کرتا ہو پس وصف مکانیت کا اعتبار نکیا جائیگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لادخلت ھذہ الدار من ھذہ الباب (قسم بخدا کہ مین اس مکان مین فلان دروازہ سے داخل نہونگا) بعد ازان اوسی دروازہ سے داخل مکان ہو تو قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور اگر اوس دروازہ (بازو اور چوکھٹ وغیرہ) کو اوکھاڑ کر مکان مذکور کے کسی دوسرے منفذ کیطرف منتقل کردے اور دروازہ اول کے منفذ سے داخل مکان ہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ حانث ہوگا اسلیے کہ جس دروازہ کو کہ اوسکی قسم شامل تھی (یعنے پہلے دروازہ کا منفذ) وہ بحالہ باقی ہو اور خشب موضوع (بازو اور چوکھٹ وغیرہ جو منفذ مین نصب کی جاتی ہو) کا کوئی اعتبار نہین ہو اور یہ قول خوب ہو اسلیے کہ اسم باب سے عرفاً فقط وہ منفذ مفہوم ہوتا ہو جسکی طرف دخول مکان مین احتیاج ہوتی ہو اور مجموع منفذ و خشب یا تنہا خشب اوسکے مفہوم عرفی سے خارج ہو اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لادخلت ھذہ الدار من بابھا (قسم بخدا کہ مین اس مکان مین اوسکے دروازہ کی راہ سے داخل نہونگا) بعد ازان مکان مذکور کے لیے کوئی دروازہ جدید بنا کر اوسکی راہ سے داخل مکان ہو تو حانث ہوگا اسلیے کہ مکان مذکور کیطرف اوسکی نسبت متحقق ہو کیونکہ جدید پر بھی اوسکا دروازہ صادق آتا ہو **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لادخلت (قسم بخدا کہ مین فلان مقام مین داخل نہونگا) یا کہے واللہ لا اکلت (قسم بخدا کہ مین فلان شی کو نکھاونگا) یا کہے واللہ لالبست (قسم بخدا کہ مین فلان پارچہ کو نہ پہنونگا) تو حلف مذکور فعل محلوف علیہ کے دائمی ہونے کو مقتضی ہوگا اسلیے کہ حالت اطلاق مین لفظ نفی کا سلب ماہیت پر حمل کرنا لازم ہو جو بدون دوام حاصل نہین ہو سکتا چنانچہ اسی بنا پر نہی کا مقتضی تکرار ہونا فن اصول مین ثابت ہوا ہو پس اگر صاحب حلف مدعی ہو کہ مین نے افعال مذکورہ کے تا مدت معینہ ترک کرنیکا قصد کیا ہو تو باعتبار ظاہر اوسکا قول مقبول ہوگا اور باعتبار باطن اوسکی نیت پر

فدخل منه حنث ولو دخل الان بعد ما انهدم الباب عنها الى باب مستانف فدخل بالاول قيل يحنث لان الباب الذي تناوله اليمين باق على حاله ولا اعتبار بالخشب الموضوع وهو حسن ولو قال لا دخلت هذه الدار من بابها فدخل من باب مستانف فيه حنث لان الاضافة متحققة مسئلة اذا حلف لا دخلت او لا اكلت او لا لبست اقتضى التأبيد فان ادعى انه نوى مدة معينة

+ [illegible]

[illegible]

اور اگر دوسرے منفذ کی راہ سے داخل مکان ہو تو دو قسم کی مخالفت لازم آئیگی منفذ پر منصوب کیجائے اور پھر منفذ اول کی جو بر... اور کھڑا رہنے کے بعد اوس مکان سے کسی دوسرے... نہیں ہوتی پس احتمال اول کی بنا پر اگر خشب مذکور تقطیع ہو جائے جسم مذکور کی حقیقت عرفیہ باطل اور مع ذلک اوسکے اجزا باہم... وغیرہ سے منتقل مرکب لازم ہو... کو جسطرح کہ مجموع میں ہو حقیقت جسم... علیہ الرحمہ... مصنف

[illegible]

اور اسی طرح مجموع منفذ و خشب بھی ایک درواز کے داخل ہونے کی مخالفت لازم آئیگی... بیرون اعتبار منفذ... معقول نہیں ہے... تنہا خشب موضوع... ایسا ہی مجازی ہوتا ہے... حقیقی ...

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بالا دھکا اوس فضل نہیں ہے کی تحقیق احکام فقہیہ میں ... [illegible]

متعلقہ صفحہ ۱۸۶

[illegible]

ولو حلف لا ادخل على زيد بيتا فدخل عليه وعلى عمرو ناسيا او جاهلا بكونه فيه فلا حنث وان دخل مع العلم حنث سواء نوى الدخول

چھوڑ دیا جائیگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ادخل علی زید بیتا (قسم بخدا کہ مین زید پر کسی حجرہ مین داخل نہونگا) بعد ازان زید و عمرو کسی حجرہ مین مجتمع ہون اور اوسکو زید کا حجرہ مین موجود ہونا مجہول ہو اور اون دونون پر داخل ہونا اوسکو زید کا اوسمین موجود ہونا معلوم ہو لکن از راہ نسیان (بھولکر) اون دونون پر وارد ہو تو قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ صورت جہل و نسیان مین حکم یمین باطل ہو جاتا ہی اور اگر اوسکو زید کا اوسمین موجود ہونا معلوم ہوا اور باوجود تذکر (یاد ہونا) قسم کے اون دونون پر داخل ہو تو حانث ہیگا خواہ اوسنے خصوص عمرو پر داخل ہونیکا قصد کیا ہو یا نکیا ہو اسلیے کہ زید پر داخل ہونا صادق آتا ہی کیونکہ دخول حقیقت واحدہ ہی جو اختلاف مقاصد سے مختلف نہین ہو سکتی اور شیخ علیہ الرحمہ نے اسطرح تفصیل کی ہی کہ اگر اوسنے اپنے دخل ہونمین فقط عمرو پر داخل ہونیکا قصد کیا ہو اور زید کا اپنے قلب مین استثنا کر دیا ہو تو قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور اگر اوسنے زید کا استثنا نہین کیا تو قسم کی مخالفت لازم آئیگی اسلیے دخول بھی قول کیطرح قابل تخصیص ہی اور اگر زید پر مسجد یا کعبہ معظمہ مین داخل ہو تو آیا قسم کی مخالفت لازم آئیگی یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ لازم نہ آئیگی اسلیے کہ صورت اطلاق مین باعتبار عرف کے مسجد و خانہ کعبہ لفظ بیت شامل نہین ہی اور اسمین اشکال ہی جو دعوائے عرف کی ممانعت پر مبنی ہی (یعنے ہم تسلیم نہین کرتے کہ تعارف مین اسم بیت اون دونوان کو شامل نہین ہی) لکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا کلمت زیدا (قسم بخدا کہ مین زید سے ہمکلام نہونگا) بعد ازان وہ جماعت پر سلام کرے جسمین زید بھی موجود ہو اور اوسکا اپنے نیت سے استثنا کر لے تو صحیح ہوگا اور اگر استثنا نکریگا تو قسم کی مخالفت لازم آئیگی بشرطیکہ اوسکو جماعت مذکورہ مین زید کے موجود ہونیکا علم حاصل ہوا اور باوجود تذکر یمین کے سلام کیا ہو چھٹا مسئلہ شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ کعبہ معظمہ اور حمام پر اسم بیت واقع نہین ہوتا اسلیے کہ بیت سے وہ حجرہ مراد ہی جو بمقابل سکنی (بغرض بود و باش) بنایا گیا ہو اور اسمین اشکال ہی جو حق سبحانہ و تعالے ولیطوفوا بالبیت العتیق وغیرہ (جیسے طہرا بیتی اور فی بیوت اذن اللہ ان ترفع) سے معلوم ہوتا ہی اور حدیث مین وارد ہوا ہی نعم البیت الحمام

السادسة قال الشيخ رحمه الله اسم البيت لا يقع على الكعبة ولا على الحمام

اور نیز شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اسیطرح دہلیز (وہ مقام ہی جو دروازہ اور مکان کے درمیان داخل ہوتا ہی) اور صفہ (وہ مکان مرتفع ہی جو بیرونِ عمارت بنایا جاتا ہی جسکو چبوترہ بھی کہتے ہین) پر بھی اسم بیت صادق نہین آتا اسلیے کہ یہ دونون مقام بغرض سکنی بنا نہین کیے جاتے اور جو شخص کہ اون دونون مین سے کسی مقام پر کھڑا ہوتا ہی اوسکو کہتے ہین کہ داخل بیت نہین ہوتا ہاں اون دونون کا باعتبار عرف اجزاے دار مین شمار ہی

چوتھا مطلب مسائلِ عقود کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** لفظ عقد عرفِ فقہا مین ایجاب و قبول کا نام ہی (یعنے عقد کا ایجاب و قبول دونون مین استعمال کرنا حقیقت ہی اور تنہا ایجاب مین مجاز ہی) پس اوسکے تحقق مین اون دونون (ایجاب و قبول) کا حاصل ہونا ضرور ہی بنا برا علیہ اگر کوئی شخص کہے واللہ لا بیعن (قسم بخدا کہ مین عقد بیع کو واقع کرونگا) تو اوسوقت تک قسم کی موافقت حاصل نہوگی جبتک کہ ایجاب و قبول کا تحقق نہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لاھبتن (قسم بخدا کہ مین عقد ہبہ کو واقع کرونگا) تو اوسکے تحقق مین بھی ایجاب و قبول کا حاصل ہونا ضرور ہوگا اور تنہا ایجاب کافی نہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ کی ہبہ مین دو قول ہین اون دونون مین سے ایک قول یہ ہی کہ موافقت قسم کے حاصل ہونےمین تنہا ایجاب کا متحقق ہونا کافی ہوگا اور یہ قول قابل اعتماد نہین ہی اسلیے کہ ہبہ بھی بیع کی طرح داخل عقود ہی جسمین قبول کا حاصل ہونا بھی ضرور ہی **دوسرا مسئلہ** عقد کا اطلاق عقد صحیح کیطرف منصرف ہوتا ہی اور عقد فاسد کو شامل نہین ہوتا پس اگر کوئی شخص عقد بیع کے واقع کرنے پر حلف کرے تو موافقت قسم کے حاصل ہونےمین بیع صحیح کا واقع ہونا ضرور ہوگا اور بیع فاسد کا واقع کرنا کافی نہوگا اور اسیطرح بیع کے علاوہ باقی عقود مین بھی یہی حکم ہوگا **تیسرا مسئلہ** شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ لفظ ہبہ سے ہر وہ عطیہ مراد ہی جسمین تبرع (کسی شی کا بدون عوض حوالہ کرنا) کی گئی ہو جیسے ہدیہ (کسی شی کا بطور تحفہ دینا) اور نحلہ (کسی شی کا بخش دینا) اور عمری (کسی مکان کی سکونت کا تا حیات عطا کرنا) اور وقف (اصل کا باقی رکھنا اور اوسکے منافع کا دواماً مباح کرنا) اور صدقہ (کسی شی کا قربۃً الی اللہ عطا کرنا) اور ہم اس حکم (اسم ہبہ کا اشیائے مذکورہ کو شامل ہونا) کو عمری اور نحلہ مین منع کرتے ہین

متعلقہ صفحہ ۱۸۹

قولہ عبارت مصنف

مشتمل ہے اس پر کہ عبارت مصنف میں دو احتمال ہیں

اطلاق لفظ بیع صرف اسی وضعی معنی [illegible]

اوّل یہ کہ انصراف اطلاق سے معاملات (جیسے بیع و اجارہ وغیرہ) کی طرف ہو [illegible] اور دونوں

اور یہ ہوا کہ الفاظ عقود و معاملات ان کا استعمال [illegible] الّا من [illegible]

صحیح ہیں اور عقود فاسدہ میں یہ ان کا غلبہ استعمال [illegible] بنا پر

سیاق اسامی صحیحہ میں [illegible] حقیقت (جیسے بیع) کا خواص مجاز (جیسے) [illegible] اور اسی احتمال پر

(صحیح و فاسدہ) میں [illegible] ہونا) اور خواص (ہونا) موجود ہیں اور [illegible]

صحیح ہونا اور بیع صحیح ہونا یا [illegible] اختیار کیا گیا ہے [illegible] میں مجاز ہیں

اور یہ کہ بیع صحیح ہونا یا سبب [illegible] اور فاسدہ میں حقیقت و

نسبت الی الّذین [illegible] حقیقت ہے اور خواص میں حقیقت و

حقیقت ہے اور فاسد

میں مجاز ہے بلکہ اور مَن کے اطلاق لفظ کا بیع صحیح

کے ارادہ کی طرف منصرف ہونا ہم ہوا اور لفظ انصراف میں بھی یہ

استعارہ ہے علاوہ ہمیں لفظ بیع صحیح و فاسد دونوں سے عام کے لیے موضوع

ہوتا معلوم ہوا اور عبارت مذکورہ میں تحقیق تھی سے بھی اسی توجیہ کا احتمال کیا ہے

جیسا کہ محصل یہ ہے کہ جو کہ ظاہر اور غالب حال مسلمین میں ارادہ صحیح ہونا

اور اسی کی طرف منصرف ہوگا یعنی یہ انصراف از قبیل بنا در اصلاتی

یا از قبیل حمل فعل مسلم بر صحت ہوگا اور بنا در وضعی ہوگا اور اقرار

کے محمول علی الصحیح ہونے کا جواب بھی اسی قسم کا دیا ہوگا لیکن

اس میں شک نہیں کہ عبارت مصنف

میں احتمال اوّل اظہر ہے اسی لئے کہ

انصراف میں

تقسیم کرنا مقبول ہوتا

صحیح و فاسدہ کی طرف تقسیم ہونا حقیقت سے عام ہو

و الانصراف مراد ہو جو بوجہ غلبہ استعمال

محمول کرنا حاصل ہوتا ہے بنا از علیہ

حال المسلم و غیرہ مراد ہوگا

سے اختیار کیا ہے اور

سے و مراد نہیں ہے کہ بیع وغیرہ

عقد صحیح میں

اور دیا کہ صحیح و فاسدہ میں مشترک ہونا تو مقسم کا اصل ہے کہ سامع

ہے اور عقد فاسد کا دعویٰ اجماعاً مسموع نہیں ہے

اقرار کا عقد صحیح پر محمول کرنا لازم

سو وجہ سے

کہ الفاظ مشترک میں مقبول ہے اور بیع وغیرہ کا

و وہ انصراف اطلاق سے

و غیرہ سے ظاہر فعل مسلم کا صحت پر

اور اسی سے انصراف اطلاق اس باب میں

اور اسی کو صاحب جواہر الکلام

نے بیان کیا ہے کہ انصراف اطلاق

حمل بنا در وضعی [illegible] اس کے

یہ سلامتی اور اور مصنف نے

فعل مسلم کی مقبول ہے صحت ابواب مصنف کے فعل محمول ہے

اس کا معنی اصح ہے نیز مستند ہوئی ہو وہاں تک کہ اور عموم سے حال

قبیل سے ہونا کہ حقیقت سے حقائق وضع کرنا

سے علاوہ ہے اس کے مقابل بنا ہے

دیکھا جائے تو اس کے معنی ہیں علاوہ عبادات وغیرہ کے وضع کا احتمال اب ہے

صحت کرنا اس کے الفاظ عبادات کے مقابل وضع کے ساتھ اختیار ہے

بعض لوگ شارع کا الفاظ عبادات کے مقابل اس کا اعتبار ہے موجود و

امر واضح ہے اور یہ کہ اس مذہب منتقدین سے بحث سے یہ بات

تقسیم ہونا جیسا کہ مذکور ہے اس مقام سے جو اس کے صحیح

دیکھئے نقشہ اس کا اور سے بعد

سوائی

اذ ديننا ولان الانتفاع والمنفعة تبتنا ول العين ونحوه العاقف والصدقة لم يرد دفتناه بحبه والعرف فى امر ذلك واحاط بهم الحد

اسلیے کہ یہ دونون (عمری و نحلہ) فقط عطائے منفعت کو شامل ہین اور لفظ ہبہ فقط عطائے عین کو شامل
(شامل) ہی اور وقف و صدقہ کے داخل ہبہ ہونیمین تردد ہی جسکا منشا یہ ہی کہ عرف مین ہر ایک کیلیے ایک اسم علیحدہ
مقرر ہی چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی فعل کے ترک کرنے پر حلف کرے تو اوسوقت تک حانث نہوگا
جبتک کہ اوسکی مباشرت (خود بجا لانا) نکرے پس اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ابعت و لا اشتریت (قسم بخدا کہ مین
بیع و شرا نکرونگا) بعد ازان کسی شخص کو اوسمین وکیل کردے تو قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ مباشرت
مفقود ہی لیکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ابنیت بیتا (قسم بخدا کہ مین کسی حجرہ کو نہ بناؤنگا) بعد ازان اوسکے
حکم کرنے کے موافق یا اوسکے استیجار (اجیر کرنا) کرنے کے بعد مزدور لوگ اوسکی بنا کرین تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ
حانث ہوگا اسلیے کہ مکان وغیرہ کے بنانے مین باعتبار عرف مباشرت کا اعتبار نہین ہوتا بلکہ مزدورون کا
فعل اوسی کا فعل شمار کیا جاتا ہی اور فقط اوسکے حکم کا اعتبار ہوتا ہی اور یہ ارادہ اگرچہ مجازی ہی لیکن شائع اور
متعارف ہی جسپر عند الاطلاق حمل کرنا معین ہی لیکن صورت مذکورہ مین اوسکا حانث نہونا بیوجہ نہین ہی
اسلیے کہ وہ مباشر نہین ہی اور وقت تعارض معنی شائع کا معنی حقیقی پر مقدم ہونا مسلم نہین ہی اور اسیطرح
اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ضربت (قسم بخدا کہ مین ضرب نہ لگاؤنگا) بعد ازان کسیکو ضرب کا حکم کرے تو
حانث نہوگا اسلیے کہ وہ مباشر نہین ہی اور اگر عدم ضرب پر کوئی بادشاہ حلف کرے اور خود مباشر ضرب نہو
تو آیا قسم کی مخالفت لازم آئیگی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن مخالفت قسم کا بدون مباشرت لازم نہ آنا اشبہ اور
قاعدہ کے موافق ہی اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا استخدم زیدا (قسم بخدا کہ مین زید سے طالب خدمت نہونگا)
بعد ازان زید بدون اجازت اوسکی خدمت کرے تو حانث نہوگا اسلیے کہ باب استفعال کا مطلب فعل مین استعمال کرنا
حقیقت ہی جو در صورت فرض مفقود ہی- اور اگر کوئی شخص بیع و شرا (خرید و فروخت) نکرنے پر حلف کرے
بعد ازان کسی دوسرے شخص کیطرف سے بیع و شرا کرنیمین وکیل ہو تو آیا حانث ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی
لیکن اوسکا حانث ہونا اقرب ہی اسلیے کہ بیع و شرا متحقق ہی جس سے لفظ بائع و مشتری مشتق ہوتا ہی کیونکہ لفظ مذکور

۵۴

مخفی نرہے کہ
عطیہ متبرع بہا(جو بدون عوض
دیا جانے) کا اشیائے مذکورہ پر
اطلاق کرنا بے اشکال صحیح ہی اسلیے کہ عطیہ اوس
مال کو کہتے ہین جو کسیکو دیا جائے خواہ عین مال ہو یا منفعت ہو
پس اوّل (عطیہ عین) مین ہبہ اور وقف اور صدقہ
داخل ہوگا اور دوّم (عطیہ منفعت) مین نحلہ و عمری داخل ہوگا ہان عطیہ
اور ہبہ کے مساوی ہونے مین اشکال ہی اسلیے کہ ہبہ کے معنی لغوی و عرفی کا ہبہ منفعت
اور صدقہ پر اطلاق بظاہر صحیح نہین ہی کیونکہ وہ دونون اسم و غرض و حکم مین مختلف ہین
یعنی جو شخص کہ کسی فقیر پر تصدق کرتا ہی اوسپر ہبہ کرنے کا اطلاق نہین ہوتا اور صدقہ سے جو غرض اصلی ہی

[illegible]

[illegible]

خصوص استعمال معنی کے حقیقی و مجازی ہونے سے عام ہی اور جونکہ خصوص ہبہ کا عین مال سے متعلق ہونا لغت و
عرف سے معلوم ہو گیا تو اوسکا عطیہ منفعت پر اطلاق کرنا بہر حال مجاز ہوگا اسلیے کہ اشتراک
سے مجاز اولی ہی بناءً علیہ اگر کوئی شخص عقد ہبہ کے واقع کرنے پر حلف کرے کا تو صدقہ و
وقف و عمری وغیرہ کے واقع کرنے مین قسم کی موافقت حاصل نہوگی اسلیے کہ
ہر ایک کو دوسرے سے باعتبار اسم و حکم و اغراض
امتیاز حاصل ہی و فی المقام تفصیل
فی الکتب المبسوطۃ ۱۲

۱۹۱
متعلقہ صفحہ

(بیع وشراء) کا مصداق مطلق خرید وفروخت ہی خواہ مشتری اوسکو اپنے لیے واقع کرے یا کسی دوسرے کے لیے **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ابیعُ الخمرَ (قسم بخدا کہ مین شراب فروخت نکرونگا) بعد ازان اوسکو فروخت کرے تو بعض علمار نے فرمایا ہی کہ حانث نہوگا اسلیے کہ لفظ بیع سے بیع صحیح کا تبادر ہوتا ہی جو صورت فرض مین متعذر (دشوار) ہی اور اگر حانث ہونیکے قائل ہون تو خوب ہو اسلیے کہ ایسی صورت مین اوسکی قسم کا صورت بیع پر حمل کیا جائیگا تاکہ اوسکا کلام از قبیل عبث نہو پس گویا کہ اوسنے صورت بیع کے واقع نکرنے پر حلف کیا ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ابیعُ مال زید قہراً (قسم بخدا کہ مین زید کے مال کو قہراً فروخت نکرونگا) تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لابیعن الخمر (قسم بخدا کہ مین شراب کو فروخت کرونگا) تو اوسکی قسم منعقد نہوگی اسلیے کہ شراب کا فروخت کرنا حرام ہی جسپر حلف کرنا صحیح نہین ہی کیونکہ متعلق یمین کا براجح یا مساوی ہونا اوسکے انعقاد مین شرط ہی جیسا کہ قبل ازین مذکور ہو چکا

پانچوان مطلب مسائل متفرقہ کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی فعل کے واقع کرنے پر حلف کرے اور کسی وقت کو معین نکرے تو اوسوقت تک قسم کی مخالفت لازم نہیگی جبتک کہ اوسکو اپنی وفات کا ظن غالب حاصل نہو پس وقت مذکور سے قبل اوسکا اوتنے زمانے مین واقع کرنا معین ہوگا جسمین کہ واقع ہو سکتا ہی مثلاً کوئی شخص کہے واللہ لاقضین حقہ (قسم بخدا کہ مین اوسکے حق کو ادا کرونگا) یا واللہ لاعطینہ شیئاً (قسم بخدا کہ مین فلان شخص کو ایک شی عطا کرونگا) یا واللہ لاصومن (قسم بخدا کہ مین روزہ رکھونگا) یا واللہ لاصلین (قسم بخدا کہ مین نماز پڑھونگا) الی غیر ذلک **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لاضربن عبدی مائۃ سوط (قسم بخدا کہ مین اپنے غلام کو سو دُرّے لگاؤنگا) تو بعض علمار نے فرمایا ہی کہ سو دُرّون کے عوض اوس دستہ کی ایک ضرب کا لگانا کافی ہوگا جو سو شاخون پر مشتمل ہو (اور اسکو ضغث بھی کہتے ہین) لکن قسم مذکور کا آلہ معتادہ (جسکی عادت جاری ہو) کے ساتھ ضرب لگانے کیطرف منصرف ہونا بیوجہ نہین ہی جیسے سوط (کوڑا) اور خشب (لکڑی) ہان اگر آلہ معتادہ کے ساتھ ضرب لگانے مین

تقصیر آلہ کے ساتھ مطلوبہ آلہ معتادہ کا کافی ہونا واضح نہین ہی اور اگر محض مصداق ضرب کا حاصل ہونے پر اکتفا کرے تو وہ دستہ گیاہ کے ساتھ بھی حاصل ہو جاتا ہی مصنف اوسکا قائل ہین

الخامسۃ في المطلب
الخامسۃ في مسائل
متفرقۃ الاولی
اذا حلف علی فعل ولم یعین وقتا
المطلب الخامس
لاقضین حقہ
لاعطینہ شیئا
لاصومن
لاصلین
الثانیۃ اذا حلف
لاضربن عبدی مائۃ سوط

کوئی ضرر ہو مثلاً نفس مضروب کے تلف ہو جانے کا خوف ہو تو بجائے سو طا ضرب ضغث بھی کافی ہوگی یہ کلام اوس صورت مین جاری ہوگا جبکہ حالف نے کسی مصلحت دینیہ کیوجہ سے اپنے غلام پر ضرب لگانیکا حلف کیا ہو جیسے اقامتِ حدود یا تعزیر مامور بہ کے واقع کرنے پر حلف کرنا اور اگر کسی مصلحت دنیویہ پر تادیب کرنے کے لیے حلف کیا ہو تو عفو کرنا اولی ہے اور کفارہ بھی واجب نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین اوسکی قسم منعقد نہین ہوئی کیونکہ متعلق یمین کا راجح یا مساوی ہونا شرط ہے جو محل غرض مین مقصود ہے اور اگر سو دُرون کے عوض ضربِ ضغث پر اکتفا کرنے کے قائل ہون تو جسم مضروب پر اوسمین سے ہر شاخ کے پہونچنے کا اعتبار کرنا شرط ہوگا اسلیے کہ بدون اسکے ضربِ ضغث صادق نہ آئیگا اور ہر شاخ کے پہونچنے مین حصولِ ظن کافی ہوگا اسلیے کہ ہر شاخ کے دفعۃً پہونچنے مین علم کا حاصل ہونا خالی از دقت نہین ہے اور اوسکا جسم مضروب پر اسطرح واقع کرنا کافی ہوگا کہ اوسپر نظر عرف مین ضرب لگانا صادق آئے اور فاعل کو ضارب کہنا درست ہو پس شاخون کا اوسکے جسم پر رکھدینا کافی نہوگا اسلیے کہ اوسکو ضرب نہین کہتے **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا ارکبت دابۃ العبد (قسم بخدا کہ مین غلام کے چوپایہ پر سوار نہونگا) بعد ازان اوسپر سوار ہو تو حانث نہوگا اسلیے کہ اضافت کے معنی حقیقی ملک ہین اور چوپایہ غلام در اصل اوسکی ملک نہین ہے اور اوسکا غلام کیطرف مضاف ہونا مجازی ہے لکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ارکبت دابۃ المکاتب (قسم بخدا کہ مین غلام مکاتب کے چوپایہ پر سوار نہونگا) تو اوسکے چوپایہ پر سوار ہونے مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی اسلیے کہ آقا کا تصرف اوسکے مال سے بوجہ کتابت منقطع ہوجاتا ہے اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ اوسکی ملک کو استقرار نہین ہوتا **چوتھا مسئلہ** لفظ بشارت اوس خبر اول کے لیے موضوع ہے جو کسی مسرور کنندہ شے سے متعلق ہو پس اگر کوئی شخص کہے واللہ لا عطین من بشرنی بقدوم زید (قسم بخدا کہ مین اوس شخص کو فلان مال عطا کرونگا جو زید کے سفر سے واپس آنے کی مجھکو بشارت دے) بعد ازان اوسکو قدوم زید کی ایک جماعت دفعۃً بشارت دے تو اون سبکو استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اونمین سے ہر ایک شخص ایک کے بعد دیگرے بشارت دے تو عطیہ کا فقط مبشر اول کو استحقاق ہوگا

پہلی مرتبہ بشارت دینے والا۔

اسلیے کہ فقط اوسکی خبر پر بشارت صادق آتی ہے اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لاعطین من اخبرنی بقدوم زید (قسم بخدا کہ مین اوس شخص کو فلان مال عطا کرونگا جو مجھکو زید کے سفر سے واپس آنے کی خبر دیگا) بعد ازان کئی شخص ایکے بعد دیگرے قدوم زید کی خبر دین تو ہر ایک کو عطیہ کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین مخبر ثانی کی خبر بھی مخبر اول کیطرح مصداق خبر ہے اور یہ واضح ہے **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے اول من دخل داری فلہ (جو شخص کہ میرے مکان مین ابتدا داخل ہوگا اوسکو فلان مال کا استحقاق ہوگا) اور بعد قسم اوسکے مکان مین ایک شخص داخل ہو تو اوسکو مال معین کے پانیکا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ اوسکے علاوہ کوئی دوسرا شخص داخل نہو اسلیے کہ اول سے وہ شخص مراد ہے جسکے قبل کوئی شخص داخل نہو خواہ اوسکے بعد کوئی شخص داخل ہو یا نہو اور اگر کوئی شخص کہے اخر من یدخل داری فلہ کذا (جو شخص کہ میرے مکان مین سب کے بعد داخل ہو تو اوسکو فلان مال کا استحقاق ہوگا) تو مال معین کے پانیکا اوس شخص کو استحقاق ہوگا جسکے بعد تا حیات حالف (قسم کھانیوالا) کوئی شخص اوسکے مکان مین داخل نہو بشرطیکہ اوسکے قبل کوئی شخص داخل ہو اسلیے کہ صورت اطلاق مین (اوسکا کسی وقت کے ساتھ معین نکرنا) صفت (جیسے دخل مکان ہونا) کا تا حال حیات موجود ہونا مراد لیا جائیگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا شربت الماء (قسم بخدا کہ مین پانی نہ پیونگا) یا واللہ لا کلمت الناس (قسم بخدا کہ مین لوگون سے کلام نکرونگا) تو جنس آب اور جنس انسان کی ہر فرد کو اوسکا حلف شامل ہوگا **ساتوان مسئلہ** اسم مال ہر اوس شی پر واقع ہوتا ہے جو قابل ملک ہو خواہ عین ہو یا دین اور خواہ دین حال (جسکے ادا کرنے کی کوئی مدت نہو) ہو یا دین مؤجل (جسکے ادا کرنے کے لیے کوئی مدت معین ہو) ہے اسلیے لفظ مال باعتبار عرف ولغت ان تینون (عین - دین حال - دین مؤجل) کو شامل ہے پس جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لاتصدقن بمالی (قسم بخدا کہ مین اپنے کل مال کے ساتھ تصدق کرونگا) تو اوسوقت تک قسم کی موافقت حاصل نہوگی جبتک کہ مجموع مال کے ساتھ تصدق نکریگا **آٹھوان مسئلہ** قرآن مجید پر اسم کلام واقع ہوتا ہے اسلیے کہ کلام کا باعتبار عرف ولغت اون الفاظ پر اطلاق کیا جاتا ہے جو حروف ہجائیہ سے مرکب ہون

اگرکوئی شخص ترکِ کلام پرحلف کرے تو قرآن شریف کی قرأت کرنے مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی اورشیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ قرآن مجید پر عرفاً اسمِ کلام واقع نہین ہوتا اور اس قول مین اشکال ہو اسلیے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہو حتی یسمع کلام اللہ ہان اگرکوئی شخص ترکِ کلام پرحلف کرے تو لکھنے یا اشارہ کرنے مین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ یہ دونون (لکھنا۔ اشارہ کرنا) عرفاً اور لغۃً مصداق کلام سے خارج ہین **نوان مسئلہ** لفظ حلی (زیور) ہر اوس زیور پر واقع ہوتا ہو جو باعتبار عادت زینت وغیرہ کی غرض سے پہنا جاتا ہو (جیسے سوار خلخال وغیرہ) بناءً علیہ خاتم (انگشتری) اور لولو (مروارید) پر بھی واقع ہوگا پس اگرکوئی شخص کہے واللہ لا البس الحلی (قسم بخدا کہ مین زیور کو نہ پہنونگا) تو اون دونون (خاتم ۔ لولو) مین سے ہر ایک کے پہننے مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی **دسوان مسئلہ** لفظ تسری سے وطی کنیز مراد ہو اور آیا اوسکی مصداق مین وطی کے علاوہ تخدیر (چشم مردم سے پوشیدہ کرنا) کا بھی اعتبار ہو یا نہین اسمین نظر (بحث) ہو **گیارھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لاقضین دین فلان (قسم بخدا کہ مین فلان شخص کا دین ایک مہینہ تک ادا کرونگا) تو لفظ شہر باعتبار عرف اداے دین کے لیے غایت (انتہا) واقع ہوگا بناءً علیہ اوسکا انقضاے ماہ کے قبل ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص لفظ شہر کی جگہ لفظ الی حین یا الی زمان کا استعمال کرے مثلاً کہے واللہ لاقضین دین فلان الی حین (قسم بخدا کہ مین فلان شخص کا دین ایک وقت تک ادا کرونگا) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ لفظ حین و زمان کا اوس مدت پر حمل کیا جائیگا جسپر کہ اوسکا نذرِ صیام مین حمل کیا جاتا ہو پس لفظِ حین کا چھ مہینے پر اور زمان کا پانچ مہینے پر حمل کیا جائیگا اسلیے کہ یہ عرفِ شرعی ہو جو وضع لغوی پر مقدم ہو اور اسمین اشکال ہو اسلیے کہ حمل مذکور مین وضع نقل اور مورد نص سے تعدی لازم آتی ہو اور قیاس کرنا ہمارے مذہب مین صحیح نہین ہو اور لفظ حین و زمان کا مدت مذکورہ مین حقیقتِ شرعیہ ہونا مسلم نہین ہو بناءً علیہ اگر لفظ مذکور سے وضع نقل کے علاوہ بواسطہ قربت وغیرہ کسی مدتِ معینہ کا مراد ہونا معلوم ہوجائے فبہا والا اوسپر لفظ مبہم (جسکی تعیین ہو سکتی ہو) کا حکم جاری کیا جائیگا اور تا وقتِ وفات تاخیر کرنے مین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ اصل برات ذمہ ہو **بارھوان مسئلہ**

سوم اوسکا وطی اور تخدیر سے مرکب ہونا چہارم اوسکا وطی و انزال سے مرکب ہونا اور شاید کہ اس اختلاف کی وجہ اختلاف عرف ہو جو باختلاف زمان و مکان مختلف ہوتی ہو ۲

جو حنث (قسم کی مخالفت) کہ موجب کفارہ ہی وہ اپنے اختیار سے قسم کی مخالفت کرنے مین متحقق ہوتا ہی خواہ اوسکے فعل سے حاصل ہو یا کسی دوسرے کے مثلاً اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ادخل بلدا (قسم بخدا کہ مین داخل بلد نہونگا) بعد ازان اوسمین داخل ہو جائے یا اپنے اختیار سے اوس کشتی مین بیٹھ جائے جو اوسکو داخل بلد کردے یا حالت اختیار مین کسی چوپایہ پر سوار ہو کر داخل بلد ہو یا کوئی شخص اوسکو اوسکی اجازت سے اپنی پشت پر لاد کر داخل بلد کرے تو ان جملہ صورتون مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور صورتِ اکراہ (مجبور کرنا) اور نسیان (بھول جانا) مین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور اسیطرح اوس صورت مین بھی قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی جبکہ محلوف علیہ (جسپر حلف کیا جائے) کا علم نہو **چوتھا امر** لواحق یمین کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جملہ ایمان صادقہ مکروہ ہین اور علی الخصوص یمین غموس مین کراہت شدید ہی بشرطیکہ مال قلیل پر واقع ہو۔ ہان اگر کوئی شخص اوسکو دفع مظلمہ کی غرض سے واقع کرے تو بدون کراہت جائز ہوگا اور ربسا اوقات اوسکا واقع کرنا واجب ہوتا ہی اگرچہ ارتکاب دروغ کو مستلزم ہو (مثلاً کسی نفس محترمہ کا استنقاذ اوسپر موقوف ہو) لکن اس صورت مین حالف کو توریہ (لفظ سے معنی غیر ظاہر کا ارادہ کرنا) کرنا واجب ہوگا بشرطیکہ اوسکو جانتا ہو اسلیے کہ ارتکاب دروغ سے حتی الامکان اجتناب واجب ہی اور اگر توریہ کو نجانتا ہو یا کسیوجہ سے (جیسے حاکم کا تعجیل کرنا) خصوص مقام پر توریہ کرنا ممکن نہو تو اوسکو قسم دروغ کا ارتکاب کرنا جائز ہوگا اور بعوض دروغ حلفی اوس سے گناہ یا کفارہ متعلق نہوگا مثلاً کسی انسان کے نفس یا مال یا آبرو سے بذریعہ حلف کسی ظالم کا دفع کرنا مطلوب ہو **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص خدا تعالی یا اوسکے رسول سے برات (بیزاری) کرنے پر حلف کرے تو اوسکی قسم منعقد نہوگی اور اوسکی وجہ سے کفارہ واجب نہوگا ہان گنہگار ہوگا اگرچہ اپنی قسم مین صادق بھی ہووے اسلیے کہ اخبار کثیرہ مین اوسکی نہایت اور شدتِ عقوبت مذکور ہوئی ہی اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ حلفِ مذکور کیوجہ سے صورت مخالفت مین کفارہ ظہار لازم ہوگا اور اس قول کا مبنی کوئی شاہد معتبر نہین پایا اور توقیع حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مین (جو محمد بن یحیی کے پاس صادر ہوئی ہی) وارد ہوا ہی کہ دس مسکینون کا کھانا کھلانا اور استغفار کرنا لازم ہوگا

اور اگر کوئی شخص کہے انا یھودی ان کان کذا یا کہے انا نصرانی ان کان کذا (مین یہودی یا نصرانی ہون اگر فلان امر واقع کرون) تو اوسکی قسم منعقد نہوگی اور اوسکا یہ قول لغو قرار پائیگا **تیسرا مسئلہ** کفارہ یمین اوسوقت تک لازم نہین ہوتا جبتک کہ اوسکی مخالفت نکرے اور اگر قبل مخالفت کوئی شخص کفارہ کو ادا کریگا تو کافی نہوگا اسلیے کہ وہ عبادت ہے جسکا قبل وقت واقع کرنا صحیح نہین ہے **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی قسم کے کفارہ کو کسی کافر یا ایسے شخص کے حوالہ کرے جسکا نفقہ اوسپر واجب ہو اور اوسکے کافر یا واجب النفقہ ہونیکا علم رکھتا ہو تو کافی نہوگا اور اگر علم نرکھتا ہو اور بعد اجتہاد (دریافت احوال مین سعی کرنا) اوسکے حوالہ کرے اور پھر اوسکا کافر یا واجب النفقہ ہونا ظاہر ہو تو اوسپر کفارہ کا دوبارہ ادا کرنا لازم نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی قسم کے کفارہ کو کسی ایسے شخص کے حوالہ کرے جسکا فقیر ہونا اوسکو مظنون ہو بعد ازان اوسکا غنی (مالدار) ہونا ظاہر ہو تب بھی کفارہ کا دوبارہ ادا کرنا واجب نہوگا اسلیے کہ حال باطنہ پر مطلع ہونا عسیر (مشکل) ہے **پانچوان مسئلہ** تکفیر بالکسوۃ (کپڑے کے ساتھ کفارہ کا ادا کرنا) مین وسی پارچہ کا حوالہ مستحق کرنا کافی ہوگا جسپر اسم ثوب (پارچہ) صادق آئے (جیسے کرتہ پائجامہ۔ عمامہ۔ قبا۔ چادر۔ ردا۔ وغیرہ وغیرہ) پس اگر کوئی شخص بعوض کفارہ کوئی ٹوپی یا موزہ کسی مستحق کے حوالہ کرے تو ادائے کفارہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ اوسپر اسم کسوۃ صادق نہین آتا اور ادائے کفارہ مین پارچہ شستہ کا حوالہ کرنا بھی کافی ہے اسلیے کہ اسم ثوب کسوت اوسکو شامل ہے **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص وفات پائے اوسپر کفارہ مرتبہ لازم ہو اور اوسکی بہ نسبت وصیت نکرے تو بعوض کفارہ اوسکے ترکہ مین سے ایسے اقل کے آزاد کرنے پر اقتصار کرنا لازم ہوگا جو ادائے کفارہ کے لیے کافی اور اسم رقبہ اوسکو شامل ہو تاکہ وارث کی حق تلفی بھی نہونے پائے اور اگر کوئی شخص بعوض کفارہ اوس قدر قیمت کے ساتھ وصیت کرے جو اقل رقبہ سے زائد ہو اور اوسکے ورثہ اجازت ندین تو قدر مجزی (کافی) کی قیمت اصل متروکہ سے اور قدر زائد کی ثلث سے خارج کیجائیگی اور اگر اوسکے ذمہ پر کوئی کفارہ مخیرہ لازم ہو تو خصال کفارہ مین سے اوس خصلہ کے ساتھ کفارہ دینے پر اقتصار کرنا واجب ہوگا جسکی قیمت بہ نسبت باقی خصال کے کمتر ہو اور اگر کوئی شخص کسی رقبہ بمثل قیمت

اور اسیطرح اوس خصلہ کی اقل فرد کا اختیار کرنا لازم ہوگا اگر ورثا اجازت ندے

کے ساتھ وصیت کرے اور اوسکے ورثہ اجازت ندین او ثلث متروکہ مین قدر تفاوت کے خارج ہونیکی گنجائش ہو تو ہمین کوئی کلام نہین ہی والا اقل خصلہ کی قیمت کا اصل متروکہ سے خارج کرنا اور باقی متروکہ کے ثلث کا انفذ کرنا متعین ہوگا پس اگر یہ دونون مقدارین (اقل خصلہ کی قیمت اور باقی ترکہ کا ثلث) اوسکی وصیت کے لیے کافی ہوا تو اوسکا نافذ کرنا لازم ہوگا والا فقط اقل خصلہ پر اقتصار کیا جائیگا اور قدر زائد مین وصیت باطل ہوگی **ساتوان مسئلہ** جبکہ کسی غلام کی قسم منعقد ہو جائے بعد ازان اپنے رقیق ہونے کی حالت مین اوسکی مخالفت کرے تو جملہ کفارات مین فقط روزہ رکھنا اوسکا فرض ہوگا خواہ کفارات مخیرہ ہون یا مرتبہ اور اگر روزہ کے علاوہ کسی دوسری شی (جیسے کسی رقبہ کا آزاد کرنا یا کسی فقیر کو لباس کا دینا یا کسی مسکین کو کھانا کھلا دینا) کے ساتھ اپنے کفارہ کو ادا کرے اور اوسکے آقا نے اجازت ندی ہو تو کافی نہوگا اور اگر اوسکے آقا نے اجازت دی ہو تو کافی ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اجازت آقا کے بعد بھی کافی نہوگا اسلیے کہ وہ بعد تملیک (مالک کرنا) بھی کسی مال کا مالک نہین ہوتا ہی اور قول اول صحیح تر ہی اور اسیطرح اگر غلام مذکور کا آقا اوسکی طرف سے اوسکی اجازت کے بعد کسی غلام کو آزاد کر دے تب بھی کافی اور صحیح ہوگا **آٹھوان مسئلہ** غلام کی قسم اوسوقت تک منعقد نہین ہوتی جبتک کہ اوسکا آقا اجازت ندے پس اگر کوئی غلام بدون اجازت آقا حلف کرے تو اوسپر کفارہ لازم نہوگا اگرچہ اپنی قسم کی مخالفت بھی کرے خواہ آقا نے اوسکو مخالفت قسم کی اجازت دی ہو یا ندی ہو اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسکی قسم منعقد نہین ہوئی لہذا اوسکی مخالفت پر کفارہ اور گناہ بھی مترتب نہوگا لکن اگر غلام کو اوسکا آقا حلف کرنے کی اجازت دے تو اوسکی قسم منعقد ہوگی پس اگر بعد ازان وہ غلام اپنے آقا کی اجازت سے قسم کی مخالفت کرے اور کفارہ کو روزہ رکھنے کے ساتھ ادا کرے تو آقا کو اوسکا منع کرنا صحیح نہوگا اور اگر بدون اجازت اوسکی مخالفت کرے تو آقا کو اوسکے منع کرنے کا اختیار ہوگا اگرچہ روزہ رکھنے سے اوسکا کوئی ضرر نہو جسطرح کہ باقی روزون مین اوسکو منع کرنا صحیح ہی اور ہمین تردد ہی اسلیے کہ کفارہ کا ادا کرنا منجملہ لوازم قسم ہی اور ملزوم کی اجازت اجازت لوازم کو مستلزم ہی علاوہ برین روزہ رکھنا حق خالق ہی جو اطاعت مخلوق کیوجہ سے متروک نہین ہو سکتا **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی غلام

اپنے آزاد ہو جانے کے بعد قسم کی مخالفت کرے تو اوسپر کفارہ کا شخص حر کیطرح ادا کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ وہ عبادت ہی جسمین وقت ادا کا اعتبار کیا جاتا ہی اور اسیطرح اگر مخالفت قسم کے بعد اور ادائے کفارہ کے قبل آزاد ہو جائے تب بھی وقت ادا کا اعتبار کیا جائیگا اور وقت وجوب کا اعتبار نکیا جائیگا پس اگر موسر (مالدار) ہوگا تو اوسپر عتق مملوک یا لباس فقرا یا مساکین کے ساتھ کفارہ کا ادا کرنا معین ہوگا اور اوسکو روزہ رکھنے کے ساتھ کفارہ کا ادا کرنا اوسوقت تک کافی نہوگا جبتک کہ اطعام مساکین سے عاجز نہو یہ کلام کفارہ مرتبہ مین کہا گیا اور اگر مخیرہ ہو تو اوسکے خصال مین سے ہر ایک خصلہ کے ساتھ کفارہ ادا کرنیمین مخیر ہوگا جسکو چاہے ادا کرے

کتاب النذر

نذر سے عرف فقہا مین کسی فعل (بجالانا) یا ترک (چھوڑنا) کا بوجہ مخصوص التزام کرنا مراد ہی جسکا مشروع ہونا اجماع مسلمین اور سنت متواترہ کے علاوہ خصوص آیہ شریفہ ولیوفوا نذورھم اور یوفون بالنذر سے ثابت ہی اور اس کتاب مین چار امر قابل ذکر ہین **پہلا امر** ناذر (نذر کرنیوالا) کے بیان مین اور اوسکا بالغ اور عاقل اور مسلم ہونا صحت نذر مین شرط ہی پس طفل و مجنون کی نذر صحیح نہوگی اور اسیطرح کافر کی نذر بھی صحیح نہوگی اسلیے کہ اوسکے حق مین نیت قربت متعذر (دشوار) ہی حالانکہ نیت قربت کا متحقق ہونا صحت نذر مین شرط ہی لیکن اگر کوئی کافر نذر کرنے کے بعد اسلام لے آئے تو اوسکو اپنی نذر پر وفا کرنا مستحب (سنت) ہوگا اور جبکہ کوئی عورت امور مستحبہ کے بجالانے کی نذر کرے تو اوسکی صحت مین اوسکے شوہر کی اجازت کا حاصل ہونا شرط ہوگا اور اسی طرح نذر مملوک کی صحت اوسکے آقا کی اجازت پر موقوف ہی پس اگر بدون اجازت اوسکی طرف مبادرت کریگا منعقد نہوگی اگرچہ تلفظ صیغہ کے بعد آزاد بھی ہو جائے اسلیے کہ وہ در اصل فاسد واقع ہوئی ہی اور اگر اوسکا آقا اجازت دے تو آیا صحیح ہوگی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن لزوم نذر شبہہ ہی اور صحت نذر مین قصد کا متحقق ہونا بھی شرط ہی پس نذر مکرہ (جسکو مجبور کیا ہو) و سکران (جسکی عقل نشہ کیوجہ سے زائل ہو گئی ہو) صحیح نہوگی اور اسیطرح اوس شخص کی نذر بھی صحیح نہوگی جسکا قصد بوجہ غیظ و غضب برطرف ہو جائے **دوسرا امر** صیغہ نذر کے بیان مین نذر کی دو قسمین ہین **قسم اول** جو کسی شرط پر معلق ہو اور اوسکی بھی دو قسمین ہین **پہلی قسم** نذر بر و طاعت ہی جو کبھی نعمت کے شکریہ مین واقع ہوتی ہی جیسے ان اعطیت مالاً فللہ علی کذا (اگر مجھکو مال کی فلان مقدار حاصل ہو جائے تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر دو رکعت نماز ہی) یا ولداً ان اعطیت فللہ علی کذا

اگر مجھکو فرزند پیدا ہو تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر دو رکعت نماز ہی) یا ان قدم المسافر فللہ علی کذا
(اگر فلان شخص سفر سے واپس آئے تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر فلان عبادت لازم ہی) اور کبھی دفع بلا کے شکریہ مین
واقع ہوتی ہی جیسے ان برئ المریض فللہ علیٰ کذا (اگر فلان بیمار کو شفا ہو جائے تو حق تعالے کے لیے
میرے ذمہ پر دو رکعت نماز ہی) یا ان تخطانی المکروہ فللہ علی کذا (اگر فلان مکروہ مجھسے دور ہو جائے
تو حقتعالے کے لیے مجھپر فلان عبادت لازم ہی) اور اسکو نذر مجازاۃ بھی کہتے ہین **دوسری قسم** نذر زجر و لجاج
(کسی فعل سے نفس کا باز رکھنا) ہی جیسے ان فعلتُ کذا فللہ علی (اگر مین فلان فعل کا مرتکب ہون تو حق تعالے
کے لیے مجھپر فلان مال کا تصدق کرنا لازم ہی) یا ان لم افعل کذا فللہ علی کذا (اگر مین فلان کام نکرون تو
حقتعالی کے لیے مجھپر فلان امر لازم ہی) **قسم دوم** جو کسی شرط پر معلق نہو اور اسکو نذر تبرع (کسی شی کا ابتداءً
التزام کرنا) کہتے ہین جیسے للہ علی کذا (حق تعالی کے لیے مجھپر فلان عبادت کا بجالانا واجب ہی) اور
پہلی دونون قسمون (نذر بر اور نذر زجر) کے ساتھ نذر کے منعقد ہونمین بالاتفاق کوئی شک نہین ہی ہان تیسری قسم
(نذر تبرع) کے ساتھ نذر کے واقع ہونمین بین العلماء اختلاف ہی پس معظم فقہا نے اوسکے منعقد ہونے کو اختیار فرمایا ہی
اسلیے کہ مشروعیتِ نذر کے جو ادلہ ہین وہ محل فرض کو بھی شامل ہین اور بعض فقہا نے عدم انعقاد کو اختیار کیا ہی اسلیے کہ
لفظ نذر کا مدلول لغت عرب مین فقط وعدِ مشروط ہی جو صورت فرض مین مفقود ہی لیکن قول اول (نذر کا منعقد ہونا)
صحیح تر ہی اور نذر کا مدلول لغوی مطلق وعدہ ہی مشروط ہو یا نہو اور صحت نذر مین صیغہ کے علاوہ نیت قربت کا متحقق ہونا
بھی شرط ہی پس اگر کوئی شخص بوجہ نذر اپنے نفس کے باز رکھنے کا بدون قربت قصد کرے تو اوسکی نذر منعقد نہوگی اور
جبکہ نذر معلق مین ادائے شکر کا قصد کیا جائے تو اوسکی صحت کے لیے شرط کا سائغ (جسپر شکر نا ملائم اور مستحسن ہو)
ہونا لابد (ضرور) ہوگا اور اسیطرح نذر (معلق ہو یا نہو) مین جزا کا طاعت (عبادت) ہونا بھی اوسکی صحت کے لیے
ضرور ہی اور ہمارے نزدیک طلاق زوجہ کے ساتھ (جیسے زوجتی طالق ان فعلتُ کذا) نذر منعقد نہین ہوتی اور
میری زوجہ پر طلاق ہی اگر مین ایسا کرون
اسیطرح اعتاق مملوک (بندہ کا آزاد کرنا) کے ساتھ (جیسے عبدی حرٌ ان فعلتُ کذا) بھی منعقد نہین ہوتی
میرا غلام آزاد ہی اگر مین فلان کام کرون

فنذر ان یکون برّ فما للبلیة کقوله ان برئ المریض او تخطانی المکروہ فلله علی کذا والنذر زجر ان یقول ان فعلت کذا فلله علی کذا وان لم افعل کذا فلله علی کذا والتبرع ان یقول لله علی کذا فالکلام الذی ذکرنا من الخلاف فی انعقاد النذر بهما ولیس بموجود وفی الثالث فیه خلاف والانعقاد اصح ویشترط مع الصیغة نیة القربة فلو قصد منع نفسه بالنذر لا لله لم ینعقد ولا بد ان یکون الشرط

واما متعلق النذر فضابطه ان يكون طاعة مقدورة للناذر فهو اذن مختص بالعبادات كالحج والصوم والصلوٰة والهدي والصدقة والعتق اما الاول فلو نذر ان يحج ماشيا وجب ... من بلد الناذر وقيل من الميقات ولو حج راكبا اعاد ... ولو ركب بعضا ... قضى ... مطلقا ان كان معينا

اور اسیکو نذر تبرّر بالمعنی الاخص بھی کہتے ہین تیسرا امر متعلق نذر کے بیان مین متعلق نذر کا طاعت (عبادت) اور مقدور ناذر (جسکے بجالانے پر نذر کنندہ کو باعتبار عادت قدرت حاصل ہو گرچہ بالفعل اوسپر قادر نہو) ہونا اوسکی صحت مین شرط ہی بنا برین علیہ متعلق نذر کو فقط عبادت سے اختصاص ہوگا جیسے حج۔ صوم۔ صلوۃ۔ ہدی (کسی چیز کا خانہ کعبہ وغیرہ کے لیے ہدیہ کرنا) صدقہ۔ عتق (آزاد کرنا) وغیرہ وغیرہ پس متعلق نذر کی تفصیل کے لیے چھ مطلب بیان کیے جاتے ہین پہلا مطلب اون مسائل کے بیان مین جو نذر حج سے متعلق ہین پس اگر کوئی شخص پیادہ حج کرنے کی نذر کرے مثلاً کہے ان برئت من المرض فللہ علی ان احج ماشیا تو نذر منعقد ہوگی اور اوسے حج کے لیے بلد ناذر سے مشی (پیادہ چلنا) کرنا متعین ہوگا اسلیے کہ لفظ ماشیا سے باعتبار عرف مجموع طریق مین مشی کرنا مفہوم ہوتا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ میقات (وہ مقام معہود ہی جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اہل آفاق کے لیے معین فرمایا ہی) سے مشی کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ لفظ ماشیا ضمیر حج کا حال واقع ہوا ہی لہذا مشی کرنا حج کی صفت ہوگی اور چونکہ لفظ حج عرف شرعی مین مجموع مناسک مخصوصہ کا نام ہی لہذا حج کے علاوہ اور کسی وقت مین مشی کرنا واجب نہوگا اور اگر صورت مفروضہ مین باوجود قدرت علی المشی (پیادہ چلنے پر قادر ہنو) کے حالت رکوب (سوار ہونا) مین حج کریگا تو کافی نہوگا اور اوسکا حالت مشی مین اعادہ کرنا لازم ہوگا اور اگر بعض افعال کو حالت رکوب مین اور بعض آخر کو حالت مشی مین بجالائے تب بھی اعادہ کرنا لازم ہوگا لیکن حج دوم کے فقط اون افعال کا حالت مشی مین ادا کرنا واجب ہوگا جنکو حج اول مین بحالت رکوب ادا کیا تھا اور اوسکے مجموع افعال کا حالت مشی مین بجالانا لازم نہوگا تاکہ دونون دفعہ کے حجون سے مرکب ہوکر ایک حج حالت مشی مین متحقق ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اگر اوسکی نذر مطلق ہوگی (کسی سال مخصوص کے ساتھ مقید نہو) تو حالت مشی مین حج کا اعادہ کرنا لازم ہوگا اور اگر معین ہوگی (کسی سال مخصوص کے ساتھ مقید ہو) تو اوسپر حلف نذر کا کفارہ واجب ہوگا لیکن قول اول منقول بھی ہی اور اگر صاحب نذر مشی کرنے سے عاجز ہو جائے تو اوسپر حج کا حالت رکوب مین واقع کرنا معین ہوگا اور آیا بعوض مشی اوسپر سیاق بدنہ (وہ اونٹ نہیا لا جو کہ مکہ معظمہ مین قربانی کیا جاتا ہی) بھیجنا واجب ہوگا

بستلزمه كفارة خلف النذر والاول مروي ولو عجز الناذر عن المشي حج راكبا وهل يجب عليه سياق بدنة

یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہو کہ واجب ہوگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ واجب نہوگا بلکہ مستحب ہوگا اور یہی قول
اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اسلیے کہ صورت عجز مین اصل مشی ساقط ہو جاتی ہو لہذا اوسکا بدل بھی واجب
نہوگا علاوہ برین بحالت عدم بھی عدم وجوب کو مقتضی ہو اور اگر کوئی شخص حالت سواری مین حج کرنیکی
نذر کرے مثلاً کہے ان برئت فللہ علی ان احج راکبا اگر مجھکو شفا ہووے تو حقتعالے کے لیے مجھپر حالت رکوب مین
حج کرنا لازم ہی بعد ازان اوسکو حالت مشی مین بجالائے تو مقتضاے نذر کی مخالفت لازم آئیگی اور اگر کوئی شخص
مشی کرنے کی نذر کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسپر کشتی مین قائم رہنا واجب ہوگا اسلیے کہ قائم (کھڑا رہنیوالا)
کو ماشی (چلنے والا) سے زیادہ مشابہت ہی لیکن اوسکا مستحب ہونا بیوجہ نہین ہو اسلیے کہ کشتی مین مشی کرنا عادۃً
ساقط ہو جاتا ہی اور ناذر مشی سے طواف النساء کے بعد اوسکا وجوب برطرف ہو جاتا ہو اسلیے کہ طواف مذکور
کے بعد افعال حج تمام ہو جاتے ہین اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہوتے ہین اگر کوئی شخص کہے ان برئت من المرض
فللہ علی ان امشے الی بیت اللہ الحرام اگر مجھکو مرض سے شفا ہووے تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر
بیت اللہ حرام تک مشی کرنا لازم ہی تو یہ اطلاق حقتعالی کے اوس خانہ معظمہ کیطرف منصرف ہوگا جو کہ مشرفہ
مین موجود ہی اسلیے کہ اوسکے علاوہ کوئی دوسرا مقام وصف حرام کے ساتھ موصوف نہین ہوتا اور اسیطرح
اگر کوئی شخص فقط للہ علی ان امشے الی بیت اللہ پر اقتصار کرے اور لفظ حرام کے ساتھ تلفظ نکرے
تب بھی وہی خانہ معظمہ مراد لیا جائیگا اسلیے کہ لفظ بیت اللہ سے عند الاطلاق بالخصوص اوسیکا تبادر ہوتا ہی
اور اس مقام پر بعض علمانے فرمایا ہو کہ یہ نذر منعقد نہوگی تاوقتیکہ حرام کا بھی قصد نکرے اسلیے کہ بیت اللہ
ہونے مین جملہ مساجد شریک ہین اور خود ناذر نے اونمین سے کسی خاص بیت اللہ کی تعیین نہین کی اور اگر
کوئی شخص کہے للہ علی ان امشی الی بیت اللہ لاحاجا ولا معتمرا (حقتعالے کے لیے مجھپر بیت اللہ تک
بدون حج و عمرہ مشی کرنا لازم ہو تو بعض علمانے فرمایا ہو کہ اوسکی نذر منعقد ہو جائیگی اسلیے کہ صدر کلام
سے حج و عمرہ ایک کا ارادہ مفہوم ہوتا ہو اور ضمیمہ کورہ (لاحاجا ولا معتمرا) اوسکی نفی کو مقتضی ہو لہذا

وہ لغو ٹھرایا جائیگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسکی نذر ساقط ہوگی اسلیے کہ بیت اللہ مین بدون حج
یا عمرہ داخل ہونا داخل معصیت ہی حالانکہ متعلق نذر کا از قبیل طاعت ہونا اوسکی صحت مین شرط ہی اور اس
قول مین اشکال ہی اسلیے کہ بیت اللہ کا قصد کرنا فی نفسہ عبادت ہی اگرچہ حج یا عمرہ نرکھتا ہو بنا بر علیہ اوسکی نذر
کے منعقد ہونیکا کوئی مانع نہین ہی اور وجوب حج یا عمرہ اوسکی نذر سے خارج ہوگا اور اگر کوئی شخص فقط للہ علی
ان امشی (حقتعالی کے لیے مجھپر مشی کرنا لازم ہی) پر اقتصار کرے پس اگر کسی مقام معین کی (جیسے مسجد مین جانا یا
عیادت مریض کے لیے حرکت کرنا الی غیر ذلک) طرف مشی کرنیکا قصد کرے تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور مقام مقصود
تک مشی کرنا لازم ہوگا اور اگر کسی مقام معین کا قصد نکرے تو اوسکی نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ مشی من حیث ہو مشی
فی نفسہ داخل طاعت نہین ہی تاوقتیکہ کسی عبادت کا مقدمہ واقع نہو اور اگر کوئی شخص کہے ان رزقت ولدا فللہ
علی ان احج بہ (اگر مجھکو فرزند کرامت ہو تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر اوسکا حج کیواسطے جانا واجب ہی)
یا کہے ان رزقت ولدا فللہ علی ان احج عنہ (اگر مجھکو فرزند عنایت ہو تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر
اوسکی طرف سے حج کرنا لازم ہی) بعد ازان والد کا انتقال ہوجائے تو اوسکی اصل مال سے مولود کا حج کرانا یا اوسکی طرف
سے کسیکو حج کرنے کے لیے روانہ کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص حج کرنے کی نذر کرے اور اوسکے پاس
مال نہو بعد ازان کسی دوسرے کیطرف سے حج کو بجالائے تو دونون حجون (حج نذر و حج نیابت کے ادا ہونے) کے لیے
کافی ہوگا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین اوسکا حج کرنا صادق آتا ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ اوسنے اپنے ذمہ پر
ایسے حج مستقل کو لازم کیا تھا جسکے ادا ہونیمین دوسرے کیطرف سے حج کرنا کافی نہین ہی

دوسرا مطلب

اون مسائل کے بیان مین جو نذر صوم (روزہ) سے متعلق ہین اگر کوئی شخص ایام معدودہ کے روزہ کی
نذر کرے تو اوسکو تتابع (پے در پے رکھنا) اور تفریق (جدا جدا رکھنا) مین اختیار رہوگا ہان اگر تتابع کی
شرط کرلے تو روزہ کا پے در پے رکھنا معین ہوگا اور متفرق رکھنا کافی نہوگا اور صورت اطلاق مین
ایام منذورہ کیطرف مبادرت (مسارعت) کرنا افضل ہی اگرچہ تاخیر کرنا جائز ہی اور نذر صوم اوقات تک

ایجزاء عنہما علی تردد مسائل الصوم لو نذر صوم ایام معدودۃ کان مخیرا بین التتابع والتفریق الا مع شرط التتابع والمبادرۃ

منعقد نہوگی جبتک کہ وہ طاعت (عبادت) نہو پس اگر کوئی شخص عیدین (عید فطر و عید قربانی) یا احدہما (عید فطر و عید قربانی مین سے ایک) کے روزہ کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ عید کو روزہ رکھنا حرام ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص منی (مکہ معظمہ مین ایک مقام ہی جہان قربانی کیجاتی ہی) مین ایام تشریق (یوم نحر کے بعد تین تاریخین) کے روزہ رکھنے کی نذر کرے تب بھی منعقد نہوگی اسلیے کہ منی مین ایام مذکورہ کا روزہ رکھنا ممنوع ہی اور متعلق نذر کا راجح ہونا اوسکی صحت مین شرط ہی اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے حیض کے زمانے مین روزہ رکھنے کی نذر کرے تو اوسکی نذر بھی منعقد نہوگی اسلیے کہ ایام حیض کا روزہ صحیح نہین ہی اور اسیطرح اوس صورت مین بھی نذر منعقد نہین ہوتی جہان صوم منذور کے بجالانے پر قدرت حاصل نہو مثلاً اگر کوئی شخص اوس یوم کے روزہ کی نذر کرے جس مین کہ زید سفر سے واپس آئے تو اوسکی یہ نذر صحیح نہوگی خواہ رات کو واپس آئے یا دن کو پس رات کو صوم منذور کے بجالانے پر اسلیے قدرت نہین ہی کہ اس صورت مین شرط معدوم ہی کیونکہ یوم کا اطلاق فقط باعتبار عرف و لغت طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہوتا ہی علاوہ برین رات کا روزہ رکھنا مطلقاً صحیح نہین ہی اور اوسکا دن کو بجالانا اسلیے صحیح نہین ہی کہ اس صورت مین یوم منذور کے صوم پر قدرت حاصل نہین ہی کیونکہ بعض یوم کا منقضی ہوجانا مفروض ہی اور بعض باقی یوم منذور کا مصداق نہین ہی اسلیے کہ اوس سے مجموع یوم مراد ہی علاوہ برین بعض یوم کا روزہ مشروع (جائز) بھی نہین ہی کیونکہ اوسکی صحت کے لیے مجموع یوم درکار ہی اور اسمین ایک وجہ (احتمال) اور ہی جسکا محصل یہ ہی کہ اگر زید نے سفر سے قبل زوال مراجعت کی ہو اور ناذر نے کسی مفطر کا استعمال نکیا ہو تو اوسکی نذر منعقد ہوجائیگی اسلیے کہ اسقدر زمانہ مین روزہ مستحب بلکہ بعض وجوہ پر روزہ واجب کے واقع ہونے کی صلاحیت حاصل ہی لہذا انعقاد نذر کا کوئی مانع نہین ہی اور اگر کوئی شخص کہے للہ علی ان اصوم یوم قدوم زید دائما (حق تعالی کے لیے مجھپر زید کے سفر سے واپس آنے کے دن کا (دائما) روزہ رکھنا لازم ہی) تو اوس روز کا روزہ ساقط ہوگا جس روز کہ زید واپس آئے اور

ولا ینعقد نذر الصوم الا ان یکون طاعۃ فلو نذر بصوم العیدین او احدہما لا ینعقد وکذا لو نذر بصوم ایام التشریق بمنی وکذا لو نذرت المرأۃ صوم ایام حیضہا وکذا لا ینعقد ایضا اذا لم یکن ممکنا کما لو نذر بصوم یوم قدوم زید سواء قدم لیلا او نہارا اما لیلا فلعدم الشرط واما نہارا فلعدم التمکن من صیام الیوم المنذور وفیہ وجہ

اوسکے علاوہ اوسی روز کا روزہ ہمیشہ کے لیے واجب ہوگا بناءً علیہ اگر قدوم زید کا روز پنجشنبہ
فرض کیا جائے تو اوس روز کا روزہ ساقط ہوگا اور بعد از ان ہر پنجشنبہ کو روزہ رکھنا لازم ہوگا
اور اگر وہ روز ماہِ مبارکِ رمضان مین واقع ہو تو فقط ماہِ مبارک کا روزہ رکھنا لازم ہوگا اور نذر
ساقط ہوگی اسلیے کہ ماہِ رمضان مین غیر رمضان کا روزہ مشروع نہین ہے پس وہ شامل مستثنیٰ ہے اور اوسکی
قضا بھی نکریگا جسکی وجہ واضح ہے اور اگر وہ روز اتفاق سے روز عید (فطر یا قربان) واقع ہو تو اوسکا
افطار کرنا اجماعًا لازم ہوگا اور آیا اوسکی قضا بھی واجب ہوگی یا نہین اسمین بین العلماء اختلاف ہے لکن
اوسکی قضا کا واجب نہونا اشبہ اور اصولِ مذہب کے موافق ہے اسلیے کہ اصل عدم وجوب ہے علاوہ برین
یومِ عید مین شب کیطرح روزہ کی صلاحیت نہین ہے اور قضا فرع ادا ہے۔ یا فرض جدید کی محتاج ہے جو
محلِ بحث مین مفقود ہے اور اگر ناذر کو (جسنے کہ قدوم زید کے دن کے روزہ رکھنے کی نذر کی ہے) پر
کسی کفارہ مرتبہ (جیسے ظہار کا کفارہ) مین شہرین متتابعین (پے درپے دو مہینے) کا روزہ واجب ہو تو
شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ خطاب کفارہ کو خطاب نذر پر مقدم کرنا واجب ہے پس اولاً کفارہ کے دو مہینون
مین سے تحصیل تتابع (پے درپے رکھنا) کے لیے ماہِ اوّل کے روزون کو ادا کرنا معین ہوگا اور جبکہ
ماہِ دوم کے بعض ایام (مثلاً ایک روز) کا روزہ رکھیگا تو ایام باقیہ مین روزۂ نذر کا بجالانا لازم ہوگا اسلیے
ماہِ اوّل کے کل روزے اور ماہِ دوم کے بعض روزے ادا ہو جانے کے بعد حکم تتابع ساقط (برطرف)
ہو جاتا ہے اور بعض متاخرین (ابن ادریس علیہ الرحمہ) نے فرمایا ہے کہ خطابِ نذر کو خطابِ کفارہ پر مقدم رکھنا
واجب ہوگا اور صوم کفارہ کی تکلیف ساقط ہو جائیگی اسلیے کہ صورتِ مفروضہ مین تتابع ممکن نہین ہے
جو صوم کفارہ کی صحت مین شرط ہے اور عدم شرط کو انتفائے مشروط لازم ہے پس صومِ کفارہ کا فرض اطعام مساکین
کیطرف منتقل ہوگا اور یہ قول کچھ نہین ہے بغایت ضعیف ہے کیونکہ اسمین ادلہ شرعیہ کی مخالفت لازم آتی ہے
اور صوم نذر کا مسقطِ تکلیف یا تتابع مین قادح ہونا مسلم نہین ہے اور یومِ مذکور مین روزۂ نذر کا معین ہونا

(حاشیہ) یعنی نذر ہے کہ
ماہ رمضان میں غیر رمضان
کے روزوں کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ
خود رمضان مبارک کے روزوں کی نذر کی جائے
یا یہ معنی کہ یوم بیض کے علاوہ یوم نذر بھی ادا ہو سکا
التزام کر لیا جائے اور ماہ مبارک کے روزہ پر
روزہ نذر بھی صادق آئے جیسا کہ تو صورت افطار
میں واقع ہوتا ہے اسلیے کہ اگر نذر روزوں کی معین کی
قائل ہوں تو حالت افطار میں مخالفت نذر کا کفارہ
بھی لازم ہوگا اور دوسری صورت
یہ ہے کہ ماہ رمضان
میں

اور ماہ رمضان کا روزہ ترک کر دیا جائے اور روزہ کسی دوسری جنس کی بھی نیت کیجائے
عبارت مصنف سے جس میں بظاہر یہی صورت مراد ہے اور
کرنا اور نیت صوم مستقل کی نذر کا بھی جبکہ اتفاقاً ماہ مبارک میں نذر کو پایا تو
واقع ہونا مفروض ہو اور اس صورت میں ماہ رمضان میں غیر رمضان کا
ہو جانا اور واقع ہوا اسلیے کہ رمضان میں بہ اتفاق شیخین امام زفر علیہ الرحمہ
روزہ بالاتفاق صحیح نہیں ہے بخلاف امام زفر کے اور اول کا
عبارت مصنف سے یہ صورت سمجھی
کیا ہے اور بعدم وجوب بطلان فرمایا ہے

اگر نذر واجب کی صحت کے قائل ہوں (چنانچہ
اقوی یہی ہے) تو ماہ مبارک کا روزہ دو سبب
(ماہ رمضان اور نذر) سے لازم ہوگا
اور اوسکا فائدہ عمداً
افطار کرنے
بخلاف اوسکے استقام پر عدم صحت کا جزم کیا ہے اور
علیہ الرحمہ نے وہاں پر اوسکے حکم میں تردد فرمایا ہے اور
صحیح ہونے پر مبنی ہے جسکی بحث عنقریب آئیگی اور مصنف
فرمایا ہے کہ مصنف کا یہ کلام صوم واجب کی نذر کے
لہذا اوس یوم نذر کرنا صحیح ہوگا بعد ازان
جب صوم نذر پر سابق ہو
کو تم رمضان کا

میں
ظاہر ہوگا یعنی نذر سے
رمضان کا
اور ثانی ترجیح
اور بنا بر
مصنف
علیہ الرحمہ
دونوں کا حق سے لازم ہونے کے ایک شرع و ... میں
روز نذر کا انتہی کلامہ مفرق میں جس صورت میں تردد اور جب ہوا
دو صورت ہو علیہ ... کی عبارت میں اعتراض ہوگا اور ... ہر دو صورت ... امر میں انتہا
مصنف علیہ ... اعتراض ہوگا اس لیے کہ مصنف نے علیہ الرحمہ
یہ ... اسلیے اور صورت ... واجب کی
صورت اصل میں تردد فرمایا ہے اور صورت کی ... دوسری بھی
کیا ہے اور ... میں تقدیر ... دوسری ... ہوتی ہے
... لازم ... ہو گیا ہو ... ہوگی
... ہی

(اگرچہ مکرر ہو) بوجہ نہین ہی پس روزۂ نذر کے بعد صومِ کفارہ کو ادا کریگا اور اوسکی وجہ سے ماہ اول یا ماہ دوم مین تتابع ساقط نہوگی اسلیے کہ وہ (روزۂ نذر) ایسا عذر ہی جس سے احتراز کرنا ممکن نہین ہی اور اس حکم مین وجوب تکفیر (کفارہ دینا) کا نذر پر مقدم یا اوس سے موخر ہونا مساوی ہی اسلیے کہ یوم مذکور مین صومِ منذور کے ادا کرنیکی تعیین اون ادلۂ شرعیہ سے ہوچکی ہی جنسے ہر زمانے مین نذر کے واقع کرنیکی مشروعیت (جوازہ) مستفاد ہوئی ہی اور وجوب کفارہ کا مقدم ہونا اوسکے منعقد ہونے اور قاطع تتابع ہونے کے منافی نہین ہی اور جبکہ کوئی شخص روزہ رکھنے کی نذر کرے اور اوسکی مقدار کو معین نکرے تو روزہ کی اقل مقدار جو ادائے نذر مین کافی ہو وہ ایک روز ہی اسلیے کہ ہمارے نزدیک ایک روز سے کم کا روزہ صحیح نہین ہوسکتا اور اسیطرح اگر کوئی شخص تصدق کرنے کی نذر کرے اور مقدار صدقہ کو معین نکرے تو ادائے نذر کے لیے مال کے اقل اوس مقدار کا تصدق کرنا کافی ہوگا جسکو اسم صدقہ شامل ہو اور اگر کوئی شخص کسی بلد معین مین روزہ رکھنے کی نذر کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسکو ہر مکان کا روزہ رکھنا ادائے نذر کے لیے کافی ہوگا اسلیے کہ مکان مخصوص کو باقی مکانون پر کوئی ترجیح نہین ہی لہذا ہر مکان مساوی ہوگا اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ اوسنے صومِ منذور کو مکانِ مخصوص کے ساتھ مقید کیا ہی پس اوسکے علاوہ کسی دوسرے مکان کا روزہ کافی نہونا چاہیے اور انعقاد نذر کے لیے فقط اصل صوم کا راجح ہونا ضرور ہی جو صورتِ فرض مین حاصل ہی اگرچہ مکان مخصوص کو باقی مکانون پر فی نفسہ کوئی مزیت نہو اور اگر کوئی شخص کہے للہ علیّ ان اصوم زمانًا (حقتعالے کے لیے مجھپر ایک زمانہ تک روزہ رکھنا لازم ہی) تو اوسپر پانچ مہینے کے روزون کا ادا کرنا واجب ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے للہ علیّ ان اصوم حینًا (حقتعالے کے لیے مجھپر ایک وقت تک روزہ رکھنا لازم ہی) تو اوسپر چھ مہینے کے روزون کا ادا کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ حضرت امیرالمومنین سلام اللہ علیہ نے صوم زمان و حین کی نذر مین ارشاد فرمایا ہی الزمان خمسة اشهر والحين ستة اشهر (زمان سے پانچ مہینے اور

والحجة عليه ... ولو اتفق الصوم وان كان عن النذر فهل يسقط به التتابع ام لا ... الشهر الاول ولو اتفق نذر لم يتعذر عنه ... لا يمكن الاحتراز عنه ويستوي في ذلك تقدم وجوب التكفير على النذر وتأخره ... وجب اتيانه بيوم ... على النذر صوما ولم يعين ... ولو نذر صوما مطلقا فاقله يوم ... وكذا لو نذر ان يتصدق ... اقتصر على اقل ما يتناوله الاسم ... ولو نذر الصيام في بلد معين قال الشيخ صام اين شاء وفيه

ترددومن نذر ان يصوم زمانا كان خمسة اشهر

صفحہ (۲۰۹) متعلقہ

مراد ہین اور ان دونون روایتون سے توتی اکلہا کل آہ مین بھی چھ مہینے لفظ حین سے قول حق سمجھو تھا اور فرمایا سبب کی او معلوم ہم مہینے کے روزون کا سوال کیا گیا تھا آپ سے کبھی ایسے ہی مسئلہ کا امیر المومنین علیہ السلام و حضرت

صح حین بمعنی وقت فی لغت شخص نے بیکر عرف اور وقت [illegible] اور ان دونون مین اور یہ اول مین [illegible] تاویل [illegible] جب [illegible] اور اسنے نذر مین [illegible] حسن صحیح [illegible]

ہوئی ہی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو کہ حین کا ماہ معصوم علیہ السلام سے نقل ہو کہ زمان پانچ مہینے ہو تفسیر [illegible] دیکھا ہو کہ وہ حین کی [illegible] فال [illegible] زمان

یعنی کسی شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اوس ... مین صوم حین کی نذر کی ہو اور پھر کسقدر روزون کا ادا کرنا لازم ہوگا پس حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وو

خمسۃ اشھر والحین ستۃ اشھر لان اللہ تعالی یقول توتی اکلہا کل حین یعنے
حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اوس شخص کے حال مین جسنے صوم زمان
کی نذر کی تھی ارشاد فرمایا ہو کہ زمان کا پانچ مہینے اور حین کا چھ مہینے پر حمل
کیا جاییگا اسلیے کہ قول باری تعالی توتی اکلہا آہ مین بھی چھ مہینے مراد ہین اور
نیز خبر ابی الربیع شامی مین وارد ہوا ہو سئل ابو عبد اللہ علیہ السلام عن رجل قال للّٰہ

... جمیع ایام ... کہا اور ... نے کہا کہ فقال ابو عبد اللہ علیہ السلام قدامی علی بن ... فی رجل فقال ... ان اللہ ... یقول توتی اکلہا کل حین باذن ربہا ... یعنی چھ مہینے

[illegible]

حین سے چھ مہینے مراد ہین) اور اگر ناذر نے لفظ زمان وحین سے صیغۂ نذر کے وقت کسی دوسرے معنی (جیسے ایک روز یا دو مہینے کا قصد کیا ہو تو اوسی پر عمل کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ نذر مین بھی قسم کیطرح نیت کا اعتبار ہے اور لفظ مذکور کا باعتبار عرف ولغت زمان قلیل وکثیر دونون پر اطلاق ہوتا ہی **تیسرا مطلب** اون مسائل کے بیان مین جو نذر صلوۃ (نماز) سے متعلق ہین جبکہ کوئی شخص نماز کی نذر کرے اور اوسکی رکعتون کو معین نکرے تو ادائے نذر کے لیے کم سے کم دو رکعتون کا ادا کرنا لازم ہوگا اور ایک رکعت کا ادا کرنا کافی نہوگا اسلیے کہ نماز ہائے معہودہ اور غالبہ مین کوئی نماز دو رکعتون سے کم نہین ہے اور ایک رکعت کی نماز بغایت نادر ہے اور نماز وتر کے سوا کسی نماز مین مشروع نہین ہے اور بعض علما (ابن ادریس علیہ الرحمہ) نے فرمایا ہے کہ ایک رکعت بھی ادا مین کافی ہوگی اور یہ قول خوب ہے اسلیے کہ ایک رکعت کی نماز اگرچہ نادر ہے لیکن اوسکی مشروعیت ثابت ہے جو انعقاد نذر کے لیے کافی ہے اور اگر کوئی شخص کہے للہ علیّ ان افعل قربۃ (حقتعالی کے لیے مجھپر ایسے فعل کا بجالانا واجب ہے جس سے تقرب حاصل ہو) اور کسی خاص فعل کی تعیین نکرے تو اوسکو ادائے نذر کے لیے کسی عبادت کا بجالانا کافی ہوگا خواہ روزہ رکھے یا کچھ مال تصدق کردے یا دو رکعت نماز بجالائے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ ادائے نذر کے لیے ایک رکعت کا بجالانا بھی کافی ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مسجد معین مین نماز پڑھنے کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور نماز منذور کا بجالانا واجب ہوگا اسلیے کہ یہ (نماز کا مسجد معین مین بجالانا) عبادت ہے اور اسیطرح اگر مسجد کے کسی مکان معین مین نماز پڑھنے کی نذر کرے تب بھی یہی حکم ہوگا لیکن اگر کوئی شخص ایسے مکان مین نماز پڑھنے کی نذر کرے جسمین عبادت کرنے کو باقی مکانون پر کوئی مزیّت (فضیلت) نہو تو بعض علمائے فرمایا ہے کہ اوسکی نذر منعقد نہوگی باین معنی کہ اوسپر نماز کا مکان مذکور مین بجالانا معین نہوگا بلکہ فقط نماز کا ادا کرنا لازم ہوگا جس مکان مین چاہے ادا کرے اسلیے کہ نفس نماز کو رجحان حاصل ہے اور اس قول مین تردد ہے اسلیے کہ اوصاف منذور کے راجح ہونے کا اعتبار ثابت نہین ہے بلکہ نفس منذور کا راجح ہونا

ولو نذر حینًا کان ستۃ اشہر ولو نوی غیر ذلک لعمل النذر لغۃ ما نوی
مسائل الصلوۃ
اذا نذر الصلوۃ فاقل ما یجزیہ رکعتان وقیل رکعۃ وهو حسن وکذا لو نذر ان یفعل قربۃ ولم یعینها کان مخیرا ان شاء صام وان شاء تصدق [illegible] وان شاء صلی رکعتین وقیل تجزی رکعۃ ولو نذر الصلوۃ فی مسجد معین او مکان معین من المسجد لزم لانہا طاعۃ ولو نذر ایقاعها فی مکان لا مزیۃ فیہ للطاعۃ علی غیرہ قیل لا یلزم

ویجزی ایقاعها فی کل مکان وفیہ تردد +

انعقاد نذر کے لیے کافی ہی جیسا کہ قبل ازین مذکور ہو چکا ہی اور اگر کوئی شخص کسی وقت مخصوص مین نماز پڑھنے کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور نماز کا اوسی زمان مخصوص مین بجا لانا لازم ہوگا بالاتفاق ۱۲ مسالک **چوتھا مطلب** اون مسائل کے بیان مین جو نذر عتق (آزاد کرنا) سے متعلق ہین جبکہ کوئی شخص کسی غلام مسلم کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور غلام موصوف کا آزاد کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کافر معین کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو منعقد نہوگی اور اگر کافر غیر معین کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو آیا اوسکی نذر منعقد ہوگی یا نہین سمین بین العلماء اختلاف ہی لکن اوسکا منعقد اور لازم نہونا اشبہ ہی اور اگر کوئی شخص عتق رقبہ (مملوک کا آزاد کرنا) کی نذر کرے تو اوسکو ادائے نذر کے لیے کسی مملوک (غلام یا کنیز) کا آزاد کر دینا کافی ہوگا صغیر ہو یا کبیر صحیح ہو یا معیب (جسمین کوئی عیب ہو) بشرطیکہ کوئی ایسا عیب نہو جو موجب حریت ہو (جیسے اوسکا زمین گیر ہونا) والا کافی نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین وہ محکوم بحریت ہی اور اگر کوئی شخص کسی مملوک کی بیع نکرنے کی نذر کرے مثلاً کہے للہ علی ان لا ابیع مملوکی فلانا (حقتعالے کے لیے مجھپر اپنے فلان مملوک کا فروخت نکرنا لازم ہی) تو اوسکو مقتضائے نذر پر عمل کرنا لازم ہوگا اور اگر بعد ازان اوسکے فروخت کرنے کیطرف مضطر ہو تو آیا اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا یا نہین پس بعض علماء (شیخ الطائفہ قاضی ابن براج وغیرہ) نے فرمایا ہی کہ جائز نہوگا اسلیے کہ انعقاد نذر کے بعد اوسکا فروخت کرنا حرام ہو گیا تھا پس اوسی کا استصحاب کیا جائیگا لکن بوقت ضرورت اوسکی بیع کا جائز ہونا بوجہ نہین ہی اسلیے کہ اس صورت مین متعلق نذر مرجوح اور اوسکا حکم باطل ہو جاتا ہی اور اگر کوئی شخص اپنے ہر غلام قدیم کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو اوسکو ادائے نذر کے لیے ہر اوس غلام کا آزاد کرنا لازم ہوگا جسپر اوسکی ملک مین چھ مہینے یا زائد گذر چکے ہون جیسا کہ مرسل داؤد مین حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہوا ہی **پانچوان مطلب** اون مسائل کے بیان مین جو نذر صدقہ سے متعلق ہین جبکہ کوئی شخص تصدق کرنے کی نذر کرے اور اسی پر اقتصار کرے تو اوسپر اوس قدر مال کا تصدق کرنا لازم ہوگا جسپر اسم صدقہ صادق آتا ہو اگرچہ قلیل ہو (جیسے ایک درہم) اور اگر

ولو نذر ان يصلي الصلوة في وقت مخصوص لزمه

مسائل العتق

اذا نذر عتق عبد مسلم لزمه ولو نذر عتق كافر معين لم ينعقد وفي غير المعين خلاف والاشبه انه لا يلزم ولو نذر عتق رقبة اجزأته الصغيرة والكبيرة والصحيحة والمعيبة اذا لم يكن العيب موجبا للعتق ومن نذر ان لا يبيع مملوكا لزمه وان اضطر الى بيعه قيل لم يجز والوجه الجواز مع الضرورة ولو نذر عتق كل عبد قديم لزمه عتاق من مضى عليه في ملكه ستة اشهر فصاعدا

مسائل الصدقة

اذا نذر ان يتصدق واقتصر

مال تصدق کے لیے کوئی مقدار بھی معین کرے تو اوسی کا تصدق کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص مال کثیر کے تصدق کرنے کی نذر کرے مثلاً کہے ان عوفیت فللّٰہ علیّ ان اتصدق بمالٍ کثیر (اگر مجھکو فلان مرض سے صحت حاصل ہوئی تو حقتعالیٰ کے لیے مجھپر مال کثیر کے ساتھ تصدق کرنا لازم ہی) تو اوس سے اسّی درہم مراد لیے جائینگے جیسا کہ ابوبکر حضرمی کی روایت مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہو کہ حضرت نے بصورت مفروضہ مین ارشاد فرمایا یتصدق ثمانین درہماً فانہ یجزیہ ذلک ببینہ فی کتاب اللہ اذ یقول لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ والکثیرۃ فی کتاب اللہ ثمانین اور اگر کوئی شخص مال خطیر یا جلیل کے ساتھ تصدق کرنے کی نذر کرے (مثلاً کہے ان عوفیت فللّٰہ علیّ ان اتصدق بمالٍ خطیرٍ یا کہے بمالٍ جلیل) تو لفظ مذکور سے اوسنے جس مقدار کا ارادہ کیا ہوگا اوسیکے ساتھ تفسیر کریگا اور اگر موت وغیرہ کیوجہ سے اوسکی تفسیر کا معلوم ہونا متعذر (دشوار) ہوجائے تو اوسکے ولی (وارث) کیطرف رجوع کیجائیگی اور اوسکی تفسیر پر عمل کرنا معین ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مقام معین مین تصدق کرنے کی نذر کرے تو اوسکو مقتضائے نذر پر عمل کرنا واجب ہوگا اور اگر مال صدقہ کو کسی دوسرے مقام پر صرف کریگا تو اوسپر مقام منذور مین اوسیقدر صدقہ کا اعادہ کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے جمیع مال کے ساتھ تصدق کرنے کی نذر کرے مثلاً کہے (للّٰہ علیّ ان اتصدق بجمیع ما املکہ (حقتعالیٰ کے لیے مجھپر اپنے کل مال کے ساتھ تصدق کرنا لازم ہی) تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور اوسپر عمل کرنا لازم ہوگا پس اگر جمیع مال کے ساتھ تصدق کر نہین اوسکا یا اوسکے عیال کا ضرر ہو تو اپنے کل مال کی قیمت کو مشخص کرے بعد ازان بدفعات تصدق کرے تا اینکہ اوسکو قدر واجب کے ساتھ تصدق کرنیکا علم حاصل ہو اور اگر کوئی شخص اپنے بعض مال کے فی سبیل الخیر (وہ امر خیر جسکا بجا لانا [illegible] تصدق کرنے کی نذر کرے تو اوسکو مال مذکور کا فقراء مومنین یا حج یا زیارت یا مومنین کی کسی دوسری مصلحت مین تصدق کرنا برائت ذمہ کے لیے کافی ہوگا اور کسی خاص مصلحت مین تصدق کرنا معین نہوگا چھٹا مطلب

[illegible]

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق کی
خدمت با سعادت میں حاضر ہوا اور بعد سلام
عرض کیا کہ میں نے نذر کی تھی کہ اگر حق تعالیٰ [illegible] صحت و عافیت دے
تو میں اپنا تمام مال تصدق کرونگا [illegible]
[illegible] اپنے اہل و عیال کو [illegible]
[illegible] اپنے مکان اور دیگر اموال کو فروخت
[illegible]

[illegible]

متعلقہ صفحہ ۲۱۳

[illegible]

اون مسائل کے بیان مین جو نذر ہدی (کسی شی کا خانہ کعبہ کے لیے ہدیہ کرنا) سے متعلق ہین جبکہ کوئی شخص ہدیہ
(ناقہ یعنی مال کا ہدیہ کرنا) کی نذر کرے اور کسی مقام کو معین نکرے تو یہ اطلاق خصوص خانہ کعبہ کیطرف منصرف
ہوگا اسلیے کہ عرف شرع مین استعمال ظاہر یہی ہے اور اگر کوئی شخص نذر مذکور مین مقام منی کا قصد کرے تو
اوسکی نذر منعقد ہوگی اور اوسکے موافق عمل کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اون دونون مقامون
(خانہ کعبہ و منی) کے سوا کسی مقام مین ہدی بدنہ کے نذر کرے تو منعقد نہوگی اسلیے کہ یہ طاعت نہین ہے
کیونکہ ہدی کا غیر موضعین مین مشروع ہونا ثابت نہین ہوا اور اگر کوئی شخص فقط نذر ہدی پر اقتصار
کرے (مثلاً کہے لله علی ان اهدی) اور کسی شی کو معین نکرے تو اوسکا اطلاق خصوص انعام
(گوسپند۔ گاؤ۔ شتر) کیطرف منصرف ہوگا اسلیے کہ لفظ ہدی سے عرف شرع مین یہی مراد ہے لیکن ناذر کو
ادائے نذر کے لیے منجملہ انعام اوس حیوان کا ہدیہ کرنا کافی ہوگا جسکو اسم ہدی شامل ہو اگرچہ ہدی
کے شرائط اوسمین موجود نہون اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ صورت اطلاق مین خصوص انعام کا
ہدیہ کرنا معین نہوگا بلکہ اوسکو ہر ایسی شی کا ہدیہ کرنا کافی ہوگا جسپر اسم مالیت صادق آئے اگرچہ ایک بیضہ ہو
اسلیے کہ اسم ہدی کا ہر مال پر اطلاق کیا جاتا ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ صورت مفروضہ مین ناذر کو
منجملہ انعام اوس حیوان کا ہدیہ کرنا لازم ہوگا جو باب اضحیہ (قربانی) مین کافی ہے اور فقط مسمی ہدی
کا ہدیہ کافی نہوگا اور قول اول اشبہ و اصول مذہب کے موافق ہے اور اگر کوئی شخص انعام کے سوا
کسی اور مال کے ہدیہ بیت الله کرنے کی نذر کرے تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ یہ نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ
مشروعیت ہدی فقط انعام سے مختص ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ نذر منعقد ہوگی اور مال منذور
فروخت کیا جائیگا اور خانہ کعبہ کے مصالح مین صرف کیا جائیگا اسلیے کہ مال مذکور کو اگرچہ اسم ہدی
شامل نہو لیکن وہ نذر صدقہ مین داخل ہے پس اگر کوئی شخص اپنے غلام یا کنیز یا چوپایہ کے ہدیہ کرنے کی نذر
کرے تو اوسکا فروخت کرنا اور اوسکی قیمت کا خانہ کعبہ یا اوس مشہد کے مصالح مین جسکے لیے کہ اوسنے

نذر کی ہو اور اعانت حاج یا زوار مین صرف کرنا معین ہوگا اور اگر کوئی شخص مکہ معظمہ مین نحر ہدی (منجملہ انعام کسی حیوان کا قربانی کرنا) کی نذر کرے تو مقتضائے نذر پر عمل کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ وہ داخل طاعت ہی اور آیا مکہ معظمہ کے فقراء و مساکین پر اوسکے گوشت کا تقسیم کرنا بھی واجب ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ واجب ہوگا اسلیے کہ یہ موافق احتیاط ہی کیونکہ اسمین برارت ذمہ کا یقین حاصل ہی اور فقط اوسکے نحر پر اقتصار کرنے مین برارت ذمہ مشکوک ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص منیٰ مین نحر کرنے کی نذر کرے تب بھی یہی کلام ہوگا اور اگر کوئی شخص ان دونون مقامون (خانۂ کعبہ و منیٰ) کے سوا کسی اور مقام (جیسے مشہد رضوی) مین نحر ہدی کی نذر کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ یہ نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ اسکا ازقبیل طاعت (عبادت) ہونا ثابت نہین ہوا جو متعلق نذر مین شرط ہی لکن نذر مذکور کا منعقد ہونا اقوی ہی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین ناذر نے بقعہ کے فقراء و مساکین پر تصدق کرنیکا قصد کیا ہی جسکا ازقبیل طاعت ہونا واضح ہی اور اگر کوئی شخص اہدائے ہدیہ کی نذر کرے اور اوس سے ناقہ کا قصد کرے تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور اسیطرح اگر فقط اوسکے ہدیہ کرنے کی نذر پر اقتصار کرے اور اوسکے مدلول سے کسی خاص حیوان کا قصد نکرے تب بھی اوسکی نذر منعقد ہوگی اور خصوص ناقہ مراد لیا جائیگا اسلیے کہ بدنہ عرفاً اور لغتہً مادۂ شتر سے عبارت ہی اور جس شخص پر کہ نذر کیوجہ سے بدنہ کا ہدیہ یا نحر کرنا واجب ہو اور اوسپر قادر نہو تو اوسکو ہدیہ کے عوض گاؤ کا ہدیہ یا نحر کرنا لازم ہوگا اور اگر اوس سے بھی عاجز ہو تو اوسپر سات گوسپندون کا ہدیہ یا نحر کرنا معین ہوگا

چوتھا امر لواحق نذر کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** نذر منعقد کی مخالفت کرنے مین کفارۂ یمین لازم ہوتا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ وہ کفارہ لازم ہوتا ہی جو روزۂ رمضان کے افطار کرنے مین لازم ہوتا ہی لکن قول اول اشہر ہی اور کفارہ نذر اوسوقت تک لازم نہین ہوتا جبتک کہ اوسکی مخالفت از راہ عمد و اختیار صادر نہو **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی کسی سال معین کے روزون کی نذر کرے تو اوسپر مجموع سال مین روزہ رکھنا واجب ہوگا البتہ اس حکم سے فقط دو زمانے مستثنیٰ ہین **اول** عیدین

(فطر و اضحی) کا روزہ دوم ایام تشریق کا روزہ اوس شخص کے لیے جو منی مین موجود ہو اور جسطرح کہ ایام مذکورہ
دونون کی گیارھوین بارھوین اور تیرھوین تاریخ
(عیدین و ایام تشریق) کا روزہ رکھنا صحیح نہین ہے اسیطرح اونکے روزون کی قضا بھی ساقط ہے اسلیے کہ ایام نذر
سے خارج ہین اور اگر ناذر مذکور منی کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر موجود ہو تو اوسکو ایام تشریق کا روزہ رکھنا
بھی لازم ہوگا اور اگر اثنائے سال مین کسی دن کے روزہ کو بدون عذر از راہ عمد افطار کرے گا تو اوسکا قضا
کرنا لازم ہوگا پس اگر ناذر مذکور نے اپنی نذر مین تتابع صوم کی شرط نکی ہو تو اوسکو بنا کرنا (یعنے جس دن سے
روزہ کو افطار کیا ہے اوسی دن سے روزہ رکھنا) جائز نہوگا اور حلف نذر کا کفارہ دینا لازم ہوگا اور اگر تتابع صوم
اور اوسپر از سر نو روزہ رکھنا واجب ہوگا
کو بھی شرط کیا ہو تو استیناف کرنا متعین ہوگا اور بعض اصحاب نے فرمایا ہے کہ اگر اوسنے نصف سال کے بعد روزہ کو
یعنے از سر نو روزہ رکھنا
افطار کیا ہے تو اوسکو بنا کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ تجاوز نصف کیوجہ سے حکم استیناف باطل ہوجاتا ہے اگرچہ اوسنے
عمداً تفرقہ کیا ہو اور اگر نصف سال کے قبل روزہ کو افطار کیا ہے تو بنا کرنا جائز نہوگا بلکہ استیناف کرنا متعین ہوگا
اور یہ قول از قبیل تحکم (بے دلیل) ہے اور اگر ناذر مذکور نے روزہ کو کسی عذر (جیسے بیمار ہونا یا خون حیض یا
نفاس کا موجود ہونا) کیوجہ سے افطار کیا ہے تو اوسکو دونون صورتون (خواہ تتابع کو شرط کیا ہو یا نکیا ہو) مین
بنا کرنا صحیح ہوگا اور کفارہ بھی لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص صوم دہر کی نذر کرے تو اوسکی نذر صحیح ہوگی و عیدین
(فطر و اضحی) ساقط ہوگا اور اسیطرح ایام تشریق کا روزہ بھی اوس شخص کے لیے ساقط ہوگا جو منی مین موجود ہو اور
ناذر مذکور کو سفر مین افطار کرنا واجب ہوگا اور اسیطرح زن حائضہ کو ایام حیض مین افطار کرنا لازم اور
روزہ رکھنا حرام ہوگا اور اون دونون (مسافر۔حائض) پر قضا کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ صورت مفروضہ
(صوم دہر) مین اوسکے لیے کوئی وقت نہین ہے اور سفر ضروری (جسکے ترک مین کسی نفس محترمہ یا مال محترم وغیرہ
کے تلف ہونیکا خوف ہو) بھی مخل عذر ہے جسکی وجہ سے تتابع صوم منقطع نہین ہوتی ہان سفر اختیاری (بغیر ضرورت)
کیوجہ سے تتابع صوم منقطع ہوجاتی ہے اور اگر کوئی شخص کسی سال غیر معین کے روزون کی نذر کرے اور تتابع صوم
کی شرط نکرے تو اوسکو تتابع اور تفرقہ مین اختیار ہوگا اور اوسکو ادائے نذر کے لیے بارہ مہینے کا روزہ رکھنا

کافی ہوگا اگرچہ تفریق رکھے اور اگر تتابع کی بھی شرط کی ہو تو اوسکو بدون فاصلہ بارہ مہینون کے روزون کا ادا کرنا لازم ہوگا اور مہینے سے باعتبار عرف وہ مدت مراد ہو جو بین الہلالین (دو چاندون کے درمیان) واقع ہو (خواہ اونتیس روز ہون یا تیس روز) بشرطیکہ انکسار نہو اور اگر انکسار ہو تو اوس سے پورے تیس روز مراد لیے جائینگے پس اگر ناذر مذکور ماہ شوال کو روزہ رکھے اور وہ ناقص (اونتیسا) ہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ اوسکو ماہ مذکور کا بعوض عید ایک روزہ کے ساتھ کامل کرنا کافی ہوگا اسلیے کہ اوسپر مہینہ صادق آتا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اوسکا دو روز کے ساتھ کامل کرنا لازم ہوگا اور یہ قول خوب ہو اسلیے کہ ماہ شوال مین روز عید کیوجہ سے انکسار موجود ہو لہذا تحقق ماہ کے لیے پورے تیس روز کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اور فقط مقدار انکسار کا قضا کر دینا کافی نہوگا اور اسیطرح اگر ناذر مذکور ایام تشریق مین بمقام منی موجود ہو اور ماہ ذیحجہ کو روزہ رکھے اور وہ کامل (تیسا) ہو تو اوسپر روز عید اور ایام تشریق کے عوض مین چار روزون کا ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر ناقص (اونتیسا) ہو تو اوسکو پانچ روز کا ادا کرنا واجب ہوگا جسکی وجہ بھی مذکور ہوئی اور اگر کوئی شخص ایک یا کئی سال کے روزون کی نذر کرے اور ایک سال کے روزے رکھے تو اوسکو ماہ رمضان اور عیدین (فطر و اضحی) کے عوض مین اوسکا بتیس روزون کے ساتھ کامل کرنا لازم ہوگا اور ایام مذکورہ (رمضان و عیدین) کیوجہ سے تتابع صوم باطل نہوگی اسلیے کہ اوسکو ایام مذکورہ سے احتراز کرنا ممکن نہین ہو اور اگر ناذر مذکور منی مین حاجی ہو تو اوسپر ایام تشریق کے عوض کا ادا کرنا بھی لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مہینے کے روزون کی بشرط تتابع نذر کرے تو اوسپر ادائے نذر کے لیے ایسے مہینہ کا اختیار کرنا واجب ہے کہ جسمین کہ تتابع ممکن ہو اور اقل ماہ جسکا اختیار کرنا ناذر مذکور پر لازم ہوگا وہ مہینہ ہے جسمین مدت روزون کا پے در پے ادا کرنا ممکن ہو پس اگر ماہ ذیحجہ کو اختیار کریگا تو جائز نہوگا اسلیے کہ اوسمین روز عید کیوجہ سے تتابع صوم منقطع ہو جاتی ہو تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص ماہ رمضان کے پہلے روزہ کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ اوسکے روزے اصل شرع سے بدون نذر بھی واجب ہین پس اوسکا بذریعہ نذر لازم کرنا از قبیل تحصیل حاصل ہو اور اسمین ترقی دہ ہی اسلیے اوسکے روزون کا اصل شرع سے واجب ہونا بوجہ کہ واجب نیکے منافی نہین ہو چوتھا مسئلہ کسی معصیت (گناہ) کی نذر منعقد نہین ہوتی اور اوسپر

لغو اور بھی واجب نہین تو مثلاً اگر کوئی شخص کسی آدمی کے ذبح کرنے کی نذر کرے خواہ باپ یا ماں یا فرزند ہو یا ان کے علاوہ کوئی اور شخص ہو خواہ اسی ہو یا اجنبی اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہے للہ علیّ ان اقتل زیداً ظلماً (حقتعالے کے لیے مجھپر زید کا از راہ ظلم قتل کرنا لازم ہی) یا کہے للہ علیّ ان اشرب خمراً (حقتعالی کے لیے مجھپر شراب کا پینا لازم ہی) یا کہے للہ علیّ ان ارتکب محظوراً (حقتعالے کے لیے مجھپر کسی فعل حرام کا بجالانا لازم ہی) یا کہے للہ علیّ ان اترک فرضاً (حقتعالی کے لیے مجھپر کسی فعل واجب کا ترک کرنا لازم ہی) تو ان جملہ صورتون مین اوسکی نذر منعقد نہوگی بلکہ لغو و مہمل قرار پائیگی اور اگر کوئی شخص چار ہاتھ پاؤن پر طواف کرنے کی نذر کرے مثلاً کہے للہ علیّ ان اطوف علی اربع (حقتعالے کے لیے مجھپر چار ہاتھ پاؤن کے ساتھ طواف کرنا لازم ہی) تو اس مسئلہ کا حکم باب حج مین مذکور ہو چکا ہی اور اقرب یہ ہی کہ نذر مذکور منعقد نہوگی بسببکہ یہ ہیئت مشروعہ کے خلاف ہی پانچوان مسئلہ جبکہ ناذر اپنی نذر کے ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو اوسکا فرض ساقط ہو جائیگا پس اگر کوئی شخص کسی سال معین مین حج کرنے کی نذر کرے اور اوسکو کوئی شی مانع ہو جائے تو اوسکی نذر ساقط ہو جائیگی اور اسی طرح اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی نذر کرے بعد ازان اوسکے ادا کرنے مین عاجز ہو جائے تب بھی اوسکی نذر ساقط ہو جائیگی لیکن اسصورت مین محمد بن منصور نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے بعوض ہر یوم ایک مد طعام (گندم) کے ساتھ تصدق کرنے کو روایت کیا ہی چھٹا مسئلہ عہد کا بھی وہی حکم ہی جو یمین کا حکم ہی اور اوسکی صورت یہ ہی عاھدت اللہ انہ متی کان کذا افعل کذا (مین نے خدا سے عہد کیا کہ جب فلان امر ہو تو مجھپر فلان کام لازم ہی) یا علیّ عہد اللہ انہ متی کان کذا افعل کذا (مجھپر خدا کا عہد ہی کہ جب فلان امر ہو تو مجھپر فلان کام لازم آتا ہی) پس اگر فعل معاہد علیہ (وہ کام جسپر کہ عہد کیا ہی) واجب یا مندوب یا ترک مکروہ یا اجتناب محرم (فعل حرام سے پرہیز کرنا) ہو تو عہد لازم ہوگا اور اگر بالعکس ہو (فعل واجب یا مندوب کے ترک کرنے یا فعل حرام یا مکروہ کے بجالانے پر عہد کیا جائے) تو لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص کسی فعل مباح کا عہد کرے تو مثل یمین (قسم) لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کے ترک پر عہد کرے جسکا بجالانا

معتبر ہو یا کسی ایسے فعل کے بجالانے پر عہد کرے جسکا ترک کرنا اولی ہو تو اوسکو اولی کا اختیار کرنا سزاوار ہوگا اور
اوسکی مخالفت پر کفارہ لازم نہوگا اسلیے کہ لزوم کفارہ مین تعلق عہد کا راجح ہونا شرط ہو جسکا فقدان محل بحث
مین مفروض ہی اور مخالفتِ عہد کا کفارہ بعض کہتے ہین جو مخالفتِ یمین کا کفارہ ہی اور ایک روایت مین وارد
ہوا ہی کہ مخالفت عہد کا وہ کفارہ ہی جو ماہِ رمضان مین ایک روزہ کے افطار کرنے سے لازم ہوتا ہی اور
یہی روایت مشہور ہی **ساتوان مسئلہ** نذر اور عہد نطق صیغہ کے ساتھ اتفاقاً منعقد ہوتے ہین اور آیا
بدون نطق محض ضمیر و اعتقاد کے ساتھ بھی منعقد ہوتے ہین یا نہین پس بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ منعقد ہوتے ہین
اسلیے کہ وہ دونون داخل عبادات ہین جنمین در اصل اعتقاد کا اعتبار ہی کیونکہ حضرت نے ارشاد فرمایا انما
انما الاعمال بالنیات لکن اون دونون کا بدون نطق منعقد نہونا بیوجہ نہین ہی اسلیے کہ نظر عرف مین
محض اعتقاد پر عہد و نذر صادق نہین آتا اور اخبار کثیرہ سے اون دونون کے منعقد ہونے مین تلفظ صیغہ کا
شرط ہونا مستفاد ہوتا ہی اور عباداتِ لفظیہ مین تنہا نیت کافی نہین ہی ۔۔

قسم ایقاعات تمام ہوی والحمد للہ اولاً و آخراً و باطناً و ظاہراً

کتبہ العاصی سید محمد تقی خورشید رقم

الاولی و … کفارة مخالفة … الکفارة … الیمین فی روایة … کفارة من افطر یوما من شهر رمضان … السابعة النذر والعهد ینعقدان بالنطق وهل ینعقدان بالضمیر والاعتقاد قال بعض الاصحاب نعم والوجه انهما لا ینعقدان الا بالنطق …

غلطنامہ کتاب روائع الاحکام جلد ثالث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۲	ہی	یہی	۵۷	۱۴	وطی پانیکا	وطی ثانیکا
۲۱	۱۸	الدیہ	اوریہ	۵۸	۱	سشکال	اشکال
۳۱ ۳۲	۰	کتاب النکاح	کتاب الطلاق	۶۶	۱۲	اثمار	اغمار
۳۵	۷	ھزار	ھزار	۷۲	۶	صبرلازم	صبرکالازم
۶	۸	ھزار	ھزار	۷۸	۱۰	انکا	انکار
۵۱	۱۷	یاامنت	امت	۸۲	۱۳	زمانہ	زمانہ
۵۶	۱۹	ایکھ پہرروزہ کے	ہر ایک روزہ کے	۸۳	۱۸	کا	کو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۹	۲	لُعان	لِعان
۹۳	۱۷	سائنہ	سائبہ
〃	〃	(زیرسطر) سائبہ	سائُبہ
۹۴	۱۲	اسلیئے	اسلیئے کر
۹۵	۱۱	بوبہ	بوجہ
۹۶	۱۷	ہنوگا	ہوگا
۱۰۶	۱۱	تمبر	مدبر
تمثیلہ ۱۰۹	۰	کتاب العتق	کتاب التدبیر
۱۰۹	۱۹	آزادا	آزاد
۱۱۱	۱۹	حصہٗ مدبرہ	حصہ مدبرہ
۱۲۲	۱۷	دوتون	دونون
۱۲۹	۳	آقار	آقا
〃	۱۳	اقوت	اخوات
۱۳۸	۱۸	علّی	علیٰ
۱۴۱	۱۹	مجردو	مجرور
۱۵۳	۲	مقر	مقرلہ
〃	۳	ثانی ومکان	ثانی مکان
۱۶۲	۱۵	مقبول ہوگا	مقبول نہوگا
۱۶۳	۱۵	مشروغیت	مشروعیت
۱۷۰	۱۹	انشاءواللہ	انشاء اللہ
۱۷۳	۱۲	ایمّی	ایمن
۱۸۴	۱	متطیبت	متطیّب
۱۸۶	۳	یمین	عین
۱۹۶	۶	الیس	الیس
۱۹۷	۸	عموس	غموس
۱۹۸	۴	فجری	مجزی
۲۰۰	۱۹	ولدان عطیت	ان عطیت ولدا
۲۰۳	۱۹	منحلہ جو	منجلہ جو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
		(حاشیہ اردو)	
۹۳	۳۶	حزم	جزم
۱۰۵	۲۶	انغادر	انقاد
۱۰۵	۵۳	مجہول	محمول
〃	۳۵	من	یمین
〃	۴۴	مع ولدہ	مع والدہ
۱۳۴	۳۹	ہم	تم
۱۳۶	۵	پر	بر
		(حاشیہ عربی)	
۸۴	۳۴	جاد	جاز
〃	۴۵	موبودك	مولودك
۸۵	۹	فال قامت	فان قامت
۸۹	۵	التقفت	انفقت
〃	۱۲	ستیفاء	استیفاء
〃	۳۸	الاحکّام	الاحکام
〃	۴۲	زلو	دلو
۹۲	۱۲	الاشبارة	الاشارة
〃	۴۲	اغتق	اعتق
۹۵	۴	زمك	ذلك
۹۶	۳۲	مطالبتة	مطالبته
۹۹	۸	الحوایة	الحرّیة
۱۰۲	۳۹	ورث	ورث
〃	۴۶	لتعتق	لعتق
۱۰۴	۱۱	حدہما	احدهما
۱۰۹	۱۲	تدبیرا	تدبیر
〃	۴۷	رحمة الله	رحمہ الله
۱۱۱	۵	موت	یموت
۱۱۲	۴۹	تستغرمه	تستغرقه

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۳	۴۲	بعتر	بعد
۱۱۴	۱۰	دبرہ ثم	دبرہ
۱۱۷	۴۲	خامة	خدمة
۱۲۰	۲۱	اما	ما
۱۵۲	۳۲	بموجودہ	بوجودہ
〃	۷	النظرثانی	النظر الثانی
۱۵۹	۲۳	اکادباع	ارباع
۱۶۳	۹	فی الایجاد وقبول	فی الایجاب
۱۶۴	۳۷	تبذلها	بذلها
۱۶۸	۳۵	النسیمة	النّسمة
۱۷۶	۳۴	مستجیل	مستقبل
۱۸۱	۷	دالادم	دالادام
۱۸۴	۱۶	ولوخلف	ولوحلف
۱۹۱	۱۰	والعرف	العرف
۱۲۱	۷	باملك	بالملك
۱۲۲	۱۳	المہابات	المہایات
۱۲۷	۵	تفسا	نفسا
۱۳۳	۸	بیتہا	وبینہا
۱۴۷	۱۹	ثنتہ	ثلثه
۱۴۹	۱۱	کلفتا	کلفتا
۱۵۰	۶	للسمہ	للسّفہ
۱۵۱	۳۲	سابقها	سائقها

واضح ہوکہ

روائع الاحکام کی جلد معاملات مین صفحہ ۲۴۷ سطر ۱۳ پر بجائے عبارت (اور اگر کوئی شخص [illegible] سے باعدہ رجعیہ مین زنا کرے) یہ عبارت [illegible] (اور اگر زن شوہر دار زنا کرے یا عدہ رجعیہ مین عقد کرے

تقریظ زبدة العلما و عمدة الفضلا عالیجناب مولانا مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بہادر دام اقبالہ بی۔ اے منصرم معتمد عدالت امور عامہ سرکار عالی

مجھے سخت تعجب ہے کہ اسوقت تک شرایع الاسلام کا اردو ترجمہ کیون نہین شایع ہوا اہل تشیع مین اس کتاب کا وہی پایہ ہے جو کہ ہدایہ کا اہل تسنن مین ہے اور گو کہ اکثر کتب اہل سنت والجماعت کا ترجمہ ہو چکا ہے اسلیئے اس کتاب کا ترجمہ نہ ہونا قابل افسوس تہا مرسید علیصفا تاجر کتب کی قسمت مین یہ فخر لکہا تہا کہ وہ بسرپرستی مجلس عالیہ عدالت اسکا ترجمہ کرائین اور چہپوائین اور یہ خوشی کی بات ہے کہ ترجمہ بہی ویسا ہی طلیس اور معنی خیز ہے جیسا کہ ہونا چاہیئے تہا اس روشن ضمیر زمانہ مین کوئی شخص فقیہہ ہونیکا دعوی نہین کر سکتا جو مذہب اسلام کی مختلف فرقون کے مسائل سے واقف نہ ہو اور وکلا کے لیے تو اور بہی ضرور ہے اور اسلیئے یہ امر قابل مبارکباد ہے کہ اردو مین بھی فقہہ اہل تشیع سے واقفیت حاصل کرنیکا عمدہ مواد موجود ہو گیا فقط

(دستخط)
محمد عزیز مرزا

تقریظ عالیجناب مولانا مولوی محمد زمان خان صاحب بہادر ناظم فوجداری بلدہ

مین نے شرائع الاسلام کے ترجمہ کو جو میر رستم علی صاحب تاجر کتب نے طبع کرایا ہے دیکھا مین بہت خوش ہون کہ یہ ترجمہ غنیمت ہے اور حکام اور وکلا و اہل معاملات کو عمدہ مدد دینے والا ہے مین اسباب کے معلوم کرنے سے اور زیادہ مسرت ظاہر کرتا ہون کہ یہ ترجمہ امتحان وکلا مین بحکم عدالت العالیہ مشروط کر دیا گیا ہے یہان کی حالت پر لحاظ کرتے یہ امر نہایت ضروری تہا کیونکہ اس ملک مین فرقہ اہل تشیع کثرت سے آباد ہے اور اونکے بیشتر ایسے معاملات عدالت مین پیش ہوتے رہتے ہین کہ جسمین شرع شریف کے احکام تلاش کرنیکی ضرورت ہوتی ہی۔

مین نے اپنے قابل دوست مولوی سید غلام جبار صاحب وکیل ہائیکورٹ کی بہی رائے دیکہی جو ممدوح الیہ نے اس ترجمہ کے بارہ مین لکہی ہے۔ مجہے افسوس کے ساتھہ ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنی رائے مین جو تذکرہ فرقہ ہائے شافعی و حنبلی و مالکی کا فرمایا ہے کہ اونکے دلون پر بہی مثل فرقہ امامیہ فیصلہ جات کا حسب طریقہ حنفیہ ہونا ناگوار رہے

مجھے اُس سے سخت اختلاف ہے مین جہانتک سمجھتا ہون ایسا
نہین ہے اور نہ ہونا چاہیے کیونکہ ان فرقون کے اہم مسائل مین
وہ اختلاف نہین ہے جیسا کہ مولوی صاحب ممدوح نے اپنی راے
مین طریقہ امامیہ اور حنفیہ کی مسائل کو دکھایا ہے ان تمام فرقون نے
یہ بات ہمیشہ سے برغبت دل قبول کرلی ہے کہ فیصلہ مقدمات
اُس اصول پر ہو کہ جس طریقہ کا قاضی پابند ہے اور اس مین وہ
نا انصافی اور خلجان نہین ہے کہ جو فرقہ امامیہ کو اسطرح پابند
کرنے مین ہے میری راے قدم سے یہ ہے فرقہ امامیہ کے مقدمات
کا تصفیہ ان کے اصول مذہبی کے رو سے ہونا چاہیئے چنانچہ
کئی بار مین اپنی اس راے کو معزز ممبران لجسلیٹو کونسل کے روبرو
شد و مد سے ظاہر کر چکا ہون اور جب ضابطہ مجلس وضع قوانین
کی ترمیم ہو رہی تھی اس بات کو مد نظر رکھکر اسمین جو اس بارہ موقعہ
پر کہ ماخذ قانون کا کیا ہوگا الفاظ شرع اسلام داخل کیے گئے تھے
بہر حال میرے نزدیک اس ترجمہ کی ملک کو سخت ضرورت تھی جسکو
مہر رستم علی صاحب نے پورا کر دیا ہم لوگون کو انکا شکر گذار
ہونا چاہیئے (دستخط)

محمد زمان خان

تقریظ وکلائے ہائی کورٹ سرکار عالی

اس کتاب کو مین نے دیکھا واقعی یہ کتاب ایک مستند کتاب

مذہب امامیہ کا ترجمہ ہے لائق مترجم نے جو جانفشانی کی ہے وہ صرف
قابل تحسین ہے بلکہ جو فائدہ اس سے ملک اور ان عام لوگوں کو ہوا جو عربی
کتابوں کے سمجھنے سے عاری ہیں نہایت قابل قدر ہے اسوقت تک
کوئی ایسی مبسوط کتاب شرع امامیہ کی ترجمہ نہیں ہوئی تھی درحقیقت
ملک اور اہل ملک پر مترجم صاحب کا احسان ہے کہ انہوں نے اپنے بیش بہا اوقات کو
اس کار خیر میں صرف کیا اور نہایت صاف زبان اردو میں قریب الفہم ترجمہ
کر دیا فقط

روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام بے نظیر کتاب ہے میری نظر
سے ایسے ترجمے کم گذرے ہیں کہ بامعانی و لفظی ترجمہ ہو اور
محاورہ کے لحاظ سے بھی فصاحت اور سلیس عام زبان کے ساتھ
ایسا ترجمہ ہو کہ ہر شخص کم علم اوسکو پورا سمجھ سکے اس کتاب
میں یہ سب باتیں موجود ہیں درحقیقت یہ اردو زبان میں جامع الصفات
ہے میری دانست میں اس کتاب کی اردو زبان میں بہی انتہا
ضرورت تھی اسلئے مترجم اس کتاب کی ضرورت کے لحاظ اور
اپنی لیاقت کے اعتبار پر ہر طرح قابل قدر شخص ہیں اور ترجمہ
بہت ہی دلچسپ لائق پسند خاطر خواص و عوام ہے فقط

دستخط
حافظ لطف اللہ وکیل

SALAR JUNG ESTATE LIBRARY
(Oriental Section)
URDU PRINTED
Accession No. 8625
Subject

کتب مندرجہ فہرست ہذا مطبوعہ وقلمی ہمارے کتب خانہ سے بکفایت مل سکتی ہیں

جن حضرات کو کسی کتاب کا خرید فرمانا منظور ہو بذریعہ ویلیو پے ایبل طلب فرما دیں

قرآن شریف

قرآن شریف غلاف ملتفایر
ایضاً حنائی
قرآن شریف پندرہ سطری
ایضاً سترہ سطری چھاپہ بمبئی
قرآن شریف مجتبائی
ایضاً قلم واضح
ایضاً قلم جلی کاغذ گندہ
ایضاً مترجم
حمائل و قرآن شریف قلمی
ایضاً عکسی
ایضاً کشوری
ایضاً مترجم
ایضاً تعویزی
پارہ عم
پارہ الف لام میم تا پارہ لا یحب اللہ
قاعدہ بغدادی
قرآن شریف قلمی مطلا

کتب تفاسیر مذہب امامیہ

تفسیر عمدۃ البیان ہر سہ جلد
" قسم دوم قسم سوم
تفسیر امام حسن عسکری ع
ام التفاسیر فارسی
تخریج الآیات

کتب مناقب و احادیث مذہب امامیہ

من لا یحضرہ الفقیہ ہر دو جلد عربی
استبصار ہر دو جلد
الفیہ شیخ شہید
حیات القلوب ہر چہار جلد
نجم الہدا جواب اظہار الہدا
ایضاً فارسی ہر سہ جلد
عین الحیات تصنیف
ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ
مرثیہ مرزا دبیر صاحب ۱۲ جلد
رسالہ رجعت
فضائل مرتضوی
صراط النجاۃ در حدیث
اعرابی مشتمل بر
چہار ہزار مسئلہ

فقہ و اصول مذہب امامیہ

شرائع الاسلام عربی
چھاپہ لکھنؤ
تجہیز موتے
جامع عباسی بست
بابی فارسی کشوری
ایضاً اردو یوسفی دہلی

تحفۃ العوام کشوری
تحفۂ احمدیہ ہر سہ جلد
خزانۃ المسائل تصنیف در
طہارت تصنیف مجتہد العصر
جناب میر آغا صاحب
" کفایت السائلین
" تحفۃ المومنین
" زاد المسافرین
" طہارت النسوان
" احکام النساء

کتب مصائب

مصائب الابرار در
احوال شہادت خامس
آل عبا علیہ السلام مع
حالات واقعات مختار
درج ہیں
مجالس ابرار ترجمہ اردو
بحار الانوار حالات حضرت
فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا
در المصائب
ایضاً جلد دوم
مجالس علویہ جلد اول
ایضاً جلد دوم
سراج غم ہر سہ جلد

کتب متفرقہ

مثنوی بیت الحزن
بعد حمد ہندی
اعمال المتقین
ارشاد العوام
اعمال دفعہ وبا
گلدستۂ ثمر
آفتاب عالم افروز
حسن اعتقاد
اسنی المطالب
تحفۃ الابرار
تبصرۃ الاطفال
تاریخ محمدی
رقعات احمدی
دیوان منتہی
دستور الشعرا
دیوان نقی
شمع فیض
صبح خندان
صوب الغوادی
کلیات قدر
کریما حسنے
معیار نظم
نہایہ مع الکفایہ

محمد صادق رضا عرف سید حسین تاجر کتب بازار چوک مالک مطبع دبدبۂ احمدی لکھنؤ

اعلان

جس کتاب پر مہر یا دستخط راقم یا برادرم
سید حسین صاحب کے نہون وہ مال مسروق سمجھا جاوے اور
جن حضرات کو کسی کتاب کا خرید کرنا یا چھپوانا منظور ہو اوسکی بابت راقم یا برادرم
سید حسین صاحب تاجر کتب بازار چوک و مالک مطبع دبدبۂ حیدری واقع محلہ وزیر گنج
شہر لکھنؤ سے خط و کتابت فرماوین انشاء اللہ تعالیٰ نہایت شائستگی اور
کفایت کے ساتھ تعمیل کیجاویگی۔ اور چونکہ مطبع مذکور بالا محض ترویج
کتب مذہبی و دینیات کی غرض سے جاری کیا گیا ہی لہذا ہر مومن و دیندار پر
اسکی اعانت کرنا باعث اجر جزیل ہی پس جسطرح ممکن ہو
اوسکی ترقی مین سعی و کوشش فرماوین

فقط

کتاب
روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام کی جسٹری
سرکار عظمت مدار برطانیہ اور سرکار عالی نظام
الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ دونو جگہ راقم نے کرائی ہی
اور حق طبع جزاً او کلاً او ترجمہ و خلاصہ محفوظ ہی پس کوئی صاحب اسکے
طبع جزیا کل یا ترجمہ یا خلاصہ کا قصد نفرمائین ورنہ ذمہ دار مواخذہ قانونی
ہونگی جسقدر نسخے مطلوب ہون راقم سی یا برادرم سید حسین تاجر کتب سے طلب فرماوین

الراقم
سید رستم علی تاجر کتب دکن حیدرآباد کوچہ گوڑ لیفہ

مہر و دستخط
سید رستم علی